U21773 | 17-12-05

Title - AAINA-E-BALAGHAT.

Creator - ~~United~~ Mirza Mohd. Askari Lucknavi.

Publisher - United India Press (Lucknow).

Date - 1937.

Pages - 184, 28.

Subjects - Urdu Zuban - Qawayad; Balaghat -

# آئینہ بلاغت

(جس میں)

اقسام و متعلقات نظم و نثر اور صنائع بدائع لفظی و معنوی ایک نئے اسلوب سے نقشہ وار بترتیب حروف تہجی - نیز علم عروض کے باب میں تمام مشکل بحریں مع زحافات اور امثلہ کے بالتفصیل اور نئے طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں اور کتاب کے آخر میں ایک نہایت مفید تتمہ مشتمل بر مصطلحات نظم و نثر بزبان فارسی و انگریزی دیا ہوا ہے

(مصنفہ)

جناب مرزا محمد عسکری صاحب بی - اے لکھنوی

سابق ہیڈ ٹرانسلیٹر گورنمنٹ آف انڈیا، مترجم "تاریخ ادب اردو"

و مؤلف "ادبی خطوط غالب" و "نوادر" وغیرہ وغیرہ

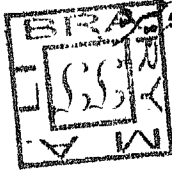

پبلشر

صدیق بکڈپو - لکھنؤ

باہتمام

سید توسل حسین

یونائیٹڈ انڈیا پریس نیا گاؤں لکھنؤ میں چھپا

۱۹۳۶ء

پہلا ایڈیشن

قیمت

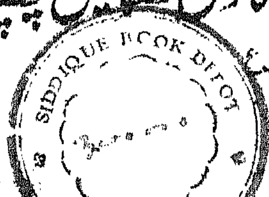


تین روپیہ

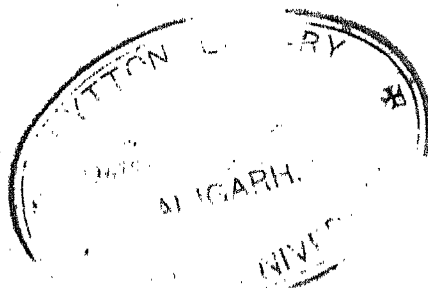
ALIGARH.

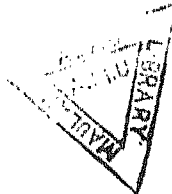
LIBRARY

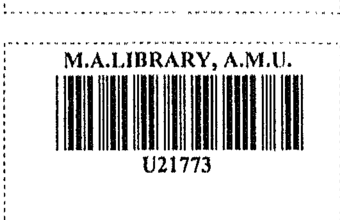
M.A.LIBRARY, A.M.U.
U21773

# انتساب

بنام نامی

علم دوست و علم پرور - جواں ہمت - جواں دولت - جواں سال

**عالیجناب راجہ محمد امیر احمد خان بہادر**

والی ریاست محمود آباد

از مُصنّف

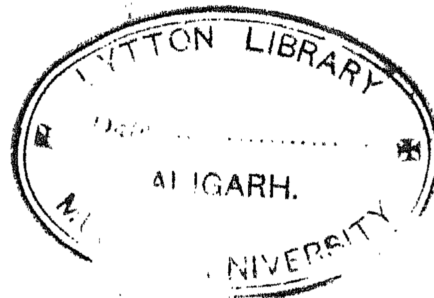

# فہرست مضامین

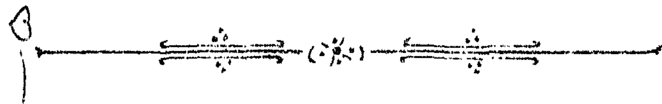

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# تمہید

للہ الحمد کہ آج (بتاریخ ۸ نومبر ۱۹۳۶ء) کتاب "آئینۂ بلاغت" پوری ہوگئی۔ میری صحت اسطرف ایسی خراب ہوگئی تھی کہ میں اس کے اختتام سے مایوس ہوگیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ دعائے صحت اور دعائے اتمام کتاب ایک ساتھ پوری ہوئیں۔

قطع نظر عربی کتابوں کے فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں فن بلاغت پر اتنی کتابیں (بعض نہایت عمدہ و مشرّح اور بعض نہایت ناقص و مختصر) موجود ہیں کہ اب اُن میں کسی نئی کتاب کا اضافہ فضول اور تحصیل حاصل معلوم ہوتا ہے مگر جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اب زمانہ بدل گیا۔ پیشتر کا سا شوق فارسی اور اُردو خاص کر فن شعر و بلاغت کی کتابیں پڑھنے کا لوگوں کے دلوں میں باقی نہیں رہا ہے۔ تعلیم کا طریقہ بدل گیا۔ کسی زمانے میں کتاب من اولہ الی آخرہ پڑھنا شوقین طلبہ کے لئے بہت ضروری تھا۔ اب یہ حال ہے کہ کتاب کے مختصر نوٹوں پر یا جو کچھ کہ اُستاد بتا دیں صرف اُتنے جزو پر اکتفا کی جاتی ہے۔ پس اگر اس تغیر مذاق پر نظر کیجائے اور زمانۂ حال کی ضرورتوں کا خیال رکھا جائے تو یقیناً ایک ایسی کتاب کی ضرورت ضرور محسوس ہوگی جو ایسے لوگوں کیلئے جن کے پاس زیادہ وقت تعلیم و تعلّم کا نہیں ہے۔ علی الخصوص طلبہ کے واسطے ایک مفید معلومات کا ذخیرہ اختصار کیساتھ نہایت صاف اور سلیس عبارت میں پیش کرے۔ اگر میرا یہ عذر قابل پذیرائی اور میری یہ دلیل قابل قبول ہے تو یقیناً یہ کتاب بھی مقبول ہونا چاہیئے۔ اور جو اسلوب اس میں اختیار کیا گیا ہے وہ پسند ہونا چاہیئے۔

وہ جدید اسلوب یہ ہے کہ اب تک یہ دستور رہا ہے کہ صنائع بدائع اور علم عروض کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب ایک مسلسل بیان کی صورت میں اور ایک خاص طوالت کے ساتھ جو بعض موقعوں پر بالکل فضول اور غیر ضروری معلوم ہوتی ہے، اور امثلہ کی کثرت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس سے مصنف کی غرض غالباً یہ ہوتی ہے کہ وہ بہترین طریقہ سے پڑھنے والے کے ذہن نشین ہو جائے مگر میرا تجربہ یہ ہے کہ اسکا اثر بالکل برعکس ہوتا ہے۔ بجائے ذہن نشین ہونے کے وہ پیچیدہ عبارت اور مثالوں کی کثرت اصل مطلب کو اور زیادہ اُلجھا دیتی ہے اور بجائے سمجھ میں آنے کے طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ مثلاً مولوی نجم الغنی صاحب مرحوم کی مشہور کتاب بحر الفصاحت کو لیجئے کہ اُنھوں نے جس محنت اور کاوش سے یہ کتاب تیار کی ہوگی اس کی داد نہ دینا سراسر ظلم ہے۔ یہ کتاب نہایت ضخیم تقریباً بارہ تیرہ سو صفحات پر مشتمل ہے مگر ان خوبیوں کے ساتھ اُس میں یہ خرابی بھی ہے کہ علاوہ قیمت کی زیادتی کے بیان کی طوالت، امثلہ کی کثرت اور ہر مسئلہ کو مکمل طور سے بیان کرنے کی ناکام کوشش، یہی سب باتیں اُس کی بے لطفی اور بے کاری کا بھی باعث ہو گئی ہیں

دوسری جانب اکثر کتابیں جو غالباً اُس زمانہ کے طلبہ کے لئے تیار کی گئی ہوں گی نہایت مختصر اور اسقدر مختصر ہیں کہ بہت ضروری باتیں ان میں بیان کرنے سے رہ گئی ہیں۔ مثلاً چہار گلزار جو زبان فارسی میں اسی فن کا ایک رسالہ ہے یہ اس قدر مختصر ہے کہ اس کا اختصار باعث تکلیف ہے۔ میں نے اطناب اور اختصار کے درمیان کا راستہ اختیار کیا اور اُس کے واسطے یہ ضروری سمجھا کہ بعض چیزیں جو ابتک مسلسل عبارت میں بیان کی گئی ہیں وہ نقشہ کی صورت میں بترتیب حروف تہجی مرتب کی جائیں۔ اس سے یہ فائدہ مقصود ہے کہ طلبا جو عموماً زمانۂ امتحان کے قریب اس قسم کی کتابوں کا خلاصہ نوٹوں سے یاد کر لیتے ہیں یا وہ لوگ بھی جن کے پاس اتنا وقت نہیں کہ فن بلاغت کی کتابیں مکمل طور سے پڑھیں۔ ان نقشوں کو بہت مفید اور کارآمد پائیں گے۔ اور نقشوں میں سوا اس کے اصطلاح اور اُس کی تعریف اور مثال کے زائد سے مطلب نہیں رکھا گیا۔ مثالوں میں اس کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ حتی الامکان فارسی اور اُردو دونوں زبانوں کی مثالیں پیش کی جائیں۔ پہلا باب جو اقسام و متعلقات نظم و نثر کے متعلق ہے بالکل جدید ہے ابتک یہ اصطلاحات اور کتابوں میں علیحدہ علیحدہ بیان کئے گئے تھے یکجا کر دینے سے بصورت نقشہ انکی اہمیت بھی بڑھ گئی اور وہ بہ آسانی سمجھ میں آجاتی ہیں۔

فن عروض جو بلاغت کا نہایت مشکل اور بے مزہ مضمون ہے۔ دیگر کتب میں بیکار طوالت کے سبب سے بہت مشکل سے سمجھ میں آتا ہے اُس کی بحور اور علی الخصوص زحافات سے طبیعت اُکتا جاتی ہے میں نے ان کو بھی نقشوں کے ذریعہ سے اور اختصار سے کام لے کے اتنا آسان اور دلچسپ کر دیا ہے کہ اب امید ہے کہ طلبہ اور دیگر شائقین اس سے بہت لطف اندوز ہوں گے اور اکثر باتیں آسانی سے یاد کر لیں گے۔ اکثر کتابوں میں دوائر بحور جو دئے جاتے ہیں وہ میں نے عمدًا ترک کر دئے کیونکہ استخراج بحور سے اب کس کو دلچسپی باقی ہے؟ تقطیع کے قواعد ایک خاص طریقہ سے خانہ وار سمجھائے گئے ہیں جس سے تقطیع کا اصول آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ اتنا میں ضرور ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ مشکوک اور مختلف فیہ مسائل جن میں خود متقدمین میں سخت اختلاف ہے اور کوئی بات اب تک طے نہیں ہوئی وہ عمدًا ترک کئے گئے۔ کیونکہ ان سے نہ کوئی فائدہ متصور ہے اور نہ اب اس قسم کی بال کی کھال نکالنے کا کسی کو شوق ہے۔

علم بیان میں تشبیہ، استعارہ، کنایہ وغیرہ کے اقسام کو نہایت اختصار کے ساتھ فارسی اور اُردو کی مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ سرقۂ شعری کے ذکر میں (جس پر عمومًا کتب بلاغت کا خاتمہ ہوتا ہے) میں نے متداولہ رائے سے کسی قدر اختلاف کیا ہے۔ متداولہ رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شعر بجنسہ یا بتغیر الفاظ کسی دوسرے کے کلام میں پایا جائے تو اُس کو سرقہ سمجھنا چاہئے میں نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ سرقہ اُس وقت سمجھا جائے گا اگر اُس دوسرے شاعر نے باوجود علم کے بدنیتی سے یعنی لوگوں پر یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ میرا شعر ہے وہ شعر بجنسہ یا اُسکا مضمون بتغیر الفاظ چُرایا ہو۔ مثالًا ان اشعار کو لیجئے۔ غالب کا مطلع ہے ؎

دوست غمخواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا

اور شاد لکھنوی کہتے ہیں ؎

کوئی دم راحت جنوں کے ہاتھ سے پائیں گے کیا
زخم بھر جائیں گے تو ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا

اس میں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ شاد کو غالب کے شعر سے آگاہی تھی تو یقینًا یہ سرقہ کی حد میں آتا ہے

دوسرا شعر غالب کا ہے ؎

بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا

اور شاد کہتے ہیں ؎

حال عاشق اُن کو سننے کا مزہ ہے اس قدر
ہم کہے جائیں گے جتنا وہ کہے جائیں گے کیا

یہ بھی بشرط مذکورۂ بالا سرقہ ہے بلکہ سرقۂ مذموم۔ کیونکہ لفظ حال دل جو غالب کے یہاں دوسرے مصرعہ میں ہے۔ اُس کو شاد نے پہلے مصرعہ میں ڈال دیا۔ غالباً اس وجہ سے کہ شعر کی صورت بدل جائے۔

یہ دونوں شعر بھی اسی نوعیت کے ہیں ؎

تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکریں کھائیں
چلا جب جانور انساں کی چال اُسکا چلن بگڑا (آتش)

گئے طاؤس کے گھر موچ پائے کبک میں آئی
چلا جب اُس کی اٹکھیلی کی چال اُسکا چلن بگڑا (شاد)

اسمیں بھی دوسرا شعر سرقہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ آتش کی یہ مشہور غزل شاد نے ضرور سُنی ہوگی اور جب چلن کا قافیہ آیا تو آتش کا شعر ضرور اُنکے پیش نظر ہوگا۔ میں آتش کے شعر کو بہتر سمجھتا ہوں۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے "انسان کی چال" کہہ کے شعر میں عمومیت پیدا کردی اور جب مضمون میں عمومیت ہو وہ مخصوص محدود مضمون سے بہتر اور لطیف تر ہوتا ہے

البتہ اس قاعدہ سے وہ اشعار مستثنیٰ ہیں جنہیں کوئی محاورہ یا مثل باندھی جائے۔ مثلاً سانپ نکل گیا اب لکیر پیٹا کرو ایک مثل ہے۔ جس سے یہ مطلب ہے کہ ایک زرّیں موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا اب اس کی کوشش بیکار ہے۔ اس مثل کو ان چار شاعروں نے باندھا ہے ؎

خیال زلف دوتا میں نصیر پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر (شاہ نصیر دہلوی)

سانپ تو بھاگ گیا پیٹتے ہیں لوگ لکیر
خوب پوشیدہ کئے تم نے دکھا کر گیسو (تمنا)

---

سر دے دے مار دگیسوئے جاناں کی یاد میں
پیٹا کرو لکیر کو کالا نکل گیا (رند)

---

دکھلا کے مانگ گیسوؤں والا نکل گیا
پیٹا کرو لکیر کو کالا نکل گیا (شاد لکھنوی)

---

ان میں کوئی شعر کسی دوسرے شعر کا سرقہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ ہر شاعر نے ضرب المثل کو باندھا ہے مگر تعجب اور بہا تعجب ہے کہ شاد ایسا اُستاد اور کہنہ مشق شاعر اُس نے رند کا پورے کا پورا مصرعہ بلا کسی تغیّر و تبدل کے اپنے کلام میں شامل کر لیا۔ ایک اعتراض میرے ایک دوست نے اس پر یہ بھی کیا ہے کہ شاہ نصیر، تمنا اور رند تینوں شاعروں نے زلف وگیسو کو سانپ سے تشبیہ دی ہے جو ایک مشہور تشبیہ ہے مگر شاد کے یہاں یا تو مانگ سے تشبیہ کہی جائے گی اور یا گیسوؤں والے سے اور یہ دونوں تشبیہیں ناجائز ہیں۔ اس لئے کہ مانگ کا رنگ سفید ہوتا ہے سیاہ نہیں ہوتا اور گیسوؤں والا یعنی معشوق بھی مارسیاہ نہیں کہا جا سکتا۔

سرقہ کی ایک یہ بھی صورت کہی جاتی ہے کہ دو شعروں کا مضمون ایک ہی ہو مگر اسلوب بیان الگ الگ ہو۔ اس کو اصطلاح میں سرقۂ معنوی کہتے ہیں۔ میں اس کا بھی قائل نہیں۔ اس لئے کہ اگر اتحاد مضامین کو سرقہ مانا جائے تو پھر شاعری کا تقریباً نصف حصّہ سرقہ سمجھا جائے گا۔ اس لئے کہ ایک شاعر مضمون کے متعلق دوسرے کا ضرور ممنون احسان ہوتا ہے ہمیشہ چراغ سے چراغ جلتا چلا آیا ہے اور ریجنل یعنی طبعزاد مضامین جو کسی دوسرے نے نہ کہے ہوں، چھوٹے تو کیا معنی بڑے بڑے شعرا کے یہاں بھی دو ایک فیصدی سے زیادہ نہ ملیں گے سرقۂ معنوی کی مثال میں یہ دو شعر پیش کئے جا سکتے ہیں ؎

ہم نے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میرؔ
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

---

مصحفیؔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بڑا کام رفو کا نکلا

---

یہ دونوں شعر متحد المضامین ہیں۔ شاعر کا مطلب یہ ہے کہ عاشق کی دلی حالت اور شدّتِ شوق کا اندازہ ظاہر بیں آنکھیں نہیں کر سکتیں۔ البتہ اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو اُس کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے میرؔ نے اس مضمون کو خط شوق کی تشبیل سے ادا کیا اور مصحفیؔ نے زخم دل کی تمثیل سے۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے مگر ان کو سرقہ کون کہہ سکتا ہے

کتاب کے آخر میں اکثر مصطلحات ادب متعلق بہ شعر فارسی اور انگریزی دونوں زبانوں میں بصورت ضمیمہ دئے ہوئے ہیں۔ ان کی بھی ترتیب حروف تہجّی کے اعتبار سے ہے۔ مجھ کو اُمید ہے کہ یہ فہرست اصطلاحات طلباء علی الخصوص اعلیٰ قابلیت کے طلباء کے لئے بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔

فارسی صنائع بدائع مثلاً مبالغہ، تجنیس، تلمیح وغیرہ کی انگریزی مثالیں میں نے عمداً اس غرض سے دی ہیں کہ لوگ دیکھیں کہ انگریزی میں بھی وہی چیزیں جن کے لئے بیچاری مشرقی زبانیں بیکار بدنام ہیں کسقدر کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

اکثر انگریزی داں اصحاب کو یہ کہتے سُنا ہے کہ اُردو فارسی شاعری میں سوائے تکلفات لایعنی اور جھوٹی موٹی مبالغہ آمیز باتوں کے اور کیا رکھا ہے۔ مجھ کو اُمید ہے کہ ایسے متشککین کا خیال انگریزی میں انھیں "تکلفات لایعنی" کی بہتات دیکھ کر کچھ حد تک تو ضرور بدل جائے گا۔

اس ضمیمہ کی ترتیب میں میں نے پروفیسر براؤن کی تاریخ ادبیات ایران، بین کی گرامر اینڈ ریٹارک، وہیٹلی کی گرامر وغیرہ اور ان کے علاوہ اکثر انگریزی نظم کی کتابوں سے کام لیا ہے لہذا ان کے مصنفین کا شکریہ یہاں ادا کیا جاتا ہے۔

اُمید ہے کہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کا شعبۂ وضع اصطلاحات (دارالترجمہ) میری اس
شش کو نظرِ استحسان سے دیکھے گا۔ اور اگر اس میں کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہو تو اس سے
ر کو مطلع کرے گا۔

خاکسار محمد عسکری عفی عنہ

لکھنؤ۔ مؤرخہ ۸ نومبر ۱۹۳۶ء

# اقسام و متعلقات نظم و نثر

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| ایہام گوئی | اُردو شاعری کے ابتدائی دوروں میں شعراء کے کلام میں ذو معنیین الفاظ اور لفظی تلازمے (جو آجکل صنعت مراعات النظیر کہلاتے ہیں) بہت ہوتے تھے اسی کو ایہام گوئی کہتے ہیں سلہ | لام نستعلیق کا ہے اُس بت خوش خط کی زلف / ہم تو کافر ہوں اگر بندے نہ ہوں اسلام کے۔ (اس لام)<br>تو جو دریا کے پار جاتا ہے / دل مرا وار وار جاتا ہے<br>نہ دیویں لے کے دل وہ جعد مشکیں / اگر باور نہیں تو آزما دیکھ<br>کنجی اس کی زبان شیریں ہے / دل مرا قفل ہے بنانے کا<br>گندمی چہرہ کو اپنے زلف میں پنہاں نہ کر / ہندواں سنکر مبادا شور ڈالیں کال کا |
| بلینک ورس | (دیکھو نظم غیر مقفیٰ) | |
| بند | مخمس، مسدس، ترجیع بند، ترکیب بند وغیرہ کا ایک جزو جو مخمس میں ۵ مصرع مسدس میں ۶ مصرع اور ترجیع بند و ترکیب بند میں مساوی تعداد کے مصرعوں کا ہوتا ہے۔ | مثال کے لئے دیکھو مخمس، مسدس، ترجیع بند، ترکیب بند وغیرہ |
| بندش | شعر کے الفاظ کی نشست و ترتیب | (۱) ع بلبل کی گل نظر میں وے خار ہی رہا (سودا) یعنی بلبل کی نظر میں گل الخ |

سلہ آبحیات میں ہے کہ شاہ حاتم نے بڑی کوشش کر کے ان رنگ آمیزیوں سے اُردو کو پاک کیا اور اگرچہ وہ انداز پہلے کی نسبت بالکل نہیں رہے پھر بھی جس قدر رہیں وہ ایسے زبان پر چڑھے ہوئے ہیں کہ جن مضامین کے ادا کرنے کی ہمیں آج کل ضرورت پڑتی ہے اس کے لئے مخلل انداز ہوتے ہیں۔ ایہام گوئی کو اب صنعت ایہام و توریہ کہتے ہیں۔

(دیکھو صنائع و بدائع)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | جس سے شعر کے حسن و قبح پر بڑا اثر پڑتا ہے | (۲) ذبح وہ کرتا تو یہی پر چاہیے اے مرغ دل  دل پھڑک جائے تڑپنا دیکھ کر صیاد کا (ناسخ)<br>یعنی صیاد کا دل مرغ دل کا تڑپنا دیکھ کر پھڑک جائے۔<br>یہاں مضاف و مضاف الیہ کے بیچ میں ایک لفظ یا چند الفاظ آجانے کی وجہ سے تعقید ہوگئی جو بندش کی خرابی کی علامت ہے۔ |
| بہاریہ | اشعار میں ایسے مضامین لانا جن سے موسم بہار کا سماں آنکھوں میں پھر جائے | بخششی ہے گل نورستہ کی رنگ آمیزی  پوشش چھینٹ قلمکار بہ دشت و جبل<br>عکس گلبن یہ زمیں پہ ہے کہ جس کے آگے  کار نقاشی مانی ہے دوم دہ اول<br>تار بارش میں پروتے ہیں گہر ہائے تگرگ  ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل<br>بار سے آب رواں عکس ہجوم گل کے  لوٹتے ہیں سبزہ پر از بسکہ ہوا ہے بیکل<br>شاخ میں گل کی نزاکت یہ بہم پہنچی ہے  شمع ساں گرمی نظارہ سے جاتی ہے پگھل (سودا)<br>(نیز دیکھو ساقی نامہ مثال نمبر ۲) |
| بیت [۱] | کوئی ایک شعر بیت کہا جا سکتا ہے خواہ اُس کے دونوں مصرع مقفیٰ ہوں یا غیر مقفیٰ اور خواہ وہ کسی صنف نظم سے تعلق رکھتا ہو | دونوں مصرع مقفیٰ سے<br>دیوانہ پن ہمارا آخر کو رنگ لایا  جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا (میر)<br>غیر مقفیٰ سے<br>مارا دیارِ غیر میں مجھ کو وطن سے دور  رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم (غالب) |
| بیت الغزل | وہ شعر جو غزل میں سب سے بہتر ہو (مگر ایسے شعر کا انتخاب خود انتخاب کرنیوالے کے مذاق پر موقوف ہے جس کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا) | |

[۱] بیت عربی میں گھر کو کہتے ہیں۔ چونکہ قدیم عربوں کا گھر اُن کا خیمہ تھا جس کے قیام کے واسطے رسی، ستون اور میخوں کی ضرورت ہوتی ہے اس واسطے شعر کے لئے بھی چند ارکان ضروری سمجھے گئے جو سبب، وتد، اور فاصلہ کہلاتے ہیں۔ سبب کے لغوی معنی عربی میں رسی کے ہیں وتد میخ کو کہتے ہیں اور فاصلہ ستون کو۔ اور جسطرح گھر کے دروازہ کے دو پٹ ہوتے ہیں اُسی طرح بیت کیلئے بھی دو مصرع ضروری ہیں۔ بیت اردو میں شعر کا مرادف سمجھا جاتا ہے مگر فارسی میں یہ لفظ اشعار مثنوی کیلئے خاص کر استعمال ہوتا ہے سے ابیات و قصیدہ و غزل را بہ فردوسی و انوری و سعدی بیت۔ ابیات (بیت کی جمع) سے یہاں مثنوی مراد ہے۔ بیت اور فرد کے فرق کے لئے دیکھو فٹ نوٹ متعلق فرد۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| تاریخ | الفاظ کے ذریعہ سے کسی واقعہ کا سن بحساب حروف ابجد نکالنا۔[1] | |
| | (۱) ایک لفظ سے تاریخ ........ | تاریخ معزولی حکیم مہدی از سرکار اودھ سے<br>کاشو براے سخن نظم گریختہ (تاریخ) لفظ گریختہ سے تاریخ نکلتی ہے۔ |
| | (۲) ایک فقرہ سے تاریخ | تاریخ صحتیابی نواب اصغر علی خاں سے<br>حساب اس سخن کا تو کرلیجو لب نے — کہا اعتدال طبیعت مبارک<br>۱۲۶۰ (مومن) |
| | (۳) پورے مصرع سے ؍ | تاریخ وفات میاں کالے صاحب سے<br>ہوئی جس دم وفات حضرت کی — مجھ کو تاریخ کا خیال آیا<br>ہاتف غیب نے کہا ناگاہ — کالے صاحب کو سُرخ رو پایا<br>۱۲۶۸ (مومن) |
| | (۴) کچھ الفاظ کے جوڑنے سے (تعمیہ) | تاریخ تصنیف تذکرۂ گلشن بیخار سے<br>جو ترجمہ ایسے تذکرہ کا بھایا — مومن کو خیال سال تاریخ آیا<br>مضمون کا ہجوم دیکھ کر فرمایا — کیا گلشن بیخار پہ بادل چھایا<br>الفاظ گلشن بیخار اور بادل جوڑنے سے تاریخ نکلتی ہے۔ ۱۲۱۳ + ۳۷ = ۱۲۵۰ |
| | (۵) کچھ الفاظ کے خارج کرنے سے (تخرجہ) | تاریخ وفات حکیم غلام نبی خان پدر حکیم مومن خاں سے<br>جنازہ اُٹھایا فرشتوں نے آ — تو قَدْ قَاَمَ فَوْقَ زَاعَیطِیَا کہا<br>۱۳۰۷ - ۶۶ = ۱۲۴۱ (مومن) |
| | (۶) کسی خاص طریقے سے | تاریخ وفات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے<br>دست بیداد اجل سے بے سروپا ہو گئے — فقر و دیں فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل (مومن)<br>الفاظ مصرع ثانی کے اول و آخر کے حروف نکالنے سے<br>ق + ی + ض + ل + ر + ر + ط + ن + ل + م پنچتے ہیں جنکے جوڑنے سے تاریخ نکلتی ہے۔<br>۱۰۰ + ۱۰ + ۸۰۰ + ۵۰ + ۹ + ۲۰۰ + ۳۰ + ۴۰ = ۱۲۳۹ |

[1] ابجد کے حساب سے حروف تہجی کی قیمت اعداد میں حسب ذیل ہے۔ الف = ۱ - ب = ۲ - ج = ۳ - د = ۴ - ہ = ۵ - و = ۶ - ز = ۷ - ح = ۸ - ط = ۹ - ی = ۱۰ - ک = ۲۰ - ل = ۳۰ - م = ۴۰ - ن = ۵۰ - س = ۶۰ - ع = ۷۰ - ف = ۸۰ - ص = ۹۰ - ق = ۱۰۰ - ر = ۲۰۰ - ش = ۳۰۰ - ت = ۴۰۰ - ث = ۵۰۰ - خ = ۶۰۰ - ذ = ۷۰۰ - ض = ۸۰۰ - ظ = ۹۰۰ - غ = ۱۰۰۰ ـــــ فارسی اور ہندی کے مخصوص حروف کی قیمت مثل اُنھیں عربی حروف کے ہے جن کے وہ ہم شکل ہیں مثلاً چ = ج - گ = ک - ڈ = د - ڑ = ر - پ = ب - ٹ = ت -

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | (۷) دوسرے طریقہ سے | تاریخ دربارۂ معزولی حکیم مہدی مذکورہ مثال نمبر ۱ سے<br>از جائے حکیم ہشت برگیر سہ مرتبہ نصف نصف کم کن (تاریخ)<br>حرف ح کے آٹھ کا عدد لیکر تین دفعہ اس کا آدھا یعنی چار پھر اُس کا آدھا دو پھر اس کا آدھا ایک اس طرح لکھیں ۱۲۴۸ یہی تاریخ ہو |
| تخلص[له] | وہ نام جو شاعر اپنے لئے اپنے اشعار میں تجویز کرے | کبھی یہ نام شاعر کے اصلی نام کا جزو ہوتا ہے جیسے حکیم مومن خاں کا تخلص مومن اور منشی امیر احمد مینائی کا امیر تھا اور کبھی کوئی دوسرا لفظ ہوتا ہے جیسے شیخ محمد ابراہیم دہلوی کا ذوق اور مرزا اسد اللہ خاں کا غالب۔ |
| تخلیص (یا گریز یا مخلص) | قصیدہ میں وہ مقام جہاں سے شاعر تمہید یا تشبیب کو ختم کر کے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہے | خدا کے واسطے باز آؤ اب ملنے سے خوباں کے نہیں ہو اُن سے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی<br>نظر رکھے سو حاصل اُن کی چشم و زلف سے اوپر مگر بیمار ہووے صعب یا کھینچے پریشانی<br>نکال اس کفر کو دل سے کہ اب یہ وقت آیا ہے برہمن کو صنم کرتا ہے تکلیف مسلمانی<br>نبی دین محمد سروری میں جس کے جو ہوئے رہے خاک قدم جس کے چشم عرش نورانی (سودا)<br>اس میں تیسرے شعر سے گریز یعنی نعتیہ مضامین شروع ہوتے ہیں۔<br>(نیز دیکھو مثال قصیدہ) |
| تخمیس | اپنے یا کسی دوسرے کے شعر پر تین مصرع لگا کر مخمس کرنا | (مثال کے لئے دیکھو مخمس اور تضمین) |
| تخییل (یا تخیل) | (لغوی معنی خیال میں لانا یا خیال پیدا کرنا) اصطلاح میں یہ مطلب ہوتا ہے کہ شاعر اپنی قوت فکری سے کوئی ایسا | (۱) زمانہ عہد میں اس کے ہے محو آرائش بنیں گے اور ستارے اب آسماں کیلئے (غالب)<br>اس شعر میں آسمان کا نئے ستاروں سے مزین کیا جانا نہایت عمدہ تخییل ہے۔ جو معمولی ذہن میں نہیں آسکتا |

له : شرط یہ ہے کہ مقطع میں تخلص اس طرح لایا جائے کہ صاف طور پر یا کسی طرح معلوم ہو جائے کہ یہ شاعر کا تخلص ہے اور معنی سمجھنے میں کسی طرح کا التباس نہ واقع ہو۔ مثلاً مومن کے اس مقطع میں سے کہا اُس بت سے جب مرتا ہے مومن : کہا میں کیا کروں مرضی خدا کی ۔ کوئی التباس نہیں ہے مگر اس مقطع میں سے بت خانہ چھین ہو گر تیرا گھر : مومن ہیں تو پھر نہ آئیں گے ہم ۔ لفظ مومن سے شک و التباس ہو سکتا ہے۔ اسی طرح [illegible] شاعر سمجھ اُن کا یہ مقطع سے [illegible] عقبیٰ کے [illegible] آپ کے روز [illegible] کس لئے دارا مارا ۔ موجب التباس ہو۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | خیال پیدا کرے جس کو معمولی ذہن کے لوگ نہ پیدا کر سکیں [1] | (۲) کیونکر سب سے تجھے چھپا نہ رکھوں — جان ہے دل ہے دل کا انتر ہے (شاہ حاتم)<br>دل کا انتر یعنی دل کے اندر ایک اور دل نہایت اچھوتا اور شاعرانہ خیال ہے۔ |
| تذکرہ | ایسی کتاب جس میں شعراء کے حالات اور اُن کا کلام جمع کیا جائے | آبِ حیات، نکات الشعراء، خمخانۂ جاوید وغیرہ۔ |
| ترانہ [2] | رباعی کا قدیم نام | مثال کے لئے دیکھو رباعی۔ |
| ترجیع بند [3] | چند بندوں کا مجموعہ جس میں ہر بند کے آخر میں ایک ہی بیت لوٹ لوٹ کر آتا ہے۔ | ساقی مئے سرخ رائیگاں ہے — خم بھر لے کہ چشم خونفشاں ہے<br>لبریز ہوا ہے کاسۂ عمر — کیا دورِ بلائے ناگہاں ہے<br>جام مئے عشق سے چھلکا ہوں — یہ زہر کشندہ نوشِ جاں ہے<br>یک بارگی آگئی خموشی — بدمستیِ شوق سرگراں ہے<br>اُٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم — کیا لغزشِ پا زباں زباں ہے<br>کس پہ دہ نشیں نے تیز دیکھا — اس جوش پہ رازِ دل نہاں ہے<br>یوں غور سے پند گو کی باتیں — سننے کا مرے سبب عیاں ہے<br>یعنی وہی جان کر کروں میں — جس بات میں جان کا زیاں ہے<br>چپ لگنے کا ماجرا نہ پوچھ آہ — کب حرف یہ لائقِ بیاں ہے |

[1] واقعاتِ معمول سے علیحدہ ہونا تاکہ نفس کو زیادہ لذت حاصل ہو، تخیل کی روح اور اصلی غرض ہے۔ نفسِ انسانی معمولی واقعات سے غیر مطمئن ہو کر اعلیٰ اور بہتر چیزوں سے محض خیال سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ شاعر خاص کر اس کیفیت سے فائدہ اٹھاتا اور خیالی تصویریں تیار کرتا ہے۔ وہ اپنے تمام قواعدِ تخیل و انتخاب و ترکیب و ترتیبِ حالات کو کام میں لا کر اس واقعی تصویر کو ایک خاص شاعرانہ لباس سے آراستہ کرتا ہے اور چونکہ دماغ کی اختراعی جولانی میں اس کو کوئی مزاحمت نہیں ہوتی، اس لئے یہ تصویر اُس لباس میں بہت مکمل اور دلکش معلوم ہوتی ہے۔

[2] آجکل قومی اور وطنی پُرجوش نظمیں بھی ترانہ کے نام سے مشہور ہیں جیسے ڈاکٹر اقبال کا ترانہ: چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا، مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

[3] اکثر مخمس اور مسدس بھی ترجیع بند اور ترکیب بند کی صورت کے ہوتے ہیں، یعنی مخمس میں پانچواں مصرع اور مسدس میں آخری دو مصرعے ترجیع بند کی طرح لوٹ لوٹ کر آتے ہیں۔ (دیکھو مخمس اور مسدس)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | اے ہمدم جاں نواز تجھ سے کیا دل کی کہوں کہ دل کہاں ہے<br>آں شوخ چناں ربود از من<br>گوئی کہ دلم نبود از من (مومن)<br>یہی بیت راجع ہے۔ |
| ترکیب بند | ایک صنعت نظم جو چند بندوں پر مشتمل ہو اور ہر بند کے آخر میں مختلف بیت آئیں | کیا کہوں حال درد پنہانی — وقت کوتاہ و قصہ طولانی<br>عیش دنیا سے ہو گیا دل سرد — دیکھ کر رنگ عالم فانی<br>کچھ نہیں جز طلسم خواب و خیال — گوشۂ فقر و بزم سلطانی<br>ہیں سراسر فریب وہم و گماں — تاج فغفور و تخت خاقانی<br>بے حقیقت ہیں شکل موج سراب — جام جمشید و راح ریحانی<br>لفظ مہمل ہے نطق اعرابی — حرف باطل ہے عقل یونانی<br>ایک دھوکا ہے لحن داؤدی — اک تماشا ہے حسن کنعانی<br>نہ کروں تشنگی میں تر لب خشک — چشمۂ خضر کا ہو گر پانی<br>لوں نہ اک مشت خاک کے بدلے — گر ملے خاتم سلیمانی<br>بحر ہستی بجز سراب نہیں<br>چشمۂ زندگی میں آب نہیں (حالی)<br>یہ آخری بیت مختلف بندوں میں مختلف ہیں |
| تشبیب (یا تمہید) | قصیدہ میں تمہید کے طور پر شروع میں کچھ شعر ہوتے ہیں جن میں شاعر غزلیہ یا بہاریہ یا عشق یا بے ثباتی عالم یا اپنی حرماں نصیبی کا بیان نہایت رنگینی کے ساتھ کرتا ہے۔ | سوائے خاک کے کھینچوں گا منت ستار — کہ سر نوشت لکھی ہے مری بخط غبار<br>چمن زمانہ کا شبنم سے کلی ہے محروم — اگر نہ روئے مرے دیدۂ گہربار شب تار<br>کروں ہوا سے تعمیر زنداں اشتہار صبح — زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہے نہار<br>عجب نہیں ہے کہ جاتی رہے ہو دنیا — زبس خوشی سے مرے دل نے آپ کیا ہے کنار<br>شراب خون جگر ہے مجھے کہ داغ نقش — صدائے نالۂ دل ہے مجھے ترانۂ یار<br>زمانہ دل کو مرے اور یار کو اب — ستانے سے نہیں دیتا ہے ایک آن قرار |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | | میں حرفِ حق کو سناہوں بانیٔ منصور — کہ راستگو کو زمانہ میں کھینچتے ہیں دار<br>(قصیدۂ سودا در منقبت جناب امام حسینؑ)<br>اس میں شاعر اپنی حرماں نصیبی کا بیان کرتا ہے۔ |
| تضمین | اپنے یا کسی دوسرے کے مصرع یا شعر پر مصرع لگانا۔ | |
| | (۱) ایک مصرع پر ایک مصرع | تا کجا شرح کروں میں کہ بقول عرفی — اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل |
| | (۲) ایک بیت پر ایک مصرع یا ایک مصرع پر بیت لگا کے مثلث کرنا | ہیں خونفشانیاں عبث اے چشم اشکبار — گر کام دل بگریہ میسر شدے زیار<br>صد سال می تواں بہ تمنا گریستن (تضمین بر عرفی) |
| | (۱) مطلع پر مطلع لگانا | مشہور ہیں عالم میں تو کیا ہیں کچھ کہیں ہم — القصہ نہ درپے ہو ہمارے کہ نہیں ہم<br>عنقا سر و برگیم میسر س از فقرا ہیچ — عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ<br>(تضمین بر بیدل) |
| | (۴) بیت پر تین مصرع لگا کر مخمس کرنا۔ | بیخود انہ ہیں کوئی حرف زباں پر کر گوش — آج کہتا ہوں کہ ہے میکدۂ دل میں جوش<br>پائے رفتن تو نہ تھے لیک مجھ کو تھا کچھ ہوش — سرخوش از کوئے خرابات گزر کردم دوش<br>بطلبگاری ترسا بچۂ بادہ فروش (تضمین بر عصمت بخاری) |
| | (۵) بیت پر چار مصرع لگا کر مسدس کرنا | نہ شکوۂ فلک بخت نارسا ہے مجھے — نہ کچھ شکایت دلدار بیوفا ہے مجھے<br>غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہی مجھے — اگر گلہ بھی ہے تو اپنے دل ہی کا ہے مجھے<br>دل فریفتہ وردسے قاتلے دارم<br>ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم (تضمین بر شیخ فضل عظیم) |
| | (۶) بیت پر متعدد ابیات لگا کے قطعہ بند کرنا۔ | دیکھو مثال قطعہ |
| تقریظ | کسی رسالہ یا کتاب کے متعلق تعریفی کلمات لکھنا۔ | |
| تمہیدیہ | قصیدہ کی دو قسموں میں سے ایک قسم جسمیں شاعر مدح شروع کرنے سے پہلے کچھ شعر بطور تمہید یا تشبیب کے لکھتا ہو (دوسری قسم خطابیہ یا مجدیہ ہے) | دیکھو مثال تشبیب |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| حسن طلب | قصیدہ یا کسی دوسری نظم میں شاعر کا ممدوح سے اپنا مقصد خوبصورتی کے ساتھ بیان کرنا۔ | (۱) دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہے سو دینار سرخ — میں یہ کہتا ہوں کہ مفلس پاس اتنا زر کہاں<br>سُن کے کہتا ہے کہ تم کو شرم بھی آتی نہیں — جھوٹ سے کیا فائدہ فرمائیے اے مہرباں<br>آپ ہیں اک ایسے کہ جن کے ہاتھ سے — بحر کا کیسہ تہی ہے اور خالی جیب کان<br>کس کو باور ہے کہ تم رکھتے نہیں ہو اندوں — اسقدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کیاں<br>(از دریائے لطافت)<br>(۲) شاہا ادبے کن فلک بدخو را — کو چشم رسانید رخ نیکو را<br>گر گوئے خطا کرد بچوگانش زن — ور اسپ خطا کرد ببخش اورا [۱]<br>(امیر معزی از تذکرہ دولت شاہ) |
| حسن مطلع (یا زیب مطلع) | غزل میں مطلع کے بعد دوسرا مطلع | ستائش گر ہے زاہد اسقدر جس باغ رضواں کا — وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودوں کے طاق نسیاں کا<br>بیاں کیا کیجیے بیداد کاوش ہائے پنہاں کا — کہ ہر اک قطرۂ خوں دانہ ہے تسبیح مرجاں کا<br>(غالب)<br>پہلا شعر مطلع اور دوسرا حسن مطلع۔ |
| حمد | اللہ تعالیٰ کی شان میں اشعار جو قدیم طرز کے موافق کتاب کے شروع میں ہوتے ہیں۔ | کروں پہلے توحید یزداں رقم — جھکا جس کے سجدے کو اول قلم<br>سر لوح پر رکھ بیاض جبیں — کہا دوسرا کوئی تجھ سا نہیں<br>نہیں تیرا کوئی نہ ہوگا شریک — تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک<br>پرستش کے قابل ہے تو اے کریم — کہ ہے ذات تیری غفور الرحیم<br>رہ حمد میں تیری عز و جل — تجھے سجدہ کرتا چلوں سر کے بل<br>وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے — قلم جو لکھے اس سے افزود ہے<br>سبھوں کا وہی دین ایمان ہے — یہ ہیں دل تمام اور وہی جان ہے<br>ترو تازہ ہے اُس سے گلزار خلق — وہ ابر کرم ہے ہوادار خلق<br>اگرچہ وہ بے فکر و غیور ہے — ولے پرورش سب کی منظور ہے<br>(مثنوی میر حسن) |

[۱] یعنی اے بادشاہ فلک بدخو کو سزا دے جس نے تجھ کو نظر بد لگائی۔ اگر گیند نے خطا کی تو اس کو چوگان سے مار اور اگر گھوڑے نے خطا کی تو وہ تجھ کو بخش دے۔ ایک دن سلطان معزالدین سنجر چوگان کھیل رہا تھا۔ گھوڑے سے گر پڑا اور چوٹ آئی امیر معزی نے جو درباری شاعر تھا یہ رباعی پیش کی جس کے آخری مصرع میں گھوڑے کی بخشش کا نہایت عمدہ حسن طلب ہے۔ بعض تذکروں میں یہ رباعی بجائے امیر معزی کے ملک الشعراء عنصری کی طرف منسوب ہے جس نے یہ سلطان محمود غزنوی کی خدمت میں پیش کی تھی۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| خطابیہ (یامجدیہ) | ایسا قصیدہ جس میں شاعر بغیر کسی تمہید وتشبیب کے اصل مقصد یعنی مدح کی طرف رجوع کرے | طلوع روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا — ظہور حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمد کا<br>دبستان ازل میں وہ معلّم عقل کل کا تھا — نہ تھا نام ونشاں جن وزد اس لوح زبرجد کا<br>عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا — عرب میں شور اُٹھا جسدم اُس کی آمد آمد کا<br>چمن پیرائے کن اک فرش اسکی بزم رنگیں میں — بہار آفرینش ایک بوٹا اُس کی مسند کا<br>شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اُس سے — نہ تنہا فخر عالم فخر تھا اپنے اب وجد کا<br>شب روز اُسکے صاحبزادوں کا گہوارہ جنباں تھا — عجب ڈھب یاد تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا<br>(شہیدی) |
| خمریات | شراب کی تعریف کے اشعار | پہونچ ساقی کہ اب دل کو نہیں صبر — تری دوری مجھے اسوقت ہے جبر<br>لگی ہے کرنے آکر سوئے گلشن — چراغ گل نسیم صبح روشن<br>گھمنڈ آیا ہے ابر از غرب تا شرق — مجھے بے کشتیٔ مے تو نہ کر غرق<br>تغافل کو نہ اب فرما کہ ٹک کام — لپک لے کر بغل میں شیشہ وجام<br>ستم ہے گر نہو اب ساغر وجام — عجب ہی لطف سے پھولی ہے شام<br>جھکا دے منہ میں ساقی شیشۂ مے — مغنی پھونک دے بہر خدا نے<br>کہ آپہونچا ہی وقت بادہ نوشی — نہیں مطرب یہ ہنگام خموشی<br>(سودا) |
| خیال بندی (یا نازک خیالی) | کلام میں مشکل اور پیچیدہ استعارے اور تشبیہوں کے ذریعہ سے معنی میں نزاکت اور دقت پیدا کرنا۔ | کارگاہ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہی — برق خرمن راحت خون گرم دہقاں ہی[۵۱]<br>غنچہ تا شگفتن ہا برگ عافیت معلوم — باوجود دلجمعی خواب گل پریشاں ہی[۵۲]<br>(غالب) |
| دعائیہ | قصیدہ کے آخر میں ایسے اشعار جن میں | سودا کرے ہی ختم دعائیہ پہ سخن — لائق تری ثنا کے نہیں ہے یہ گفتگو |

سے ۵۱ دنیا میں لالہ کا پھول اپنے اندر داغ کا سامان رکھتا ہے (لالہ کے اندر جو قدرتی سیاہ دھبہ ہوتا ہے اُس کو داغ سے تشبیہ دی) اور جسقدر باغبان اپنے خون کو گرماتا یعنی محنت ومستعدی سے کام کرتا ہے اُسی قدر پھول بڑا اور عمدہ اور اس کے اندر کی سیاہی یعنی داغ بھی نمایاں ہوتا ہو دیعنی یہ عجیب بات ہو کہ مہربان باغبان کی محنت ومشقت بیچارہ لالہ کیجان کیلئے ایک عذاب ہو کیونکہ اسسے اُس کے دل کے سیاہ داغ ترقی ہوتی ہے) سے ۵۲ کلی کو کھلنے کے زمانہ تک بھی دلجمعی اور اطمینان نصیب نہیں ہو دگو کہ بظاہر اُسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعیت ہے مگر اُس حالت میں بھی پریشانی کے خواب دیکھا کرتی ہو۔ (یعنی یہ کہ ادھر کھلی اور اُدھر دنیا سے رخصت ہوئی)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | ممدوح کے لئے دعا کی جائے | تا نیر آسماں ہو زمانہ میں صبح و شام / اپنی ہے یہ جناب الٰہی سے آرزو<br>روشن ہو تیرے دست کا ہر شب چراغ عیش / بدخواہ کے نصیب نہ ہو روز خوش کبھو |
| دوبیتی | (دیکھو رباعی) | |
| دولخت | ایسا شعر جس کے دونوں مصرعوں میں ربط نہ ہو | بعض لوگ گلزار نسیم کے اس شعر کو دولخت کہتے ہیں ؎<br>ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری / ثمرہ ہے قلم کا حمد باری |
| ذم کا پہلو | ایسا مضمون شعر میں باندھنا یا الفاظ کی ایسی ترتیب جس سے کوئی شرمناک مضمون پیدا ہو۔ | (۱) مثلاً اگر "اے تاج دولت بر سرت" کی تقطیع کی جائے تو "لت بر سرت" ایک رکن ہوتا ہے جو ذم کا پہلو ہے۔<br>(۲) حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کے انتقال کی تاریخ کسی نے نکالی تھی ؏ چوں قضا آید طبیب ابلہ شود۔ اس میں لفظ ابلہ سے ذم کا پہلو نکلتا ہے۔ |
| ذوالمطالع | ایسا قصیدہ جس میں متعدد مطلع ہوں | مثلاً ذوق کا وہ قصیدہ جس کا مطلع ہے ؎<br>شب کو میں اپنے سر بستر خواب راحت / نشۂ علم میں سرمست غرور و نخوت |
| رباعی (یا دوبیتی) | اوزان مخصوص میں ایسے چار مصرع جن میں کوئی ایک مضمون تمام کر دیا جائے۔ پہلے دو مصرع مقفّٰی تیسرا کبھی مقفّٰی کبھی غیر مقفّٰی اور چوتھا مصرع پہلے دو مصرعوں کا تابع ہوتا ہے۔ | (۱) دنیا بھی عجب بزم فانی دیکھی / ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی<br>جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا / جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی (انیس)<br>(۲) طوفاں میں ہو جب جہاز چکر کھاتا / جب قافلہ وادی میں ہو سر ٹکراتا<br>اسباب کا آسرا ہے جب اُٹھ جاتا / واں تیرے سوا کوئی نہیں یاد آتا (حالی) |
| رکیک | (دیکھو سوقیانہ) | |
| روزمرہ | (دیکھو نثر عاری) | |
| ریختہ | نظم اردو کا قدیم نام | ابھی آدھی پہر صاحب ہم تو عید کا چاند ہو گئے۔ دلی میں آتے تھے دو دو پہر رات تک بیٹھتے تھے اور ریختے پڑھتے تھے (دریائے لطافت)<br>مظہر کا شعر فارسی اور ریختہ کے بیچ / سودا یقین جان کہ روڑا ہے باٹ کا |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| ریختی سلہ | زبان اُردو کے ایسے اشعار جن میں عورتوں کی زبان اور محاورات بولے جائیں | نہ دیکھ دولہا کو ساس نندوں کے آگے گھونگھٹ اُٹھا اُٹھا کر<br>نئی نویلی دلہن ہے بچی ابھی تو دو چار دن حیا کر<br>(جان صاحب) |
| زمین غزل (یا طرح) | غزل کی بحر اور ردیف و قافیہ کا مجموعی نام | |
| ساقی نامہ | ایسے اشعار جن میں ساقی سے خطاب کر کے شراب طلب کیجائے اور شراب کی تعریف کیجائے | (۱) صدقے آنکھوں کے تیرے ساقی ہے مجھ کو ہوس ابھی تو باقی<br>ایسی ہی شراب شیشے میں ڈھال بڑھ جائے کہ جس سے سکر کا تار<br>اطراف حبش میں جو بنی ہو انگور سیاہ کی جنی ہو<br>تیزی میں سیاہ مرچ سی ہو جھونک اُسکی نکیلی کرچ سی ہو<br>وہ جس کے پٹے بڑے ہوں گوہر صدقے جن پر ہوں لعل گوہر<br>لا ایسی وضع حور طناز جس سے کہ چمن چمن اُگیں ناز<br>دارو ایسی کہ ہو اولوالعزم جس سے چپک اُٹھے صف بزم<br>تو میرے حوالے دختِ رز کر پھر قول کی مجھ سے بخت پر کر<br>(انشاء)<br>(۲) ساقی نامہ بہاریہ<br>ساقی جو کر دل میں پہلے ادائی معذور رکھ اب بہار آئی<br>گل باد صبا کے تاکر ہے دامان بلند ابر تر ہے<br>غنچے کی کلاہیاں بھری ہیں نکہت کی منتظر دھری ہیں<br>ظالم نے نہ ابھی دیا ہوا ہے اک جرعہ شراب سے ہوا ہے<br>اطراف ایشیا چمن کھلا ہے لالہ [illegible]<br>تحریک نسیم دمبدم ہے نکہت ہوا سے گل بستم ہے<br>ابھرا ہے غنچے کی [illegible] اُٹھے ہیں [illegible] سیاہ مستی<br>ہر [illegible] کا جو لگ ہاتھ جھکا رنگینی گل و لالہ [illegible] چسکا |

سلہ ریختی کے موجد سعادت یار خاں رنگین سمجھے جاتے ہیں اور ان کے دوست سید انشا اور بعد ازاں میر یار علی جان صاحب نے اس فن کو بڑی ترقی دی۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | ہر شاخ ہے شور جام در دست — نرگس ہے کسو کی نرگس مست<br>ہے رنگ ہوا کا آفتابی — جھومے ہیں نہال جوں شرابی<br>ہے سرو جواں نشہ در سر — لوٹے ہے روش پہ سبزۂ تر<br>چشمک کرے ہے حباب جو کا — یعنی کہ ہے دور اب سبو کا<br>ساقی قدحے کہ وقت گل ہے — مطرب غزلے کہ فصل گل ہے<br>شب وہ جو پیے شراب نکلا — جانا یہ کہ آفتاب نکلا<br>قربان پیالۂ مے ناب — جس سے کہ ترا حجاب نکلا<br>مستی میں شراب کی جو دیکھا — عالم یہ تمام خواب نکلا<br>شیخ آنے کو میکدے میں آیا — پر ہو کے بہت خراب نکلا<br>یک جرعہ شراب ابھی ہیں واعظ — ہر مسخرگی کا باب نکلا<br>تھا غیرت بادہ عکس گل سے<br>جس جوئے چمن سے آب نکلا |
| سراپا | ایسے اشعار جن میں معشوق کے سر سے پاؤں تک اعضا، سج دھج، قد و قامت اور لباس وغیرہ کے حسن کی تعریف کیجائے۔ | مجھ پہ جو کنی آرسی مری آنکھ جھپک — دی دہن [illegible] کے خوشی نے دل پر جھنک<br>پوچھا [illegible] کون ہو بولی کہیں وہ [illegible] — [illegible] شوق میں [illegible] شائق کی پلک<br>. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .<br>آنکھیں [illegible] — سر کے [illegible] پاؤں تک<br>حسن ایسا کہ [illegible] — [illegible] جھپک<br>چہرہ [illegible] — [illegible] دامن مژگاں کی<br>زلفیں یوں [illegible] — [illegible]<br>. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .<br>تشبیہ اسی کی [illegible] — اس کی تشبیہ [illegible] تا فلک<br>. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . |

| اصطلاح | تعریف | مثال | |
|---|---|---|---|
| سراپا | | ڈھیٹ وہ تیز کہ عالم میں نہیں جس کی پناہ | چشم وہ ترک کہ ہر قوم جنھوں کا اُزبک |
| | | . . . . . . . . . . . . . . . . . . | . . . . . . . . . . . . . . . . . . |
| | | نظر آیا نہ دہن بینی کو تنگی کے سبب | متحیر ہیں اپنے سے گو اُن نے تراشی عینک |
| | | . . . . . . . . . . . . . . . . . . | . . . . . . . . . . . . . . . . . . |
| | | سلک گوہر کی صفا دام لئے اُن دانتوں سے | برق دریوزہ کرے موج تبسم کی چمک |
| | | دونوں عارض گویا شیشے ہیں مے گلگوں کے | زنخ اُن دونوں میں ہیں جیسے نمکدانِ گزک |
| | | . . . . . . . . . . . . . . . . . . | . . . . . . . . . . . . . . . . . . |
| | | ساعدِ دستِ حنا بستہ کی ایسی حرکات | شاخ میں گل کی پونہنچے سے جوں آئے لچک |
| | | . . . . . . . . . . . . . . . . . . | . . . . . . . . . . . . . . . . . . |
| | | کمر اُسکی میں نہ دیکھی کہ کہوں اُسکا وصف | تھی وہ اک آہوئے دل کیلئے چیتے کی لپک |
| | | . . . . . . . . . . . . . . . . . . | . . . . . . . . . . . . . . . . . . |
| | | بس میں زانو کو کہوں کیا کہ وہیں آئینہ | اُس سے کبھی چھوٹے نہ آنکھ ان سے اگر جائے اٹک |
| | | آہ سے جس کے ہم اُس ساق بلوری کا ذکر | جلوۂ شمع کا پامال حسد ہووے نمک |
| | | پشت پا چھپنے ریوڑی لیلی سے مجنوں کا دل | خون فرہاد سدا شیریں سے چاہے دُکھک |
| | | . . . . . . . . . . . . . . . . . . | . . . . . . . . . . . . . . . . . . |
| | | قامت ایسا ہے کہ ہنگام خرام اُسکے اگر | آ گئے آ جائے قیامت تو یہ بولے کہ سرک |
| سلام[5] | ایسی غزل جس میں معرکۂ کربلا کے واقعات اور شہدائے کربلا کے فضائل کہے جاتے تھے کچھ اخلاقی مضامین بھی ہوتے ہیں۔ | گزر گئے کئی دن سے کہ گھر میں آب نہ تھا | مگر حسینؓ سے صابر کو اضطراب نہ تھا (سودا) |
| | | نمود ہو دے بشر کیسا محیط عالم میں | ہوا کا جب کوئی جھونکا تو پھر حباب نہ تھا |
| | | اگر بہشت میں ملتے نہ کوثر و تسنیم | تو رونے والوں کی آنکھوں کا پھر جواب نہ تھا |

[5] کبھی نعتیہ نظمیں بھی (جن میں لفظ سلام آتا ہے) "سلام" کہی جاتی ہیں مثلاً ؎

سلام علیک اے نبی مکرم — مکرم تر از آدم و نسل آدم (جامی)

السلام اے آفتاب داد و دین — السلام اے انتخاب اولین (غلام امام شہید)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | نہ جانے برق کی چمک تھی یا شرر کی لپک — ذرا جو آنکھ جھپک کر کھلی شباب نہ تھا<br>حسینؑ اور طلب آب ہائے معاذ اللہ — تمام کر دی تھی حجت، سوال آب نہ تھا<br>ہر اک کے ساتھ رہے روشنی لو اطلوع سحر — سحر کو چاند نہ تھا شب کو آفتاب نہ تھا<br>انیس عمر بسر کر دو خاکساری میں — کہیں نہ یہ کہ غلام ابو تراب نہ تھا |
| سوقیانہ | اپنے اشعار میں متانت سے گرے ہوئے بازاری الفاظ یا خیالات باندھے جائیں (سوق بمعنی بازار) | تم سی مل کر نہ غرفے سے نکالا منہ کرو — اور نہیں گر مانتے تو جاؤ کالا منہ کرو (ذوق)<br>بوسہ جو مانگتا ہوں تو انداز و ناز سے — مجھ کو دکھاتے ہیں وہ انگوٹھا اٹھا کے ہاتھ<br>اے جنوں استاد بس تم ٹھونک کر آ جائیے — ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوانی آپ کی (آتش) |
| شرطیہ (یا شرط و جزا) | قصیدہ میں اگر ممدوح کے واسطے دعا اس طرح مانگی جائے کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہے یا رات و دن ہوتے رہیں وغیرہ وغیرہ (یعنی جب تک واقعات مستمرہ کا وجود رہے) اس وقت تک تو سلامت رہے یا تیرا اقبال قائم رہے تو اس طریقۂ دعا کو شرطیہ یا شرط و جزا کہتے ہیں۔ | بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر سے پانی — (۱) اس پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی<br>زمیں میں تا ہو کان اور کان میں ہو جوہر کانی — پئے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی<br>تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو<br>ترے قبضہ میں گنج پرگہر ہو کان پُر زر ہو |
| شطحیات | (۱) اصطلاح تصوف میں ایسے الفاظ جو غلبۂ سرور و مستی میں صوفیائے کرام کی زبان سے نکل گئے ہیں جن کی شرع ظاہر کی بظاہر [illegible]۔ | مثلاً انا الحق۔ سبحانی ما اعظم شانی |
| | (۲) ایسے الفاظ یا خیالات جو عقائد اسلام سے قطعاً منافی اور جن سے قائل کا ارادہ استہزا یا توہین مذہب کا ہو۔ | اموت ثم ابعث ثم احشر — حدیث خرافات یا ام عمرو<br>(کیا مرنے کے بعد حشر و نشر بھی ہوگا؟ ہائے بڑی بی ام عمرو یہ سب تمہاری حماقت کی باتیں ہیں)<br>(۲) واہ ری اللہ میاں آپ نے [illegible] کو رضوان بنایا۔ [illegible] |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | | مردہ کو دوزخ میں بھیج دیجئے، اور ہمیشہ کے لئے نہ سہی تو صرف چند دن کے لئے امتحاناً یہ منصب میرے سپرد کردے، پھر دیکھ کہ تیری جنت کو کیا چیز بنائے دیتا ہوں۔ اگر دن دہاڑے سب کے سامنے یہیں حوروں کے لئے باہم جنتیوں میں چھریاں نہ چلوا دی ہوں تو سہی'<br>(منتخبات رسالہ نگار از اخبار سچ) |
| | (۳) ایسی شوخی آمیز دریدہ دہنی جو شعراء کے کلام میں کبھی کبھی پائی جاتی ہے | (۱) ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے<br>(۲) جام و مے و ساقی و سبو بر لب کشت — ایں جملہ مرا نقد و ترا نسیہ بہشت<br>مشنو سخن بہشت و دوزخ از کس — کہ رفت بدوزخ و کہ آمد ز بہشت!<br>(عمر خیام)<br>(۳) جس میں لاکھوں برس کی حوریں ہوں — ایسی جنت کو کیا کرے کوئی، |
| شعر | (لغوی معنی جاننا) عروضیوں کی اصطلاح میں کلام موزوں و مقفی جس کا مقابل نثر ہے، منطقیوں کی اصطلاح میں کلام مخیل جس کا مقابل سائنس یا حکمت ہے جو حکما کے نزدیک کلام مصدق کہلاتا ہے [۱] | |
| شہر آشوب | ایسی نظم جس میں زمانہ بدل جانے، لوگوں کے اخلاق و عادات بگڑ جانے، معاملات کے درہم برہم ہو جانے، شرفا کی خواری، ذلیلوں کی گرم بازاری | کہا میں آج یہ سودا سے کیوں تو ڈانواں ڈول — پھرے ہے جا کہیں نوکر ہو لے کے گھوڑا مول<br>لگا وہ کہنے یہ اُسکے جواب میں دو بول — جو میں کہوں گا تو سمجھے گا تو کہ یہ ٹھٹھول<br>بتا کہ نوکری بکتی ہے ڈھیریوں یا تول<br>امیر جو کہ ہیں دانا اُنھوں کی ہو یہ چال — ہوئے ہیں خانہ نشیں دیکھ کر زمانہ کا حال |

[۱] شعریت اسوقت شروع ہوتی ہے جب واقعیت یا حکمت ختم ہوتی ہے اُسوقت ایک نئی صداقت معلوم ہونے لگتی ہے یعنی شعریت کا تعلق دنیائے جذبات سے جاتا ہو اور ہمارے دل میں ایک خاص مسرت اُس سے پیدا ہوتی ہے، مثلاً اگر ایک پھول کی نسبت ایک باغبان سے پوچھا جائے کہ یہ کونسا پھول ہو اور وہ جواب دے "لِلی" (کنول کا پھول) تو یہ واقعیت ہو اور اگر کسی عالم علم نباتات سے اس کی نسبت دریافت کیا جائے اور وہ کہے کہ یہ ہیکسینڈریا مانوجینیا ( ) کی ایک قسم ہے تو یہ سائنس ہے اور شاعر اس کو باغ کی ملکہ یا نور کا

(دیکھو صفحہ آئندہ)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ | حضور بیٹھے ہیں اک دو ندیم اہل کمال ۔ بچھی ہے سوزنی خوجا کھڑا ہے جھلے رومال<br>دھری ہے سامنے اک پیکدان و اک تنبول<br>جو کوئی ملنے کو اُن کے اُنھوں کے گھر آیا ۔ ملے یہ اُس سے کہ اپنا دماغ خوش پایا<br>جو ذکر سلطنت اسمیں وہ درمیاں لایا ۔ انھوں نے پھیر کے ادھر سے منہ یہ فرمایا<br>خدا کے واسطے بھائی کچھ اور باتیں بول[1] (سودا) |
| طرح | دیکھو زمین غزل | |
| طنزیات | مذاق آمیز طنزیہ اشعار - طنز سے یہ مطلب ہے کہ کسی شخص یا جماعت کے | سجدہ ایک اُس تیغ تلے کا تم سے ہو تو سلام کرو ۔ شیخ کھڑے محراب حرم میں پہروں دوگانہ پڑھتے رہو (میر)<br>شیخ ہمارا خوب ہے پیر بھی ہے گرو بھی ہے ۔ دیر میں مورت بھی ہے وعظ میں قبلہ دین بھی ہے (اکبر) |

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) پھول کھلتا ہے یہ شعر ہے (سلے ہنٹ) تعریف مذکورہ بالا اور اس نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر کیلئے تخیل کا ہونا ضروری ہے اگر کلام تخیل نہ ہوگا تو اُس پر شعر کا اطلاق نہیں ہو سکتا البتہ وہ نظم کہا جاسکتا ہے - مثلاً ذیل کے ابیات جن میں تخیل مطلق نہیں معلوم ہوتی ہے

کی خدا نے جو یہ زبان عطا ۔ ہے بلاشک عطیۂ عظمیٰ
اس سے ہے مختلف مزہ کی تمیز ۔ اس سے پاتے ہیں لذت ہر چیز
کوئی کڑوی ہے کوئی ہے میٹھی ۔ نمکین کوئی کوئی کھٹ مٹھی
کوئی اچھی ہے کوئی زشت زبوں ۔ مزے سب چیز کے ہیں گوناگوں
جو نہ ہو یہ تو کچھ نہ ہو معلوم ۔ نہ ہو کوئی مزہ کبھی مفہوم
اور بھی ہوتے ہیں زباں سے کام ۔ ہے مدد وقت بلع آب و طعام
اس سے احکام بہر دنداں ہے ۔ قوت تام بہر دنداں ہے (ناسخ)

[1] غالباً یہ شہر آشوب سودا نے اس شہر آشوب کے طرز پر اور اُسی زمین میں (بہ تبدیل قافیہ) لکھا ہے جو سید محمد شاکر ناجی نے نادر شاہ کے حملۂ دہلی اور شہر دہلی کی تباہی اور زمانہ کا ورق پلٹ جانے پر لکھا تھا اس کے صرف یہ دو بند تذکرہ آبحیات میں دیئے ہیں -

پڑے ہوئے تو برس ہیں انکو بیتے تھے ۔ دعا کے زور پہ دائی دوا کے جیتے تھے
شرابیں گھر کی نکالے نئے دو پیتے تھے ۔ نگار و نقش میں ظاہر گویا کہ جیتے تھے
گلے میں ہنسلیاں بازو اوپر طلا کے نال
قضا سے بچ گیا مرنا نہیں تو ٹھانا تھا ۔ کہ بیں نشان سے کہ اُٹھی اور پہ نشانا تھا
نہ پانی پینے کو پایا دہانہ کھانا تھا ۔ ملے تھے واں پہ جو لشکر تمام چھانا تھا
نہ ظرف و مطبخ و دوکان نہ غسلہ دہقال

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| [illegible] | نقائص کا اظہار اس طریقہ سے کیا جائے کہ اُس شخص یا جماعت کی تکلیف کا باعث ہو اور خود طنز کرنیوالے کو اُس سے مسرت حاصل ہو۔ | فٹن نفیس، سڑک خوشنما، ڈنر مرشب    یہ لطف چھوڑ کے حج کا سفر یہ خوب کہی (اکبر)<br>گذر اُن کا ہوا کب عالم اللہ اکبر میں    پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں (اکبر)<br>ہم کیا کہیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے    بی۔ اے ہوئے نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے (اکبر)<br>اسلام کی رونق کا کیا حال کہیں تم سے    کونسل میں بہت سید مسجد میں فقط جمن (اکبر) |
| غزل | چند ہموزن و ہمقافیہ اشعار جن کی پہلی بیت کے دونوں مصرع مقفیٰ ہوں اور باقی ابیات میں صرف مصرع ثانی پہلی بیت کا ہم قافیہ ہو، پہلی بیت کو مطلع آخری بیت کو جسمیں شاعر کا تخلص بھی ہوتا ہے مقطع کہتے ہیں۔ غزل کی دو قسمیں ہیں (۱) مقفیٰ یعنی بیت کا آخری لفظ ہمقافیہ ہو (۲) مردف یعنی علاوہ قافیہ کے ایک یا زیادہ لفظ بطور ردیف کے آئیں[1] | غزل مردف۔ شے۔ مے قافیہ۔ نہیں ہے ردیف<br>فریاد کی کوئی لے نہیں ہے    نالہ پابند نے نہیں ہے<br>کیوں بوتے ہیں باغبان تونبی    گر باغ گدائے مے نہیں ہے<br>ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے    پر تجھ سی تو کوئی شے نہیں ہے<br>کیوں ردو قدح کرے ہے زاہد    مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے<br>ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ    آخر تو کیا ہے اے نہیں ہے<br>غزل مقفیٰ یعنی جس میں صرف قافیے ہوں۔<br>خدا جانے ہووے گی کیا نہایت    اجل تو ہے دل کے مرض کی بدایت<br>سخن غم سے آغشتہ خون ہے لیکن    نہیں لب مرے آشنائے شکایت<br>نہیں یہ گنہگار ملنے کے قابل    کرم کریے تو مہربانی عنایت<br>گیا آسمان پر جو نالہ تو کیا ہے    نہیں یار کے دل میں کرتا سرایت<br>نہیں عشق میں تیر چپ لگ گئی ہے    نہ شکوہ شکایت نہ حرف حکایت |
| غزل مسلسل (یا غزل مضمون واحد) | ایسی غزل جس کے اشعار میں اول سے آخر تک ایک باہمی تعلق ہو[2] | آئی یہ سردی پڑی ہر ایک تار انجم گیا    کاسۂ چرخ بریں سارے کا سارا جم گیا<br>چاند سے ٹکڑے کو اسکے دیکھ گردا گرد سے    چار چار انگشت سورج کا کنارا جم گیا |

[1] اشعار غزل کی تعداد کے متعلق اختلاف ہے۔ محققین کے نزدیک غزل کے اشعار پانچ سے کم اور گیارہ سے زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ مگر اس زمانہ میں اس کی پیروی نہیں کی جاتی اور کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔ ابیات تو ابیات بعض حضرات بیس بیس پچیس پچیس سالن کہہ کر بھی خوش اور مطمئن نہیں ہوتے، برخلاف اس کے قدما کے یہاں سوائے ایک کے دوسرا مطلع بھی شاذ و نادر ہوتا ہے۔

[2] اس قسم کی غزلیں فارسی میں بہت ہیں۔ مگر اُردو میں کم مروج ہیں۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | (غزل مسلسل اور قطعہ کے فرق کیلئے دیکھو فٹ نوٹ متعلق قطعہ) | کیمیا کا شوق تھا جن کو اکڑ کے بُت ہوئے تھا جہاں تک شہر میں موجود پارا جم گیا<br>سردمہری سوز زمانہ کے نہ پوچھ حال کچھ اُتمیں جو جو آہ سے نکلا شرار اجم گیا<br>آبجو سے برف کے انشار کو کھیجے آپنے اس سے یہ مطلب ہے کو نقشہ تمہارا جم گیا<br>اس غزل میں اول سے آخر تک سردی کی زیادتی کا بیان ہے ۔۔<br>(نیز دیکھو مثال سراپا نمبر (۲)) |
| فخریہ | ایسے اشعار جن میں شاعر اپنی ذات اور اپنے کمال پر فخر کرے | مثال کیلئے دیکھو قصیدہ کی مثال کے ابتدائی شعر (تشبیب) |
| فراقیہ | ایسے اشعار جن میں معشوق سے فراق وجدائی کا بیان مؤثر الفاظ میں کیا جائے | مثال کیلئے دیکھو مثال مخمس (۲) |
| فرد | کوئی ایک شعر معہ قافیہ یا بلا قافیہ جو کسی غزل سے تعلق نہ رکھتا ہو[1] | دونوں مصرع مقفےٰ<br>کل جو بیٹھا پاس یکجا میں ترے ہمنام کے رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے<br>دونوں مصرع غیر مقفےٰ<br>عشق خال بتاں سے ہو گی نجات کیونکہ نکتہ نواز ہے اللہ |
| فی البدیہہ (یا مرتجل) | ایسے اشعار جو کسی خاص موقع پر فوراً بغیر غور و فکر کے کہے جائیں ۔ | اے نیر برج آسمان اقبال ان رنگتروں پر غور سے کیجئیگا خیال<br>یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر پردہ میں شفق کے ہیں گرہ بند ہلال<br>(شاہ نصیر کی رباعی فی البدیہہ رنگتروں کی تعریف میں) |
| قسمیہ | ایسے اشعار جن میں "بائے قسمیہ" یا لفظ "قسم" بار بار اظہار قسم یا واسطہ دلانے کے واسطے آتا ہے ۔ | (۱) بصانعے کہ یہ نقاشیاں ہیں سب اسکی زمیں ہو یا ہو فلک یا حجر ہوں یا اشجار<br>بامحمدے کہ نبوت ہوئی تو اُس پر ختم بفاطمہ کہ وہ ہے بنت سید مختار<br>بمرتضیٰ کہ ولایت مسخر اُن نے کی بہادری ہو غلاموں کا جسکی فن شعار<br>بآں امام کہ کشتہ ہے زہر قاتل کا گرے ہیں لخت دل اُسکے زمیں پہ کتنے ہزار |

[1] فرد اور بیت میں یہ فرق ہے کہ فرد کسی سے تعلق نہیں رکھتا ۔ ایک تنہا شعر ہوتا ہے اور بیت کسی غزل ۔ قصیدہ مثنوی وغیرہ کے شعر کو کہہ سکتے ہیں ۔ لہذا بیت عام ہے اور فرد خاص ۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | باآں شہید کہ تشنہ لب و شکستہ دل — ہوا ہے دشت بلا میں بپا ابتلا کی نار (دبیر)<br>(۲) یہ بات جھوٹ نہیں صدق کی صفا کی قسم — ترے ہی لطف کا وابستہ ہوں وفا کی قسم<br>عبث جو قسمیں ہیں دیوے تو مصطفٰے کی قسم — جناب پاک بتولؑ شہ ولا کی قسم<br>قسم حسن کی حسین ابن مرتضٰے کی قسم<br>ترا ہوں خوار تری شان کی مجھے سوگند — مروں ہوں تجھ پہ تری جان کی مجھے سوگند<br>تجھی کو جپتا ہوں ایمان کی مجھے سوگند — یہی وظیفہ ہے قرآن کی مجھے سوگند<br>تجھی سے بندگی رکھتا ہوں میں خدا کی قسم (دبیر) |
| قصیدہ | ایسے اشعار کا مجموعہ جن میں کسی کی مدح یا ہجو یا حکمت و موعظت وغیرہ کا مضمون طول دے کر بیان کیا جائے اس کی دو قسمیں ہیں۔ تمہیدیہ اور خطابیہ اور اس کے اجزا حسب ذیل ہیں۔<br>(۱) تشبیب (۲) گریز یا مخلص<br>(۳) مدح (۴) عرض حال<br>(۵) دعائیہ۔[۱] | (تشبیب فخریہ)<br>میں بھی ہوں حسن طبیعت پر مغرور — مجھ سے اٹھیں گے انکے ناز ضرور<br>خاک ہوں اور عرش پر ہے دماغ — مجھ سے برتر ہے میری طبع غیور<br>خاکساری پہ میری کوئی نہ جائے — میرے دل میں بھرا ہوا ہے غرور<br>نہ گنو اہل عصر میں مجھ کو — میں بہت کھینچتا ہوں آپ کو دور<br>چشمۂ آب خضر کے مانند — چشم اہل جہاں سے ہوں مستور<br>.................... ....................<br>جو نہ سمجھے مجھے کہ کیا ہوں میں — اس سے شکوہ نہیں کہ ہے معذور<br>لذت مے سے جو نہ ہو آگاہ — اس کو کیا قدر خوشۂ انگور<br>جس کے آنکھیں ہوں وہ کیا جانے — روز روشن ہے یا شب دیجور |

[۱] مثل غزل کے قصیدہ کے اشعار کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ کم سے کم اشعار بعض کے نزدیک سات اور بعض کے نزدیک پندرہ اور بعض کے نزدیک اکیس ہونا ضروری ہیں اور زیادہ سے زیادہ اشعار کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ بعض قصیدے بہت طویل سیکڑوں اشعار کے ہوتے ہیں اور بعض مختصر بیس چالیس ہی اشعار کے۔ اکثر قصیدے مصرع ثانی کے حروف آخر کے نام سے مشہور ہیں۔ مثلاً تائیہ۔ کافیہ۔ لامیہ وغیرہ اور بعض اپنے مضامین کے اعتبار سے یا کسی خاص صنعت کے لحاظ سے خاص ناموں سے موسوم ہیں۔ جیسے فخریہ۔ بہاریہ۔ طور الکلام (انشاء کا قصیدہ غیر منقوطہ) تضحیک روزگار (سودا کا قصیدہ گھوڑے کی ہجو میں)

<table>
<tr><th>اصطلاح</th><th>تعریف</th><th>مثال</th></tr>
<tr><td>قصیدہ۔</td><td></td><td>
.................. ..................<br>
کاش اس عہد میں مجھے پاتے    تھا سخن جب کہ قبلۂ جمہور<br>
کاش واں دیکھتے مجھے کہ جہاں    متنبی تھا اوج کا نور<br>
کون سمجھے مجھے کہ ہوں کیا چیز    انوری ہے نہ عرفی و شاپور<br>
کون دیکھے مرے چمن کی بہار    مر گیا عندلیب نیشاپور<br>
(یعنی نظیری نیشاپوری)<br>
(گریز)<br>
کر نہ جاؤں جو حق سے عذرِ گناہ    لے کے آؤں نویدِ عفوِ قصور<br>
لوں ملائک سے دادِ حسنِ کلام    گر لکھوں نعتِ سرورِ جمہور<br>
(مدح)<br>
وہ شہنشاہِ امتی جس کا    یہاں گنہگار اور وہاں مغفور<br>
وہ خداوند خدمتی جس کا    یہاں سبکسار اور وہاں ماجور<br>
مژدہ اے امتِ ضعیف کہ یہاں    سعی ہوتی ہے بے کئے مشکور<br>
لبِ شیریں کلام سے اس کے    دوست بھی شاد غیر بھی مسرور<br>
اثرِ فیضِ عام سے اس کے    کعبہ آباد میکدہ معمور<br>
چرخ کو دے اگر وہ حکم سکوں    ہو غلط نسخۂ سنین و شہور<br>
.................. ..................<br>
(عرضِ حال)<br>
میں ترے در پہ سن کے آیا ہوں    نام تیرا شفیعِ روزِ نشور<br>
کچھ نہیں زادِ راہ پاس اپنے    گر امیدِ عفوِ ربِّ غفور<br>
طبع غالب ہے اور میں مغلوب    نفس قاہر ہے اور میں مقہور<br>
بحرِ غفلت میں ہوں سراسر غرق    نشۂ کبر میں ہوں بالکل چور<br>
چھوڑتی ہی نہیں خودی دامن    ہوں بہت اپنے ہاتھ سے مجبور
</td></tr>
</table>

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| قصیدہ | | (دعا)<br>اب دعا یہ ہے اے شفیعِ اُمم — بسکہ بے تاب ہے دلِ رنجور<br>جا لگے تیرے در پہ کشتیٔ عمر — جب کرے دل بحرِ زندگی سے عبور<br>جیتے جی دل میں یاد ہو تیری — مرتے دم لب پہ ہو ترا مذکور<br>(حالی) |
| قطعہ | (لغوی معنی ٹکڑا) ایسے چند اشعار کا مجموعہ جو مضمون واحد پر مشتمل ہوں یعنی ایک بیت کا تعلق دوسری بیت سے ہو۔ قطعہ میں برخلاف غزل اور قصیدہ کے مطلع نہیں ہوتا اور اس کے اشعار کی تعداد بھی غیر معین ہے مگر کم سے کم دو شعر ہونا ضروری ہے [1] | (دو بیت کا قطعہ)<br>سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا<br>کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز — خانہ خراب تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا<br>(دو سے زیادہ ابیات کا قطعہ)<br>قدیم وضع پہ قائم رہوں اگر اکبر — تو صاف کہتے ہیں سید یہ رنگ ہے میلا<br>جدید طرز اگر اختیار کرتا ہوں — خود اپنی قوم مچاتی ہے شور و واویلا<br>جو اعتدال کی کہئے تو وہ اِدھر نہ اُدھر — زیادہ حد سے دئے پاؤں سب نے ہیں پھیلا<br>اِدھر یہ ضد ہے کہ لمنڈ بھی چھو نہیں سکتے — اُدھر یہ دُھن ہے کہ ساقی صراحیٔ مے لا<br>اِدھر ہے دفترِ تدبیر و مصلحت ناپاک — اُدھر ہے وحیِ ولایت کی ڈاک کا تھیلا<br>غرض دوگونہ عذاب است جانِ مجنوں را — بلائے صحبتِ لیلیٰ و فرقتِ لیلیٰ |
| گریز | (دیکھو تخلیص) | |
| مبتذل | (دیکھو سوقیانہ) | |
| متسع | (تسعہ عربی میں نو ۹ کو کہتے ہیں) نو نو مصرعوں کا بند جن میں آٹھ ہمقافیہ اور نواں خلاف قافیہ ہوتا ہے۔ | (اس کی کوئی مثال نظر سے نہیں گزری) |
| مثلث | تین تین مصرع جن میں دو ہمقافیہ اور | (۱) کل تک تو فریبندہ ملاقات تھی پہلی — امروز یقین شد کہ نداری سرِ ابلی |

[1] قطعہ اور غزل مسلسل میں یہ فرق ہے کہ قطعہ میں مطلع نہیں ہوتا اور غزل مسلسل میں ہوتا ہے اور غزل مسلسل میں ہر بیت کا مضمون پورا ہو جاتا ہے اور تکمیل معنی کے واسطے دوسری بیت کا محتاج نہیں ہوتا برخلاف قطعہ کے کہ اس میں سب بیتوں کو ملا کر مضمون پورا ہوتا ہے۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | تیسرا اختلاف قافیہ ہوتا ہے | بیچارہ بلطف تو غلط داشت گماں تھا<br>(دیگر)<br>(۲) نہیں پیچ اں اتنا بھی نادان بھلا میں لئے ناصح    سمجھ کے اور ہی کچھ مرچلا میں لئے ناصح<br>کہا جو تو نے نہیں جان جا کے آنے کی    (مومن) |
| مثمن | آٹھ آٹھ مصرعوں کا بند جن میں چھ ہمقافیہ اور دو خلاف قافیہ ہوتے ہیں | اے چارہ گر آنچک کہ دم چارہ گری ہے    میں جان سے جاتا ہوں تجھے بےخبری ہے<br>کیوں پہلے ہی درماں سے یقیں اثری ہے    اپنی سی تو کر دیکھ عبث نسخہ دری ہے<br>ہو جاؤں میں جانبر تو تری ناموری ہے    یوں دعویٰ بے صرفہ تو بیہودہ سری ہے<br>گر ہم سے مریضوں کی دوا ہوتے تو جانیں<br>بیمار محبت کو شفا ہوتے تو جانیں    (مومن) |
| مثنوی | مختلف القوافی ابیات کی طویل نظم جس میں تاریخی واقعات یا کوئی قصہ یا حکایات دلچسپ اور نتیجہ خیز طریقہ کر بیان کئے جائیں اس کے اوزان مختلف ہوتے ہیں مگر عام طور پر سات وزن مروج ہیں۔ | مثلاً شاہنامہ۔ مثنوی مولانا روم۔ بوستان۔ مثنوی میر حسن۔ گلزار نسیم وغیرہ۔<br>چند اشعار بطور نمونہ از مثنوی معاملات عشق میر تقی میر<br>کچھ حقیقت نہ پوچھو کیا ہے عشق    حق اگر سمجھو تو خدا ہے عشق<br>عشق ہی عشق ہے نہیں ہے کچھ    عشق بن تم کہو کہیں ہے کچھ<br>عشق تھا جو رسول ہو آیا    اُن نے پیغام عشق پہونچایا<br>عشق حق ہے کہیں نبی ہے کہیں    ہے محمد کہیں علیؑ ہے کہیں<br>عشق عالی جناب رکھتا ہے    جبرئیل و کتاب رکھتا ہے<br>عشق حاضر ہے عشق غائب ہے    عشق ہی مظہر عجائب ہے<br>عشق کیا کیا مصیبتیں لایا    روز کو رات کر کے دکھلایا<br>عشق میں لوگ زہر کھاتے ہیں    عشق سے رنگ سبز لاتے ہیں<br>عشق سر تا قدم امید ہوا    زیر تیغ ستم شہید ہوا |
| محاکات | کسی منظر کا مرقع الفاظ کے ذریعہ سے کھینچنا جس کی تصویر کو کوئی مصور کھینچ سکے | نرمک نرمک نسیم زیر گلاں می خزد    غبغب ایں کہ عارض آں می مزد[۵]<br>(قاآنی) |

(۵) یعنی ہوا آہستہ آہستہ پھولوں میں چلی [illegible] غبغب [illegible] چوم لیتی ہے کبھی اس کے رخسار کو پیار کر لیتی ہے

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| مخلص | (دیکھو تخلیص یا گریز) | |
| مخمس | پانچ پانچ مصرعوں کا بند جن میں چار ہم قافیہ اور پانچواں خلاف قافیہ ہو | قابل ہے میری سیر کے اطوارِ روزگار — چالیں عجب طرح کی چلے ہے یہ بدشعار<br>کرتا ہے بدسلوکی سبھوں سے یہ بے مدار — لاتا ہے روز فتنۂ تازہ و بروئے کار<br>دل داغ داغ رہتے ہیں اس سے جگر فگار<br>حالت تو یہ کہ مجھکو غموں سے نہیں فراغ — دل سوزشِ درونی سے جلتا ہے جوں چراغ<br>سینہ تمام چاک ہے سارا جگر ہے داغ — ہے نام مجلسوں میں مرا میر بے دماغ<br>ازبسکہ کم دماغی نے پایا ہے اشتہار |
| | کبھی ہر بند کا پانچواں مصرع مکرر آتا ہے | جب سے اے راحتِ جاں تجھ سے جدا رہتا ہوں — کیا کہوں سخت مصیبت میں پھنسا رہتا ہوں<br>مضطر و ششدر و حیران و خفا رہتا ہوں — کسی چرچے میں تو مشغول میں کیا رہتا ہوں<br>منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں<br>کیا بیاں اپنی جوانی کا کروں میں غمگیں — طاقت اب بسترِ اندوہ پہ ہلنے کی نہیں<br>نہ تو بیٹھوں ہوں نہ اٹھتا ہوں نہ جاتا ہوں کہیں — یاد کر کے تری صحبت کو بس اے پردہ نشیں<br>منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں (مومن) |
| مدح | ایسے اشعار جن میں کسی کی تعریف کی جائے۔ | (در مدح بادشاہ عالی گہر)<br>یعنی وہ شاہ عالم و فخرِ جہانیاں — عالی گہر خجستہ سیر معدنِ ہمم<br>خورشیدِ آسمانِ تہور فلک جناب — عالم ہے جس کی ذات سے جوں ذرہ منتظم<br>شاہِ نجف نے قبضہ میں دی جس کے ذوالفقار — دو ٹکڑے جس سے ہووے عدو بیش ہو نہ کم<br>ہو لائے نہی و نفی مخالف کے واسطے — ایجاب کر سکے گر وہ بولیں کہیں نعم<br>جو حسنِ خلق اس میں ہے وہ خلق میں کہاں — ذاتِ ستودہ الغرض انکی ہے مغتنم<br>جس کے رکاب میں ہیں سلاطینِ روزگار — گردن کشانِ دہر ہیں جھکے کو سر بہم (انشاء)<br>(نیز دیکھو مثال قصیدہ (مدح)) |
| مذاقیہ | ایسے اشعار جن میں شیخ، ناصح، واعظ | (۱) جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اتارئیے — اور تان کر چاند پہ اک دھول ماریے |

| اصطلاح | تعریف | مثال | |
|---|---|---|---|
| | وغیرہ کے متعلق یا اس کے علاوہ عام طور پر مذاق کی باتیں کیجائیں | سوتوں کو پچھلے پہر سے بھلا کیوں پکاریئے<br>(۲) ٹک دیکھئے کہ جبہ و عمامۂ زاہد<br>ہے شیخ سیہ چہرہ جو مجلس میں پھدکتا<br>(۳) گریۂ فرقت میں آنکھیں بہہ گئیں کس کام کی<br>دل کی حالت کیا بتاؤں خلفشار عشق میں<br>درد سر عشق بت مغرب میں بڑھتا ہی گیا<br>صدقے اس موسم کے مجھ کو بچپنا یاد آگیا | دروازہ کھلنے کا نہیں گھر کو سدھاریئے<br>ہو اسپہ مجھے بلعم باعور کی سوجھی<br>یاروں کو یہاں دلی کے لنگور کی سوجھی (انشاء)<br>رہ گیا بادام غائب ہو گری بادام کی<br>جیسے اک چوسی ہوئی گٹھلی ہو گھٹی آم کی<br>کرچکے ہر چند مالش اور پٹیل بام کی<br>شیر مادر بن گئی لذت رسیلے آم کی<br>(از اودھ پنچ) |
| مربع | چار چار مصرعوں کا بند جن کے تین مصرع ہمقافیہ اور چوتھا خلاف قافیہ ہو۔ [۵۱]<br><br>کبھی چاروں مصرعے ہمقافیہ ہوتے ہیں۔ | (۱) کیا صل علیٰ روئے رسول دوسرا ہے<br>وہ لوح جبیں مرآۃ انوار خدا ہے<br>عارض پہ فدا شمس و قمر ہیں تو بجا ہے<br>اس چہرۂ پر نور پہ عالم ہی جدا ہے<br><br>سر بزم شوق کا سودا دیکھا<br>جو کچھ دیکھا اچھا دیکھا | (۲) گو دل ہے سراپائے تصور میں عرق ناک<br>پر ہو دے رقم کیونکہ شبیہ شہ لولاک<br>سب نور سے معمور ہے اسکا جسد پاک<br>وہ مطلع انوار خدا شمس ضحیٰ ہے<br>(از [illegible])<br><br>دہلی کو ہم نے بھی جا دیکھا<br>کیا بتلائیں کیا کیا دیکھا<br>(جلوۂ دربار دہلی ۔ اکبر الہ آبادی) |
| مرثیہ | ایسی نظم جس میں کسی عزیز یا دوست یا کسی بادشاہ یا رئیس کی موت پر حزن و ملال کا اظہار کیا جائے۔ بالفعل اردو میں یہ صنف خاص کر حضرت امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہدائے کربلا کی شہادت اور مصائب بیان کرنے اور ان پر اپنا | مربع مرثیہ کی مثال<br>یارو سنو تو خالق اکبر کے واسطے<br>انصاف سے جواب دو حیدر کے واسطے<br>وہ بوسہ گہہ بنی تھی پیمبر کے واسطے<br>یا ظالموں کی برش خنجر کے واسطے<br>وہ تازگی کہ دوش نبی پہ ہوا تھا خلق<br>یا اس لئے کہ تیغ کرے اسکو قطع حلق | مسدس مرثیہ کی مثال<br>جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے<br>جلوہ کیا سحر کے رخ بے حجاب نے<br>دیکھا سوئے فلک شہ گردوں رکاب نے<br>مڑ کر صدا رفیقوں کو دی اس جناب نے<br>آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو<br>اٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو |

۵۱ مربع اور رباعی میں یہ فرق ہے کہ رباعی کا عموماً تیسرا اور مربع کا چوتھا مصرع مختلف القافیہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مربع کا کوئی خاص وزن مقرر نہیں اور رباعی کے اوزان مقرر ہیں۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | رنج والم ظاہر کرنے کے لئے مخصوص ہے۔ سلہ | جس سینہ پر نگس ہو تو ہو فاطمہ کو قلق<br>واں بیٹھا شمر کاٹنے کو سر کے واسطے<br>شمشیر ہے تو دشمن دیں کے پئے قتال<br>یا اس لئے کہ قتل ہوا اُس سے نبی کی آل<br>نیزے کی بہر سینۂ اعدا نبی تھی بھال<br>یا اُنکے سر دکھانے کو گھر گھر کے واسطے<br>(سودا)<br><br>ہاں غازیو یہ دن ہے جدال و قتال کا<br>یاں خون بہے گا آج محمد کی آل کا<br>چہرہ خوشی سے سرخ ہو زہرا کے لال کا<br>گزری شب فراق دن آیا وصال کا<br>ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے<br>راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے<br>(دیکھو مرقع نگاری مثال ۲ و ۳)<br><br>(نیز دیکھو مثال ترکیب بند جو غالب کا مرثیہ ہے) |
| مرصع نگاری | ایسے اشعار جن میں ایک مصرع کا ہر لفظ دوسرے مصرع کے مقابل الفاظ کا ہموزن ہو۔ | اے شہنشاہ فلک منظر بے مثل و نظیر<br>اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل<br>پاؤں سے تیرے ملے فرق ارادت اورنگ<br>فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اکلیل<br>تیرا انداز سخن شانۂ زلف الہام<br>تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل<br>تیرا اقبال ترحم مرے جینے کی نوید<br>تیرا انداز تغافل مرے مرنے کی دلیل<br>پیچھے ڈالے ہے سر رشتۂ اوقات میں گانٹھ<br>پہلے ٹھونکے ہے بن ناخن تدبیر میں کیل<br>(سارا قصیدہ اسی انداز کا ہے ہموزن الفاظ پر نمبر دیدئے گئے ہیں) |
| مرقع نگاری | ایسی نثر یا نظم جس میں کسی قدرتی منظر (آبشار، دریا، پہاڑ، جنگل) یا صبح، شام، معرکۂ جنگ وغیرہ کی تصویر الفاظ میں من وعن کھینچی جائے۔ | (۱) قدرتی مناظر<br>در حقیقت ہے عجب لطف سیر کوہسار / جسکے ہر نظارے پہ صد ذوق جنت نثار<br>ایستادہ ہیں کروڑوں اک طرف ساکھو کے پیڑ / گر رہے ہیں دوسری جانب ہزاروں آبشار<br>دیکھتا کیا ہوں کہ صد ہا چشمہ ہائے کوثری / سنگلاخوں پر ہیں پیدا کرتے اپنی ہستی کو نثار<br>اک طرف سر آسماں کھینچی ہیں صد ہا چوٹیاں / دوسری جانب نظر آتے ہیں [illegible]<br>تحت کوہی کی طرف دیکھو کہ کس انداز سے / باغباں قدرت کا دکھلاتا ہے پھولوں کی بہار<br>نرم نازک ڈالیوں پر انسے بھی نازک ہیں برگ / اور ان پتوں کی نوکیں کس طرح ہیں قطرہ بار |

سلہ قدیم زمانہ میں مرثیہ عموماً مربع کی صورت میں ہوتا تھا جیسا کہ مربع کی مثال (۱) سے ظاہر ہے مگر اب شہدائے کربلا کے تمام مراثی مسدس کی صورت میں ہوتے ہیں۔ البتہ دیگر مراثی کبھی ترکیب بند یا ترجیع بند کے طریقہ پر بھی لکھے جاتے ہیں۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| مرقع نگاری | | کس قدر دلچسپ تھا نظارۂ ہنگامِ سفر — اونچی اونچی چوٹیوں پر لہلہاتے مرغزار<br>ایک جانب اُٹھ رہا ہو تلملاتے کوہ سے — کس قدر آہستہ آہستہ یہ نورانی غبار<br>رفتہ رفتہ چھا گیا اطرافِ وادی پر دھواں — اور پھر پڑنے لگی چاروں طرف ہلکی پھوار<br>اس کو میں حق دھواں کہتا ہوں تو اصل میں — کوثر و معراج ہو یا جوئے شیریں کی ہوا<br>(از بحر الفصاحت)<br><br>(۲) صبح<br><br>طے کر چکا جو منزلِ شب کاروانِ صبح — ہونے لگا افق سے ہویدا نشانِ صبح<br>گردوں سے کوچ کرنے لگے اخترانِ صبح — ہر سو ہوئی بلند صدائے اذانِ صبح<br>پنہاں نظر سے روئے شبِ تار ہو گیا<br>عالم تمام مطلعِ انوار ہو گیا<br><br>چھپنا وہ ماہتاب کا وہ صبح کا ظہور — یادِ خدا میں زمزمہ پردازیِ طیور<br>وہ رونق اور وہ سرد ہوا وہ فضا وہ نور — خنکی ہوس سے چشم کو اور قلب کو سرور<br>انساں زمیں پہ محو ملک آسمان پر<br>جاری تھا ذکرِ قدرتِ حق ہر زبان پر<br><br>وہ سرخیِ شفق کی ادھر چرخ پر بہار — وہ بادہ وہ درخت وہ صحرا وہ سبزہ زار<br>شبنم کے وہ گلوں پہ گہر ہائے آبدار — پھولوں سے سب بھرا ہوا دامانِ کوہسار<br>نافے کھلے ہوئے وہ گلوں کی شمیم کے<br>آتے تھے سرد سرد وہ جھونکے نسیم کے (انیس)<br><br>(۳) ہنگامۂ جنگ<br><br>نقارۂ وغا پہ لگی چوب یک بیک — اُٹھا غریوِ کوس کہ ہلنے لگا فلک<br>شہپور کی صدا سے ہراساں ہوئے ملک — قرنا پھنکی کہ گونج اُٹھا دشت دور تک<br>شور دہل تھا حشر تھا افلاک کے تلے<br>مُردے بھی ڈر کے چونک پڑے خاک کے تلے |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| مرقع نگاری | | کانپے طبق زمین کے ہلا چرخ لاجورد ماند کہربا ہوا مٹی کا رنگ زرد<br>اٹھ کر زمین سے بیٹھ گئی زلزلہ میں گرد تیغوں کی آنچ دیکھ کے بھاگی ہوائے سرد<br>گرمی سے رن کی ہوش اُڑے وحش وطیر کے<br>شیر اُس طرف اُتر گئے دریا کو پیر کے<br>تھرا رہا تھا خوف سے مینائے لاجورد ہلتے تھے کوہ کانپتا تھا وادی نبرد<br>تھا دن بھی زرد دھوپ بھی زرد اور زمیں بھی زرد خورشید چھپ گیا یہ اُٹھی کربلا کی گرد<br>اک تیرگی غبار سے تھی چشم مہر میں<br>ٹاپو پڑے ہوئے تھے محیط سپہر میں (انیس) |
| مسبّع | سات مصرعوں کا بند جس میں چھ ہمقافیہ اور ساتواں خلاف قافیہ ہو | (مثال نظر سے نہیں گزری) |
| مستزاد (یا مزید علیہ) | ایسی نظم جس کے ہر مصرع کے آخر میں ایک فقرہ رباعی کے وزن کا اضافہ کیا جائے اسکی دو قسمیں ہیں مستزاد عارض اور مستزاد لازم۔ اول وہ ہے کہ جو فقرہ زیادہ کیا جائے وہ مضمون شعر سے متعلق نہو۔ اور دوسری وہ ہے کہ جو فقرہ زیادہ کیا جائے وہ مضمون شعر کیلئے ضروری ہو۔ مستزاد کی کئی صورتیں ہیں۔ کبھی ایک فقرہ اور کبھی دو یا زیادہ فقرے مصرع کے آخر میں اضافہ کئے جاتے ہیں۔ | (۱) ایک فقرہ کا مستزاد<br>میں ہوں عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہیں۔ کہ ہے غم میری غذا<br>تو ہے معشوق تجھے غم سے سروکار نہیں۔ کھائے غم تیری بلا (ظفر)<br>(۲) دو فقروں کا مستزاد<br>نالہ زن باغ میں ہو بلبل ناشاد نہیں۔ بند رکھ کام وزباں۔ کرنہ فریاد و بکا<br>ڈر یہی ہے کہ خفا ہو ستم ایجاد نہیں۔ باغباں دشمن جاں۔ گھونٹ ڈالے نہ گلا (شاد لکھنوی)<br>(۳) تین فقروں کا مستزاد<br>از ناخن طنز خاطر بادہ پرست۔ مخراش آغا۔ داری توفیق۔ خود پیچ مگو<br>ہرگز ار ہزار زہد و تقوی از دست۔ بر جاش آغا۔ اے یار شفیق۔ پند سے بشنو<br>چشم بد دور طرفہ چیزے ہستی۔ ماشاء اللہ۔ اے نام خدا۔ سبحان اللہ<br>انشاء اللہ پہلوان زبرخوش است۔ خوش باش آغا۔ اے نیک طریق۔ اخلوت [illegible] (انشا)<br>(۴) رباعی مستزاد<br>کہہ دو بن میں تھا لقب یگانہ اپنا۔ تھے بہت سے خفا |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | گلسے صنموں کو ہم نے جانا اپنا اللہ ری خطا<br>سب دیر وحرم کی خاک چھانی تو من کیا خاک کہیں<br>دیکھا تو کہیں نہیں ٹھکانا اپنا جی بیٹھ گیا<br>نوٹ۔ اوپر کی مثال میں نمبر ۳ بھی رُباعی ہے۔ |
| مسدس | چھ چھ مصرعوں کا بند جس میں چار ہم قافیہ اور دو خلاف قافیہ ہوں۔ | (۱) کسی نے یہ بقراط سے جاکے پوچھا مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا<br>کہا دُکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا<br>مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں<br>کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں<br>سبب یا علامت گران کو بتائیں تو تشخیص میں سو نکالیں خطائیں<br>دوا اور پرہیز سے جی چرائیں یوں ہی رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں<br>طبیبوں سے ہر گز نہ مانوس ہوں وہ<br>یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ (حالی) |
| | یا ہر بند میں آخری دو مصرع مکرر آئیں | (۱) جائے عبرت ہے مرا حال پریشاں یارو آس توڑے ہے یہ مایوسی حرماں یارو<br>دل لگا کر میں ہوا سخت پشیماں یارو ہائے افسوس نہ نکلا کوئی ارماں یارو<br>جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی<br>ایک بھی اُس سے ملاقات نہ ہونے پائی<br>دل نہ دیتے اگر اس کو تو نہ ہوتے بدنام کیا خبر تھی کہ اس آغاز کا یہ ہے انجام<br>رنج بھی ہوتے ہیں الفت میں تو بعد آرام کہیں دنیا میں نہ دیکھا کوئی مجھ سا ناکام<br>جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی<br>ایک بھی اُس سے ملاقات نہ ہونے پائی (مومن بر غزل خواجہ میر درد)<br>(۲) درویش جو ہیں مقصد دلخواہ کہے ہیں سالک جو ہیں تسے راہبر راہ کہے ہیں<br>اک واقف اسرار دل آگاہ کہے ہیں اک پیر حقیقت کا تجھے ماہ کہے ہیں |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | | کیا مدح ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہے ہیں<br>سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہے ہیں<br>مذکور کہیں نام ترا کام روا ہے    مشہور لقب ایک جگہ راہ نما ہے<br>ہر ایک نے کچھ حسب خرد اپنی کہا ہے    سمجھا نہ کوئی یہ کہ حقیقت میں تو کیا ہے<br>کیا مدح ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہے ہیں<br>سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہے ہیں (میر) |
| مسمّط | (تسمیط عربی میں موتی پرونے کو کہتے ہیں) اصطلاح میں ایسی نظم جو بندوں پر مشتمل ہو خواہ بصورت مربع مخمس، مسدس، مثمن وغیرہ جس میں ہر ہر بند کے مصرعے سوائے مصرع آخر کے ہمقافیہ ہوں اور تمام بندوں کے آخری مصرعے پہلے بند کے مصرع آخر کے تابع ہوں۔ | آمد بہار خرم و آوردہ خرمی    وز فر نوبہار شد آراستہ زمی (دقیقی زمین)<br>خرم بود ہمیشہ بدیں وقت آدمی    با بانگ زیر و بم بود و تحفۂ رعنی<br>زیرا کہ نیست اندگل و از یاسمیں کمی<br>تا کم شد است آفت سرما ز گلستاں<br>از ابر نوبہار چو باراں فرو چکید    چندیں ہزار لالۂ خارا ابروں دمید<br>آں حلہ کہ ابر مرا ورا ہمی تنید    باد صبا بیامد و آں حلہ را درید<br>آں حلہ پارہ پارہ شد و گشت ناپدید<br>وآمد پدید باز جہاں دشت پرنیاں<br>(از مسمطات منوچہری)<br>(نیز دیکھو فٹ نوٹ متعلق مسمط صنائع معنوی میں) |
| مصرع | نصف بیت یا نصف شعر خواہ وہ پورا مطلب شعر کا ادا کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ | ع عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے۔ |
| مصرع طرح | عموماً اُس کو کہتے ہیں جو مشاعروں میں ہمطرح غزلوں پر طبع آزمائی کے واسطے دیا جاتا ہے | |
| مضحکات مطائبات | دل لگی مذاق کی نظم و نثر جس میں پھبتیاں بھی داخل ہیں | سفرہ پہ ظرافت سے ذرا شیخ کو دیکھو    سر نون کا منہ پیاز کا اچور کی گردن<br>کل شیخ پو پلے کو اک ٹوٹے پل کے نیچے    میں نے کہا کہ تم نے اس پل کا منہ چڑھایا |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | تبت یدا ابی لہب پڑھ کے اک عزیز    یکچند بھاگ کر کسی کونے میں بند ہے<br>لوگوں نے ڈھونڈھ کر انھیں پوچھا تو بولے آپ    واللہ میرے بھاگنے کا یہ سبب ہے<br>ہے الّذی و ما کسب آیا قرآن میں    اور مال ہو شے یعنی سو وہ اُن کا سب ہے<br>اہل عیال کھاویں پئیں پھر کہاں سے کچھ    ٹھکا ہی پھکر میں پیو دو روز و شب ہے<br>پہنا فکر پیو<br>(انشاء)<br>ٹھکری بیں بھکر بھی مبت آئے گے    جھاڑیاں کو ہٹو تو جو پنکھیں اٹھا کے<br>انسال کھاں بیاں نٹے پہا جل جیبن ہیں    صدرہ پڑھیں ہیں جن سیتی طلبلم آئے کے<br>انشاء اللہ خاں    فاضل ذہین    طالبعلم<br>(انشاء)<br>(نیز دیکھو نادا قیہ) |
| مطلع | غزل یا قصیدہ کا پہلا شعر | مثال کے لئے دیکھو غزل اور قصیدہ کی مثالیں |
| معشر | (عشرہ عربی میں دس کو کہتے ہیں) دس دس مصرعوں کا بند جس میں آٹھ آٹھ مصرعے ہمقافیہ اور باقی دو خلاف قافیہ ہوں۔ | پہلے تو حمدِ خالقِ ارض و سما لکھوں    بعد اس کے پھر میں نعتِ شہِ انبیا لکھوں<br>گر عمر بھر میں اسکو لکھوں تو بھی کیا لکھوں    بے انتہا ہے وہ تو غرض تا کجا لکھوں<br>لازم ہے اس میں طبع کو عجز آشنا لکھوں    کچھ وصفِ حسن کا لکھوں کچھ عشق کا لکھوں<br>کچھ ناز کچھ نیاز بفکر رسا لکھوں    ہے جی میں لیلیٰ مجنوں کا کچھ ماجرا لکھوں<br>سچ پوچھئے تو دونوں عجب کام کر گئے<br>معشوقی عاشقی میں غرض نام کر گئے<br>پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر    ماں باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر<br>کنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آن کر    اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی ادھر ادھر<br>چومے تھا باپ قیس کا ہر لحظہ چشم و سر    تکتے تھے آنکھوں چھپا دل سے گرچہ بخطر<br>ماں بھی لئے پھرتی تھی اسے گود و دوش پر    فرزند کی خوشی میں لٹاتی تھی سیم و زر<br>لیکن وہ ماں کی گود میں آ کر نہ سوتا تھا<br>ہر وقت شور کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا<br>(از لیلیٰ مجنوں نظیر اکبرآبادی) |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| مقتضب | ایسا قصیدہ جس میں گریز نہ ہو یعنی شاعر بغیر کسی تمہید و تشبیب کے اصل مقصد یعنی مدح شروع کر دے۔ | (مثال کے لئے دیکھو خطابیہ یا مجدد یہ) |
| مقطع (یا متمم غزل)[۱] | غزل کا آخری شعر جسمیں شاعر اپنا تخلص لائے | (دیکھو غزل) |
| مناجات | ایسے اشعار جن میں بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی جائے | الٰہی بحق رسول امیں ۔۔۔ بحق علی و بہ اصحاب دیں<br>بحق بتول و بآل رسول ۔۔۔ کروں عرض جو میں ہو وے قبول<br>الٰہی میں بندہ گنہ گار ہوں ۔۔۔ گناہوں میں اپنے گرفتار ہوں<br>مجھے بخشیو میرے پروردگار ۔۔۔ کہ تو ہے کریم اور آمرزگار<br>مری عرض ہے یہ کہ جبتک جیوں ۔۔۔ شراب محبت کو تیری پیوں<br>سوا تیری الفت کے اور سب ہے ہیچ ۔۔۔ یہی ہو تو ہو اور کچھ اینچ پینچ<br>جو غم ہو تو ہو آل احمد کا غم ۔۔۔ سوا اس الم کے نہ ہو کچھ الم<br>کسی سے نہ کرنا پڑے التجا ۔۔۔ تو کر خود بخود میری حاجت روا<br>صحیح اور سالم سدا مجھ کو رکھ ۔۔۔ خوشی سے ہمیشہ خدا مجھ کو رکھ<br>مری آل و اولاد کو شاد رکھ ۔۔۔ مرے دوستوں کو تو آباد رکھ<br>برآویں مرے دین و دنیا کے کام ۔۔۔ بحق محمد علیہ السلام<br>(مثنوی میر حسن) |
| منقبت | امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ | (۱) علیؓ دین و دنیا کا سردار ہے ۔۔۔ کہ مختار کے گھر کا مختار ہے |

[۱] اگرچہ بعض شاعر مطلع میں بھی اپنا تخلص لاتے ہیں مگر اُس کو مقطع نہیں کہہ سکتے۔ مقطع وہی شعر ہے جس پر غزل ختم ہو اور ختم ہونے کی دلیل اکثر شاعر کا تخلص ہوتا ہے۔ مثلاً ان دونوں شعروں میں سے

عاشقی جرأت نہ کر ناحق نہیں کو غم لگا ۔۔۔ ربط سب سے رکھ بہت پر جی کسی سے کم لگا
دن بدن تحلیل جرأت کیوں ہوا جاتا ہے تو ۔۔۔ آہ یہ بیٹھے بٹھائے تجھ کو کیسا غم لگا

گو کہ پہلے شعر میں بھی تخلص ہے مگر وہ مطلع ہے اور دوسرا مقطع۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | یا کسی دوسرے امام کی تعریف میں اشعار | دیار امامت کے گلشن کا گل بہار ولایت کا باغ سبل<br>علی راز دار خدا و نبی خبر دار سر خفی و جلی<br>علی بندۂ خاص درگاہ حق علی سالک رہبر راہ حق<br>علی ولی ابن عم رسول لقب شاہ مرداں زوج بتول<br>یہاں بات کی اب سمائی نہیں نبی و علی میں جدائی نہیں<br>نبی و علی ہر دو نسبت بہم دوتا دیکھے چوں زبان قلم (مثنوی میر حسن)<br>(۲) اے نائب مصاحب فی القوۃ المتین شے دست در خلوتی قدرت آستین<br>چاہے تو ایک کردے ابھی آسمان زمین ٹھوکر لگے تری تو اڑے کوہ آہنین<br>پایا نہ جائے جیسے پر کاہ پھر کہیں<br>تو ہے کہ تیری قدر نہ آئے بیان میں قدرت تری نہ گذرے کسو کے گمان میں<br>شانیں ہزار قسم کی ایک تیری شان میں شہرت ہو تیرے زور کی دونوں جہان میں<br>نکلا نہ شہر بند عدم سے ترا قریں<br>غیب و شہود دونوں میں مشہود ہے تو تو ہستی ہماری وہم ہے موجود ہے تو تو<br>حاصل کا دو جہان کے مقصود ہے تو تو سجود تجھ کو جانے ہیں معبود ہے تو تو<br>ناجی ہیں وے ہی لوگ جنھوں کا ہے یہ یقیں (میر) |
| مہمل | بے معنی اشعار - ایسے اشعار جو محض الفاظ کا مجموعہ ہوں اور کوئی مربوط معنی نہ رکھتے ہوں - | ٹوٹی دریا کی کلائی زلف اُلجھی بام میں آدمی مخمل میں دیکھے مورچے بادام میں |
| نازک خیالی | (دیکھو خیال بندی) | |
| نثر | (مقابل نظم) ایسا کلام جس میں وزن اور قافیہ نہ ہو۔ ۱؎ اسکی باعتبار الفاظ کے | |

۱؎ ہرچند کہ نثر کی تعریف کتابوں میں یوں ہے کہ جس میں وزن اور قافیہ کی قید نہ ہو۔ مگر نثر مرجز میں وزن اور نثر مقفی میں قافیہ ضرور ہوتا ہے لیکن (دیکھو صفحہ آئندہ)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| نثر | چار قسمیں ہیں۔ عاری۔ مرجز۔ مسجع اور مقفیٰ۔<br>اور باعتبار معنی کے بھی چار قسمیں ہیں دقیق سادہ۔ دقیق رنگین۔ سلیس سادہ۔ سلیس رنگین<br>لفظی اقسام نثر | |
| | (۱) عاری ــــ وہ نثر ہے جس میں نہ وزن کی قید ہو نہ قافیہ کی۔ نہ اُس میں رعایات و مناسبات لفظی ہوں۔ اسی کو روزمرہ بھی کہتے ہیں۔ | (۱) سیدھی سادی بات میں ایسا لطف پیدا ہو جاتا ہے کہ سب پڑھتے ہیں اور مزے لیتے ہیں اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خوشی یا غم و غصہ۔ یا کسی قسم کے ذوق و شوق کا خیال دل میں جوش مارتا ہے اور وہ قوت بیان سے ٹکر کھاتا ہے تو زبان سے خود بخود موزوں کلام نکلتا ہے۔ جیسے پتھر اور لوہے کے ٹکرانے سے آگ نکلتی ہے اسی واسطے شاعر وہی ہے جسکی طبیعت میں یہ صفت خداداد ہو۔ قدرتی شاعر اگرچہ ارادہ کر کے شعر کہنے کو خاص وقت میں بیٹھتا ہو مگر حقیقت میں اُسکا دل اور خیالات ہر وقت اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ (آبحیات)<br>(۲) میری جان خدا تم کو ایکسو بیس برس کی عمر دے۔ بوڑھا ہونے آیا داڑھی میں بال سفید آ گئے مگر بات سمجھنی نہ آئی۔ پنشن کے باب میں اُلجھے ہو اور کیا بیجا اُلجھے ہو۔ یہ تو جانتے ہو کہ دلّی کے سب پنشندار دن کو مئی سنہ ۱۸۵۷ء سے پنشن نہیں ملا یہ فروری سنہ ۱۸۵۹ء بائیسواں مہینہ ہے چند اشخاص کو اس بائیس مہینہ میں سال بھر کا روپیہ بطریق مدد خرچ مل گیا۔ باقی چڑھے روپیہ کے باب میں اور آئندہ ماہ بماہ ملنے کیواسطے |

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) اس اعتبار سے نثر و نظم میں کوئی مابہ الامتیاز فرق باقی نہیں رہتا، میرے نزدیک جو چیز نثر کو نظم سے علیحدہ کرتی ہے وہ تخیل ہے لہٰذا نثر کو کلام غیر تخیل جس میں وزن و قافیہ نہو کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| نثر | عاری —<br>مذاقیہ نثر | ابھی کچھ حکم نہیں ہوا الخ (مرزا غالب کا خط بنام میر مہدی مجروح)<br>اچھا حضرت واعظ کا دل تو ان کے سینے میں ہوگا۔ نہیں صاحب نہیں ممبر کے اڈے پر میاں مٹھو بنا بنی جی بھیجو کی صدا لگا رہا ہے عمامہ سبز کی گردش اور قرات صحیحہ میں حلقوم کی حرکت سے معلوم ہوتا ہے آنا اگل رہے ہیں۔ آئے ہیں دنیا میں نصیحت کو گر خود فضیحت ہیں، لیجئے ان کو بھی دیکھئے ۵<br>شریف کہ وہ آتے ہیں دیکھ لو رندو<br>شراب اب انھیں کے کنویں کا پانی ہے<br>ان کا دل جب تک چھوٹا سا تھا، حرم کی کانس میں تھا یا زمزم کی تگت اب سارے حجاز میں ہے۔ ساز باز میں ہے۔ اب شریف نہیں رہا سلطان ہے۔ چڑھا دے پر قناعت کی ضرورت نہیں۔ خراج تحصیل کرنے دو ۵<br>از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است<br>زر بدست آور کہ حج اکبر است (آزاد دھڑ ننگ) |
| | ٹھیٹھ اردو نثر۔ یعنی ایسی نثر جس میں کوئی لفظ فارسی یا عربی اور نیز ٹھیٹھ ہندی کا نہ ہو۔ | اب یہاں سے کہنے والا یوں کہتا ہے کہ ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ بات اپنے دھیان چڑھی، کوئی کہانی ایسی کہئے جس میں ہندی چھٹ اور کسی بولی کی پٹ نہ ملے، باہر کی بولی اور گنواری کچھ اس کے بیچ میں نہ ہو تب میرا جی پھول کر کلی کے روپ کھلے۔ اپنے ملنے والوں میں سے ایک کوئی بڑے پڑھے لکھے پرانے۔ دھرانے ٹھاک۔ بڑے دھاگ یہ کھٹراگ لائے۔ سر ہلا کر۔ منہ تھتا کر۔ ناک بھوں چڑھا کر۔ گلا پھاڑ کر لال لال آنکھیں پھرا کر کہنے لگے "یہ بات ہوتے دکھائی نہیں دیتی۔ |

ہندوی پن بھی نہ نکلے اور بھاکھا پن بھی نہ ٹھس جائے جیسے بھلے انس سے ۵ مرزا

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | اچھوں سے اچھے لوگ آپسمیں بولتے چالتے ہیں جوں کا توں وہی سب ڈول رہے اور چھاؤں کسی کی نہ پڑے یہ نہیں ہونے کا" (از دریائے لطافت) |
| مر— | (۲) مُرجّز - وہ نثر کہ جسمیں وزن ہو مگر قافیہ نہ ہو (اُردو میں اسکی مثالیں بہت کم ہیں مثال نمبر (۱) کے سب ٹکڑے جو ڈیشوں کے بیچ میں ہیں مفعولُ مفاعیلُن کے وزن پر ہیں اور مثال نمبر (۲) کے ٹکڑے فعلاتن فعلاتن کے وزن پر ہیں - | (۱) وزن مفعولُ مفاعیلُن<br>دیوان حقیقت کے - مطلع کے ہیں دو مصرع - اک حمد الٰہی ہے اک نعت پیمبر ہے - اس مطلع روشن کے - معنی منور سے - ہر ذرہ بھی ہے واقف - سنتے ہیں ازل ؔ و سب - یہ مطلع نورانی - پر اس کے سوا ابتک - اس ساری غزل میں سے - اک شعر نہیں پایا - لیکن مجھے ہاتھ آیا - اسوقت غنی ہوں - میں سب کو سناتا ہوں اس مطلع یکتا کا - جو حُسن ازل سب ہے - اس وقت موافق ہیں کیوں کر نہ ثنا خواں ہوں - (تقریظ بر انتخاب یادگار مولفہ آسیر مینائی)<br>(۲) وزن فعلاتن فعلاتن<br>بخداوندی ذاتے کہ رحیم است وکریم است وعلیم است وحلیم است وحکیم است وسمیع است وسلیم است وقدیم است وشریف است ولطیف است وخبیر است وبصیر است ونصیر است وکبیر است ورؤف است وغفور است وشکور است وودود است مرا خلق نمود است وبود خالق آفاق قسم میخورم اکنون کہ مرا ہیچ زہجر تو سروکار نبود است وسلے از طاقت گشت شروع ایں ہمہ اقوال مزخرف - شنو اے مردک نادان - (انشا - از آب حیات) |
| | (۳) مُسجّع - وہ نثر جس کے دو فقروں کے تمام الفاظ ایک دوسرے کے ہموزن اور حروف آخر میں بھی موافق ہوں [1] | پونڈا پھیکا اتنا بُرا کہ جس کی بُرائی بیان سے باہر ہے - پونڈا میٹھا ایسا بھلا کہ اُسکی بھلائی گمان سے بڑھ کر ہے - (از دریائے لطافت) |

[1] غالب نثر مسجع کے قائل نہ تھے، فرماتے ہیں "بندہ کی تحقیقات یہی ہے کہ نثر تین قسم پر ہے، مقفیٰ - قافیہ ہے اور وزن نہیں، موزوں وزن ہے (دیکھو صفحہ آئندہ)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| نثر | (۴) مقفّی ۔ وہ نثر جس میں وزن نہ ہو مگر آخری الفاظ میں قافیہ ہو۔ | تفقدنامہ نامی میں صورت عز و شرف نظر آئی ۔ اللہ اللہ تم نے میری نظر میں میری آبرو بڑھائی ۔ حضرت کی قدردانی کی کیا بات ہے۔ آپ کا التفات موجب مباہات ہے۔ یہ بات بطریق طے لسان زبان پر آئی ہے ۔ ورنہ قدردانی کیسی یہ قدرافزائی ہے۔ نظیری علیہ الرحمہ کا شعر ایک کاغذ پر لکھ کر میرے گلے میں ڈال دیجئے ۔ اور زمرۂ شعرا میں سے مجھ کو نکال دیجئے ۔ دعوٰے اور چیز ہے اور کمال اور ہے ۔ علم عربی اور شے ہے اور فارسی کی حقیقت حال اور ہے ۔ (مرزا غالب کا خط بنام حضرت صاحب عالم) |
| | معنوی اقسام نثر | |
| | (۱) دقیق رنگین ۔ ایسی عبارت جو لفظ اور معنی دونوں کے اعتبار سے مشکل ہو اور اس میں صنائع لفظی و معنوی سے بھی کام لیا گیا ہو۔ | ادب اور تواضع ایک جامہ ہے اُس کے قامت احوال پر راست ۔ اور خلق و مروت ایک ذخیرہ ہے اُس کے گنجینۂ طبع میں بے کم و کاست ۔ ضمیر صافی اور فروغ مشرق اور آفتاب ۔ شوخی فکر اور طبع لمعۂ برق اور سحاب ۔ |
| | (۲) دقیق سادہ ۔ ایسی عبارت جو الفاظ اور معنی دونوں اعتبار سے مشکل ہو مگر اس میں رعایت مناسبات اور صنائع و بدائع نہ ہوں ۔ | ہر زبان جو مافی الضمیر کی ترجمان ہے اپنی خصوصیات میں ضرور امتیاز رکھتی ہے اگرچہ وہی مفردات وہی مرکبات وہی کنائے وہی تمثیلیں وہی مقام استعمال وہی تمثیلیں وہی متعدد ہر جگہ لغات میں مستعمل ہیں لیکن خصوصیات لسانی کا بتانا نہایت مشکل اور نکتۂ لاینحل ہے ۔ |

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ) اور قافیہ نہیں ۔ عاری ۔ [illegible] قافیہ ۔ [illegible] مقفّی ہے کہ دونوں [illegible] میں الفاظ [illegible] اور مناسب ہو مگر [illegible] ۔ نظم میں یہ صنعت آ جائے تو اس [illegible] اور نثر [illegible] کہتے ہیں ۔ اس قاعدہ کو [illegible] بدل سکتا ہے [illegible] ۔ (مرزا غالب کا خط بنام [illegible])

اوپر کی مثال سجع اور مقفّی کا فرق معلوم ہو جاتا ہے یعنی ان دو فقروں کو دیکھئے جن کے صرف آخری لفظ ہم قافیہ ہوں مثلاً [illegible]

[illegible] جیسا کہ اوپر کی مثال سے معلوم ہوتا ہے [illegible]

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| نثر | (۳) سلیس رنگین۔ ایسی عبارت جو لفظ و معنی دونوں اعتبار سے سہل ہو مگر اُس میں کچھ مناسبات لفظی اور صنائع بدائع استعمال کئے گئے ہوں | (۱) بندہ حرارتِ قلب کے عارضہ سے تو حیران اور مستشدر رہتا ہی تھا اب ضعفِ دماغ کی بیماری نے اور بھی عاجز اور زچ کر دیا ہے۔ ہر دم یہی سوچ اور منصوبہ آتا تھا کہ کدھر جاؤں اور کون ایسی چال چلوں کہ یہ عارضہ بڑھنے نہ پائے۔ بارے ان دنوں حکیم شاہ رخ مرزا صاحب اس شہر میں وارد ہوئے اُن کی تعریف بہت سنی تھی کہ اُنکے نزدیک بادشاہ اور وزیر اور فقیر مسکین اور امیر فیل نشین برابر ہیں مریضوں کی خبرگیری کے واسطے بارہ دری میں شطرنجی بچھائے بیٹھے رہتے ہیں<br>(رقعہ غلام امام شہید دلتلازم شطرنج) شطرنج کے مناسبات کے اوپر کیسی کھینچدی ہے۔<br>(۲) پھر بہار موسم جوانی ہے۔ درخت جوانان چمن ہیں کہ عروسان گلشن سے گلے مل مل کر خوش ہوتے ہیں شاخیں انگڑائیاں لیتی ہیں تاک کا سر مست پڑا اینٹھتا ہے اطفال نباتات دایۂ بہار کی گود میں پرورش پاتے ہیں خضر سبزہ کی حرکت سے نسیم سحری مردہ ہزار سالہ میں دم عیسیٰ کا کام دیتی ہے مگر بلبل زار عشق شاہد گل میں اُداس ہے آب رواں عمر گذران ہے اسکی موج کی تلوار سے دل کٹے جاتے ہیں سرو کے عکس کا اژدہا نگلے جاتا ہے شبنم کے آنسو جاری ہیں بلبل کبھی خوش ہے کہ گل اس کا پیارا پاس بیٹھا ہے کبھی افسردہ ہے کہ آخر خزاں کا خونریز ان سب کو قتل کرے گا یا اس کے دشمن یعنی گلچین و صیاد انہیں پامال نکالیں گے سرو یا شمشاد کے عشق میں قمری کا گیروا لباس ہوا ہے اُسکے نالہ کی آواز دل کو چھیڑتا ہے کبھی عاشق زار بھی دہائی دیتا ہے۔ وہ بیچارہ اپنے معشوق کے ہجر میں [illegible] روتا ہے اور [illegible]<br>(آبحیات) |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| نثر | (۴) سلیس سادہ۔ ایسی عبارت جو لفظ و معنی دونوں اعتبار سے سہل ہو اور اس میں کوئی رعایت لفظی بھی نہ ہو۔ | پیر و مرشد! آپ کو میرے حال کی بھی خبر ہے۔ ضعف نہایت کو پہنچ گیا۔ بینائی میں فتور پڑا۔ حواس مختل ہو گئے۔ جہاں تک ہو سکا احباب کی خدمت بجا لایا۔ اوراق اشعار لیٹے لیٹے دیکھتا تھا اور اصلاح دیتا تھا۔ اب نہ آنکھ سے اچھی طرح سوجھے نہ ہاتھ سے اچھی طرح لکھا جائے۔ کہتے ہیں کہ شاہ شرف بو علی قلندر کو بسبب کبر سن کے خدا تعالیٰ نے فرض اور پیغمبر نے سنت معاف کر دی تھی۔ میں متوقع ہوں کہ میرے دوست خدمت اصلاح اشعار مجھ پر معاف کریں۔ خطوط شوقیہ کا جواب جس صورت سے ہو سکے گا، لکھ دیا کروں گا۔ (از اردوئے معلیٰ) |
| ندبہ | (لغوی معنی شیون اور ماتم) اصطلاح میں ندبہ سے وہ الفاظ مراد ہیں جو مصرع کے آخر میں آتے ہیں اور بین کے طور پہ پڑھے جاتے ہیں۔ اور ماتم کیا جاتا ہے | حضرت خیر نسا کا جایا۔ حسین حسین حسین حسین<br>پانی نہ اُسنے دشت میں پایا۔ حسین حسین حسین حسین<br>تیر لگے تلواریں پڑی ہیں برچھیاں غم کی دل میں گڑی ہیں<br>بھال سر دیں نیزہ لگایا حسین حسین حسین حسین<br>(واجد علی شاہ اختر) |
| نظم<br>نظم غیر مقفیٰ<br>(بلینک ورس) | (دیکھو شعر)<br>ایسی نظم جس میں وزن ہو مگر قافیہ نہ ہو<br>(دیکھو نثر مرجز) | ارے چھوٹے چھوٹے تارو — کہ چمک دمک رہے ہو<br>تمھیں دیکھ کر نہ ہووے — مجھے کس طرح تحیر<br>کہ تم اونچے آسمان پر — جو ہے کل جہان سے اعلیٰ<br>ہوئے روشن اس روش سے — کہ کسی نے جڑ دیے ہیں<br>گہر اور لعل گویا<br>(مولوی اسمٰعیل میرٹھی) |
| نعت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اشعار۔ | نبی کون یعنی رسول کریم — نبوت کے دریا کا دُرِ یتیم<br>ہوا آگہ کہ ظاہر ہر اک کا لقب — یہ علم لدنی کھلا اُن پہ سب |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| نعت ۔ | | بغیر از لکھے اور سکئے بے رقم چلے حکم پر اُس کے لوح و قلم<br>ہوا علم دین اُس کا جو آشکار گذشتہ ہوئے حکم تقویم پار<br>اُٹھا کفر اسلام ظاہر کیا بتوں کو خدائی سے باہر کیا<br>کیا حق نے نبیوں کا سردار اُسے بنایا نبوت کا حقدار اُسے<br>نبوت جو کی حق نے اُس پر تمام کہا اشرف الناس خیر الانامؐ<br>بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اُسے خدا نے کیا اپنا محبوب اُسے<br>(مثنوی میر حسن)<br>(۲) ثنا جان پاک محمدؐ کے تئیں درود و تحیات احمدؐ کے تئیں<br>رسول خدا و سر انبیا نبیٔ حشمت و جاہ صل علیٰ<br>دیا مجلس کبریا کا ہے وہ شرف دو دمان قضا کا ہے وہ<br>سپاس صحیفے میں سا ہیں ظہور خدا پر اس کی عبارت ہی نور خدا<br>جہاں وہ ہو واں جبرئیل ہیں اُٹھے حشر تک تو پہونچا نہیں<br>کہوں اُسکی جرأت کا میں کیا بیاں کہ تھا قاب قوسین ادنیٰ مکاں<br>بصورت اگر عبد و مشہود ہے حقیقت کو پہونچو تو معبود ہے<br>نہیں پاشکستوں کا اب دستگیر محمدؐ بن اور آل بن اُسکے میر |
| نوحہ | ایسا سلام جو بصورت مستزاد ہو یا نہ ہو مگر جسمیں بین کے اشعار زیادہ ہوں جو ہمیشہ الحان کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور بعد کو ماتم کیا جاتا ہے [۱] | (۱)<br>افلاک سے جبریل نے رو رو کے پکارا ۔ فریاد خدایا<br>سجدے میں نمازی کو ستمگار نے مارا ۔ فریاد خدایا<br>بہتا ہے مصلّے پہ لہو غش ہے وہ غازی ۔ روتے ہیں نمازی<br>سر حیدر صفدرؓ کا ہے آج دو پارا ۔ فریاد خدایا |

[۱] چونکہ نوحے زیادہ تر خوش الحانی سے پڑھنے کی غرض سے لکھے جاتے ہیں لہٰذا ان کے الفاظ ملائم و شیریں اور مضامین نہایت دردناک ہوتے ہیں آجکل لکھنؤ میں ایک نئی چیز ایجاد ہوئی ہے جسکو "ماتم" کہتے ہیں یعنی "سلام" کی قسم کی نظموں کو اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ ارکان بحور پر ماتم کرتے جاتے ہیں یہ نظمیں ماتم کہلاتی ہیں مثلاً سہ شاہ مقتل جا رہے ہیں سر کٹانے کے لئے ؛ اُمت جد کو چلے ہیں بخشوانے کے لئے ۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| نوحہ ۔ | | اے اہل مدینہ تمہیں کچھ اس کی خبر ہے ۔ سو ٹکڑے جگر ہے<br>زخمی ہوا سجدے میں امام آج تمہارا ۔ فریاد خدایا<br>نوحہ ہے ترے بزم میں برپا ہوا کہرام    مونس ز ظلم تمام<br>اب آ گئے بیاں کرنے کا دل کو نہیں یارا ۔ فریاد خدایا<br>(نوحہ بزم مونس بر شہادت جناب امیرؑ)<br>(۲) میدان کربلا میں قیامت بپا ہے آج<br>تاراج باغ فاطمہ زہراؑ ہوا ہے آج<br>کہتی تھیں بانو بیاہ کروں گی مدینہ میں<br>اٹھارہواں برس تجھے اکبر ہوا ہے آج<br>ماں کہتی تھیں کہ لاش پہ سہرا نہ باندھ دو<br>بچہ ہمارا بن بیاہا دولہا بنا ہے آج<br>عباس و قاسم و علی اکبر ہوئے شہید<br>دولت کدہ حسینؑ کا ماتم سرا ہے آج |
| واسوخت | ایسی نظم جس میں عاشق اپنے معشوق سے<br>بے پروائی اور بیزاری کا اظہار کرتا ہو<br>اور اُس کو چھیڑ کر جلی کٹی باتیں اس سے<br>کرتا ہے کہ ہمارے عشق سے پیشتر تمہارا<br>حسن کچھ بھی نہ تھا، تم کو کوئی پوچھتا تک<br>نہ تھا، ہمارے ہی عشق نے تمہارے<br>حسن و لطف کو دوبالا بنا رکھا ہے<br>خیر اب اگر تم ہم سے بے پرواہ ہو گئے<br>اور اگر تم الگ ہی رہتے ہو تو دیکھا جائیگا<br>تو ہم کوئی دوسرا تم سے بہتر اور حسین تر [illegible] | یاد ایام کہ خوبی سے خبر تجھ کو نہ تھی    سرمہ و آئینہ و افشاں کی خبر تجھ کو نہ تھی<br>فکر آراستگی شام و سحر تجھ کو نہ تھی    زلف آشفتہ کی شب و روز و دوپہر تجھ کو نہ تھی<br>شانہ تھا نابلد کوچۂ گیسو تیرا<br>آئینہ کا منہ کو تھا حیرتی رو تیرا<br>آشنا حسن سے اپنے تجھے زنہار نہ تھی    اپنی ہستی سے تری آنکھ خبردار نہ تھی<br>پاؤں پیدا دل خونریز [illegible] رفتار نہ تھی    ہر دم ابرو کی میں تیغ سے تلوار نہ تھی<br>خون عشاق کا منہ کو [illegible] دست نہ تھے<br>دل زدے کب تری دیوار کے روزنے تھے<br>بند جامہ کا جو دل ہوتا ہمارا رہتا تھا    بے تکلف [illegible] گھر سے تو آ جاتا تھا<br>ٹھوکروں میں تری [illegible] نکالا جاتا تھا    کب جدا ہوتے تو [illegible] تھا |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| واسوخت۔ | دلربا ڈھونڈھ نکالیں گے اور اُسکی صحبتوں سے تم کو جلایا کریں گے۔ [1] | اسقدر قدر نہ تھی اپنی تری آنکھوں میں<br>لعب بازی میں کبھی جیتا تھا اب تری آنکھ نہیں<br>کس قدر اتنا تھا پراگندگی مو کا خیال — دو دو دن چہرہ پہ بکھرے ہوئے رہتے تھے بال<br>لعل جاں بخش نہ ہنستے تھے کبھو اتنے لال — خوبی خندہ نہ لوگوں کی جیون کی تھی بلا<br>پان سے شوق نہ تھا کیسا مسی کا مذکور<br>غصہ ہو جاتے تھے سن ایسے کسی کا مذکور<br>شانہ اب ہاتھ میں ہے زلف بنا کرتی ہے — مسی دانتوں میں کئی بار لگا کرتی ہے<br>پاس سرمہ کے سلائی بھی ہوا کرتی ہے — آنکھ رعنائی پہ اپنی ہی پڑا کرتی ہے<br>جان آنکھوں میں کسی کی ہو نظر تم کو نہیں<br>غش کرے کوئی مستعد بہ نظر تم کو نہیں<br>یا تو ہم ہی تھے کہ اب ہم سے نہیں کچھ یاری — مفت برباد گئی عزت و حرمت ساری<br>بار خاطر ہے اب ہم کو بھی ہے بیزاری — یعنی اس شہر سے اٹھ جانے کی ہے تیاری<br>رتبۂ غیر نہیں آنکھوں سے دیکھا جاتا<br>طاقت اب یہ دل بیتاب نہیں تک لاتا<br>کوئی نادیدہ محبوب سا دل لگا لیں گے ہم — سادہ یا مرکب بادہ لگا لیں گے ہم<br>بوس آغوش کا آمادہ لگا لیں گے ہم — بند خود رائی سے آزادہ لگا لیں گے ہم<br>اُس کو آغوش تمنا میں اب اپنی لیں گے<br>اُس سے داد دل ناکام سب اپنی لیں گے<br>اُسکی کھینچیں گے علی الرغم ترے رسوائی — اُس کو سکھلائیں گے دلداری و رعنائی<br>مجلسوں میں سے لا دیں گے بصد تنہائی — صحبت اے دشمن جاں تو نے اگر ہم نہ آئی |

[1] مولانا آزاد کی تحقیق یہ ہے کہ اہل تحقیق نے بابا فغانی یا وحشی یزدی کو فارسی میں اور میر تقی میر کو اردو میں واسوخت کا موجد تسلیم کیا ہے۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| واسوخت۔ | | تو نے مجھے دیکھیو کس طور کڑھاتے ہیں ہم<br>چھیڑ دیں کیا کہتے ہیں کس ڈھب سے ستاتے ہیں ہم<br>چہرہ کو اپنے کر آراستہ دکھلاؤ کریں — آرسی اس کو دکھا حسن سے آگاہ کریں<br>راہ خوبی کی بتا کر اسے گمراہ کریں — تو بھی ضد سے تری ایسا ہی شتاہ کریں<br>کہ تجھے شرم ہو نہ یہ خوبی و رعنائی کی<br>دھجیاں لے ترے اس جامۂ زیبائی کی<br>زندگانی ہو تجھے ہاتھ سے اس کے دشوار — کوئی دن تو بھی پھرے جان سے اپنی بیزار<br>ہو نہیں ہر آن مرا اس سے تجھے سو سو آزار — طنز و تعریض و کنایہ کی رہے اک بوچھار<br>جا کے تک سامنے اس کے تو بہت تر آوے<br>عزت شرم میں ڈوبا ہوا اب گھر آوے<br>تیرا اعراض بھی لوگوں نے کیا ہے آگے — دل کے واسوخت تو ہو بھی بہت آئے آگے<br>خلق عالم نے کنارہ بھی کیا ہے آگے — عزت و وقر بھی برباد کیا ہے آگے<br>پر کسو دل نے نہیں اس ڈھب سے زباں درازی کی<br>یہ بھی ظالم ہے کوئی طرز سخن سازی کی |
| ہجو | ایسی نظم جس میں کسی کے عیوب، خواہ واقعی یا فرضی، مبالغہ کے ساتھ مذاق آمیز الفاظ میں بیان کئے جائیں۔ | ہجو مرد اکول<br>ایک پر خور آشنا ہے میرا — سینہ سوراخ اس کے ہو کے گیر<br>صدمے دیکھے ہیں شکم اس کا — نفس اژدہا ہے دم اس کا<br>آفت شیطان کی ہوا اس کی آنت — دانت اس کا ہے ہاتھی کا سا دانت<br>تشنۂ آبرو وہ جو آوے نہار — منہ ہے گویا کہ زخم دامن دار<br>گال [illegible] سیاہ — کان منہ پیچھے جیسے [illegible]<br>توند کالی جو کھول [illegible] — آنی ہے تنور اس کا پیٹ<br>ناشتے میں [illegible] جو کبھی — چاٹ جاتا ہے پیچوں تک بھی |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | کھاتا ہنگے پر آوے ہے ایسے چیل ٹوٹے ہے گوشت پہ جیسے<br>وقت کھانے کے ہاتھ ہو اسکا قابِ پرنان پنجہ کش گویا<br>کیا وہ دو پیاز کھا کے جو تازہ اک نوالا ہے ملا دو پیازہ<br>کھانے پر جب تئیں جی چلاتا ہے لاٹھی پاٹھی بھی کھائے جاتا ہے<br>(میر) |
| ہزل | بیہودہ مذاقیہ اشعار۔ | |
| ہفت بند | ائمہؑ کی شان میں ایسے سات بندوں کی نظم جس کے ہر ہر بند کے اشعار کی تعداد مساوی ہوتی ہے۔ | السلام اے رازدارِ داورِ جاں آفریں السلام اے لامکاں کے حاکم مسند نشیں<br>ذات تیری جوں خدا کی ذات ہے لا اصفا بے شریک بے عدیل بے نظیر و بے قریں<br>یہ شرافت یہ سیادت یہ تقدس یہ کمال یہ تنزہ یہ تعلی یہ تفوق ہے کہیں<br>تو ولی ہے تو وصی ہے تو علی ہے تو ولی جس سے بالاتر تصور کیجیے تو کچھ نہیں<br>کیا تعقل کیا تحمل کیا تبختر کیا وقار طفل مکتب درس گہ کا تیرے عقل اولیں<br>سید برحق شریف النفس فخر روزگار باعث عز سپہر و موجب فخر زمیں<br>پیشوائے پیشوایاں سجدہ گاہِ مومناں زینت بطحا و یثرب رونق اسلام و دیں<br>مظہر صدہا عجائب مصدر الطاف و کرم زیب منبر جانشین رحمۃ للعالمیں<br>مقصد دل آشنایاں مدعائے عاشقاں آرزوئے اہل عرفاں مطلب اہل یقیں<br>وارث دیں داور عادل شفیع روز حشر حافظ عرش بریں حامی شرع متیں<br>مالک ملک ولایت حاکم عالم پسند بادشاہ صاحب استقلال امیر المومنین<br>عہد تیرا عدل ہے ملک تیرا ہے سرور<br>مجرم دانا دگیں ہوں ملتفت ہو ضرور<br>(اسی طرح سے کل چھ اور بند ہیں اور سب میں بارہ بارہ اشعار ہیں) |

# صنائع بدائع کے بیان میں

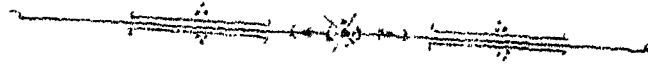

## صنائع لفظی

# صنائع لفظی

| اصطلاح | تعریف | مثال | |
|---|---|---|---|
| اشتقاق و شبہ اشتقاق | کلام میں ایسے چند الفاظ لانا جو ایک ہی اصل یعنی ایک ہی اسم یا فعل سے مشتق ہوں اور اصل لفظ کے حروف کی ترتیب بھی اُن سب میں قائم رہے اگر وہ الفاظ ظاہر میں ایک ہی اصل سے مشتق معلوم ہوتے ہوں مگر دراصل ایسا نہ ہو اور اُن کے معنی مختلف ہوں تو اسکو شبہ اشتقاق کہتے ہیں۔ جیسے کعبہ اور کعبتین۔ | تو میرے حال سے غافل ہو پر اے غفلت کیش<br>اُسے میں چھپ کے دیکھوں ہوں یا دہ غیر کو دیکھے<br>اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں<br><br>جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے<br>کبھی زینب کا ہو غم گاہ سکینہ کا خیال<br>رشتہ کو راستی کے نہ زنہار چھوڑنا | ترے انداز تغافل نہیں غفلت لیے<br>بھلا یوں دیکھنا دیکھو تو دیکھا جائے ہے کس سے (ذوق)<br>حیران ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں (غالب)<br><br>وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے (درد)<br>دن جو ڈھلتا ہے تو حسرت سے جاتی ہیں نکل (دبیر)<br>ہوتا ہے راستی ہی سے انسان رستگار (مولوی اسمٰعیل) |
| افراد | (لغوی معنی تنہا یا علیحدہ کرنا) لفظ کے حروف علیحدہ علیحدہ کرکے بولنا یا لکھنا جیسے کوئی پوچھے کہ کہاں جاتے ہو اور جواب دیا جائے چ و ک (یعنی چوک) | مدرسہ میرا اہل صنا اس نحو سے کہتی ہے کل<br>رہیگا چار سو ستر برس انشا زمانے میں | ن و ل وقت تو یہ ترکیب مشق ب ب کی (یعنی نول) (انشا)<br>کہا سپر سے یہ ہاتھ نے ع ش ق کا جوڑا (یعنی عشق) |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| ایداع | (لغوی معنی ودیعت رکھنا) اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کا نام کلام میں اس طرح لیا جائے کہ اس سے کچھ معنی بھی پیدا ہوں[1] | نام کو اللہ اکبر کیا ہے توقیر ہے / داخل ہر رانگ ہی شامل بہر تکبیر ہے<br>(... در مدح ... ثانی)<br>چشم و چراغ ہند ہی اک وزیر ہو / یعنی جناب عالی مستحسن الشیم<br>کیسا وزیر جس کو سعادت علی نے دی / ہاں تک اشیح منصور و محتشم<br>(انشا در مدح نواب سعادت علی خان) |
| بدیع<br>براعۃ الاستہلال | (علم جس سے کلام کی لفظی اور معنوی خوبیاں دریافت ہو سکیں)<br>(براعت کے لغوی معنی فضیلت اور کمال ہونا اور استہلال بچہ کے رونے کی آواز بوقت ولادت) اصطلاح میں اس صنعت سے مراد ہے کہ کتاب کے شروع میں یا کسی قصہ یا قصیدہ کے ابتدائی اشعار میں ایسے الفاظ لائے جائیں جن سے اصل مطلب پوری طرح ظاہر ہو جائے۔ | (۱) ابوظفر بہادر شاہ مرزا غالب سے کسی بات پر ناراض ہو گئے تھے مرزا نے ایک قصیدہ تیار کیا جس کی ردیف "لفظ گرہ" عذر کہی تا کہ اس سے بادشاہ کی ناراضی کا اظہار ہو جائے اس کے مطلع میں بطور براعۃ الاستہلال کے کہتے ہیں۔<br>ردیف شعر از ان کردم اختیار گرہ / کہ از من ست برابروئے شہر یار گرہ<br>(۲) انشا نے جو قصیدہ بادشاہ انگلستان کنگ جارج سوم کی تعریف میں لکھا ہے اس کا مطلع ہے سہ<br>بچھاں نور کی تیار کرا ے بیٹے حسن / کہ ہوا کھانے کو نکلیں گے جوانانِ چمن<br>چونکہ انگریزوں کے بادشاہ کی تعریف میں یہ قصیدہ ہے لہذا قصیدہ کے شروع ہی میں انگریزوں کی ہوا کھانے کی عادت کا ذکر بطور براعۃ الاستہلال کے کر دیا<br>(۳) ہر گشت طلسم اخلاص / ہے بحر سخن میں خانہ غواص نسیم<br>(مثنوی گلزار نسیم)<br>یہ اس مقام کا شعر ہے جہاں شاہزادہ تاج الملوک صحرائے طلسم میں جانے والا اور طلسم کی چیزیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ |
| تجنیس<br>(یا جناس) | تجنیس (عربی میں جناس بین اللفظین) سے یہ مطلب ہے کہ دو لفظ صورت میں مشابہ مگر معنی میں مختلف ہوں اس کی حسب ذیل قسمیں ہیں:- | |

[1] اس میں اور تجنیع میں یہ فرق ہے کہ تجنیع عموماً ایک مصرع کا ہوتا ہے جیسے ع ہردم نام محمد کا لے (محمد کا لے نام ہیں) یا ع گل بوستان محمد حسین (محمد حسین کے نام کا تجنیع ہے) اور صنعت ایداع سے مسلسل نظم میں کام لیا جاتا ہے۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| تجنیس۔ (یا جناس) | (۱) تجنیس تام۔ جب دو لفظیں ہر صورت سے (یعنی باعتبار تعداد و ترتیب و اعراب حروف کے) ایک دوسرے کی مشابہ ہوں[۵] اس کو تجنیس تام کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں۔ | |
| | (الف) تجنیس تام مماثل۔ اگر الفاظ متجانس ایک ہی جنس سے ہوں (یعنی دونوں اسم ہوں یا دونوں فعل یا دونوں حرف) اسکو تجنیس تام مماثل کہتے ہیں۔ جیسے آن (ادا) اور آن (وقت کا قلیل حصہ) شانہ (کندھا) اور شانہ (کنگھی) | آدمی کہتے ہیں جس کو ایک پتلا کل کا ہے پھر کہاں کل اسکو گر کل اسکو ذرا گڑبڑی ہوئی (ظفر)<br>(پہلا کل بمعنی پرزوں کا مجموعہ، دوسرا کل بمعنی آرام و اطمینان۔ دونوں اسم ہیں)<br>یوسف سے عزیز کو کئی سال زندان عزیز میں پھنسایا (مومن)<br>پہلا عزیز بمعنی معزز۔ دوسرا عزیز بمعنی بادشاہ مصر دونوں اسم ہیں۔ |
| | (ب) تجنیس تام مستوفی۔ اگر الفاظ متجانس مختلف جنسوں کے ہوں۔ (یعنی ایک اسم دوسرا فعل یا ایک اسم دوسرا حرف وغیرہ) اس کو تجنیس تام مستوفی کہتے ہیں۔ جیسے ہار (اسم) ہار (ہارنے کا امر) اور پر (حرف) پر (اسم) | خیبر میں کیا گزر گئی روح الامین پر کاٹے ہیں کس کی تیغ دو پیکر نے تین پر (انیس)<br>(پہلا پر حرف دوسرا اسم ہے)<br>بھیجی ہے جو مجھ کو شاہ جمجاہ نے دال ہے لطف و عنایات شہنشاہ پہ دال (غالب)<br>پہلی دال اسم جامد اردو اور دوسری اسم فاعل عربی بمعنی دلالت کنندہ |
| | (۲) تجنیس مرکب۔ جب الفاظ متجانس میں ایک مفرد اور دوسرا مرکب ہو اس کو | |

[۵] اگر ... کی تعداد یا ترتیب یا اعراب میں فرق ہوگا تو تجنیس تام نہ رہے گی۔ جیسے رقم و راقم۔ نبات و بنات۔ ریش (ڈاڑھی) اور ریش (زخمی) میں تجنیس تام نہیں ہے۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| تجنیس | تجنیس مرکب کہتے ہیں اس کی بھی دو قسمیں ہیں | |
| | (الف) تجنیس مرکب متشابہ۔ اگر الفاظ متجانس میں لفظ مرکب اور لفظ مفرد دونوں ایک ہی صورت سے لکھے جائیں اس کو تجنیس مرکب متشابہ کہتے ہیں جیسے پاسئے زیب (اسم مفرد) اور پائے زیب (مرکب اسم و فعل سے) | نقط موتیوں کی پڑی پائے زیب کہ جس کے قدم سے گہر پائے زیب (میرحسن)<br>خالی نہ گیا وار کوئی تیغ دو سر کا ہاتھ اُڑ گئے گر پانوں بچا سر کوئی سر کا (انیس) |
| | (ب) تجنیس مرکب مفروق۔ اگر الفاظ متجانس میں لفظ مرکب الگ الگ کر کے لکھا جائے (یعنی دونوں لفظوں کی کتابت میں فرق ہو) اُس کو تجنیس مرکب مفروق کہتے ہیں۔ جیسے جی نے (مرکب) اور جینے (مفرد) سُرخاب (مفرد) اور سُرخ آب (مرکب) | کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات یقیں ہے صبح تک دیگی نہ جینے (ذوق)<br>نہ شغل نہ ملی نہ سُرخابے تمام اُن کے لہو سے سُرخ آبے (میر) |
| | (ج) تجنیس مزور۔ اگر الفاظ متجانس [illegible] | غل تھا کہ اب مصالحت جسم و جاں نہیں لو تیغ برق دم کا قدم درمیاں نہیں (دبیر)<br>(دوسرے مصرع میں [illegible] مگر قدم کا متجانس ہوا)<br>[illegible] سونا معلوم<br>[illegible] سونا معلوم (شاہ حاتم)<br>(پہلا سونا فعل، جاگنے کا نقیض۔ دوسرا سونا [illegible]۔ تیسرا سونا مرکب [illegible] اور [illegible] نفی سے [illegible] رباعی کے پہلے دو مصرعوں میں تجنیس تام مستوفی [illegible] پہلے اور چوتھے یا دوسرے اور چوتھے |

| اصطلاح | تعریف | مثال | |
|---|---|---|---|
| تجنیس۔ | | مصرع میں تجنیس مرفو ہے۔<br>اے عتابت بہ عنایت ہمشکل<br>(غالب) | |
| | (۴) تجنیس خطی۔ اگر الفاظ متجانس کی ظاہری صورت ایک ہو مگر نقطوں سے حرف بدل جاتے ہوں اس کو تجنیس خطی کہتے ہیں جیسے زر (سونا) رز (انگور) مشکیں مسکین وغیرہ۔ | منہ غرق عرق دیکھ کے خورشید ہوا تر<br>(غرق و عرق میں تجنیس خطی ہے)<br>تلافی ہو گئی عسرت کی عشرت لائے ہے قسمت<br>(عسرت اور عشرت میں تجنیس خطی ہے)<br>شمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگیں<br>(عنبر اور عبیر میں تجنیس خطی ہے) | ابرو سے ٹپکتا ہے پڑا تیغ کا جوہر (دبیر)<br><br>مبدل ہو گئی آسانیوں سے میری دشواری (داغ)<br><br>کہ قرص عنبر اگر ہو زمیں تو گرد عبیر (ذوق) |
| | (۵) تجنیس محرف۔ جب الفاظ متجانس بہمہ وجوہ یکساں ہوں اور فرق صرف حرکات میں ہو اس کو تجنیس محرف کہتے ہیں۔ جیسے شیر و شِیر۔ مُشکیں و مِشکیں۔ سَن و سُن وغیرہ | صدموں میں علاج دل مجروح یہی ہے<br>مشکیں تری زلفوں سے مشکیں کسوا دو<br>گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے<br>جب تک نہ آب پاک وہاں نبی پیا | ریحان ہے یہی روح یہی روح یہی ہے (انیس)<br>کالے ناگوں سے مجھ کو ڈسوا دو (نسیم لکھنوی)<br>وگرنہ یاد تھیں ہم کو شکایتیں کیا کیا (احسان)<br>اس شیر کے نہ دل میں خیال آیا شیر کا (ناسخ) |
| | (۶) تجنیس ناقص و زاید (یا مطرف) جب الفاظ متجانس میں صرف ایک حرف کی کمی بیشی ہو۔ خواہ وہ حرف لفظ کے شروع میں آئے یا وسط میں یا آخر میں اس کو تجنیس زائد کہتے ہیں جیسے بات و نبات۔ بال و وبال۔ شر و شور۔ زر و زرد۔ پیمان و پیمانہ نام و نامہ وغیرہ۔ اسی کو تجنیس مطرف بھی کہتے ہیں۔ | یوں نہ باتیں چبا چبا کے کرو<br>کھول کر بال سادہ رو لڑکے<br>ٹپکا کے زخم ہجر پہ لے ترک کیا کریں<br>سلطنت پر نہیں ہے کچھ موقوف<br>میکدے تک محتسب کو کشکشو آنے تو دو | مہر اس بات میں نبات نہیں (ناسخ)<br>خلق کا کیوں وبال لیتے ہیں (میر)<br>خالی ہیں تیل سے ترے چہرے کے تل تمام (آتش)<br>جس کے ہاتھ آئے جام وہ جم ہے (درد)<br>دیکھ کر پیمانے کو پیمان شکن ہو جائے گا (ناسخ) |

| اصطلاح | تعریف | مثال | |
|---|---|---|---|
| تجنیس۔ | (۷) تجنیس ذیل۔ جب الفاظ متجانس میں سے ایک لفظ کے آخر میں بجائے ایک کے دو حرف کی زیادتی ہو اسکو تجنیس ذیل کہتے ہیں جیسے قل و قلقل نیم و نیچہ وغیرہ۔ | محفل میں شور قلقل مینائے مل ہوا<br>بانگ سے اس کے انگلی ہی بھیک | لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قل ہوا (ذوق)<br>مہ کا کاسہ لئے شب تاریک (ذوق) |
| | (۸) تجنیس مضارع۔ جب الفاظ متجانس کے بعض حروف مختلف ہوں مگر شرط یہ ہو کہ وہ مختلف حروف قریب المخرج ہوں اس کو تجنیس مضارع کہتے ہیں جیسے بتلا و پتلا۔ پرسوں و برسوں ہمزہ و حمزہ وغیرہ سلہ | اب مطلب ہمزہ ہمیں ذاکر یہ سنائے<br>ہو گئے پرسوں کے برسوں تم آئے گیا | حمزہ کی سپر پشت پہ مولا تھے لگائے (دبیر)<br>آپنے اچھا کیا وعدہ وفا پچھے تو ہو (ظفر) |
| | (۹) تجنیس لاحق۔ جب الفاظ متجانس کے بعض حروف مختلف اور بعید المخرج ہوں مگر اختلاف ایک حرف سے زیادہ میں نہ ہو اُس کو تجنیس لاحق کہتے ہیں جیسے ناک و تاک۔ تنگی و بنگی۔ ظفر و سفر وغیرہ۔ سلہ | تھا کہ تھا ظفر کا وسیلہ سفر تیرا<br>ذوق ہو اسکو خود آرائی سے خود بینی کا شوق<br>غیر کوثر کسی دریا کا میں سیاح نہیں | نام تکو قلم نے لکھا عرش پر تیرا (انیس)<br>آئینہ زانو پہ ہو زلف معنبر ہاتھ میں<br>بیشۂ شیر خدا بن کہیں سیاح نہیں (ناسخ) |

سلہ تجنیس ذیل اور تجنیس مضارع اور لاحق میں یہ فرق ہے کہ آخری دو قسموں میں (۱) صرف پہلا حرف بدلتا ہے خواہ وہ قریب المخرج ہو یا بعید المخرج اور (۲) الفاظ متجانس میں حالیہ برابر قائم رہتا ہے۔ برخلاف تجنیس ذیل کے کہ اس میں (۱) تبدیل حرف ایک سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے اور (۲) الفاظ متجانس میں زیر و زبر کا بھی ضروری نہیں۔ جیسے نر (مقابل مادہ) اور بُز (بکری) جو ہم قافیہ نہیں۔

بعض لوگ تجنیس لاحق سے یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ اس میں الفاظ ذو معنی دار یعنی دائرہ دار متواتر آئیں جیسے سلہ

جانِ جاناں وجہاں جانِ جہان وجہاں — شرح روحانی وروانی روحِ جانِ جہاں

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| تجنیس - | (۱۰) تجنیس مکرر سے یہ مطلب ہے کہ مذکورہ بالا اقسام تجنیس کے الفاظ متجانس کلام میں مکرر واقع ہوں ۔ | علی کا دبدبہ رعب جرات صولت حسن کا حسن حسین حسین کی شوکت (انیس)<br>اس میں تجنیس محرف کی تکرار ہے<br>کبھی ہست تھی مری تا عدم صرف میں صرف کبھی تھی نحو میں ہر نحو پہ مجھے محویت (ذوق)<br>(اس میں تجنیس تام کی تکرار ہے) |
| تحتانیہ (یا تحت النقاط) | (دیکھو فوقانیہ یا فوق النقاط) | |
| ترافق | ایسے چار مصرع کہ جس کو چاہیں مصرع اول و دوم و سوم و چہارم کر لیں اور مضمون میں کوئی خلل نہ پڑے | مفتون ہوں میں اس شرم و حیا کا دل سے عاشق ہوں میں اس ناز و ادا کا دل سے<br>شیدا ہوں میں اس زلف دوتا کا دل سے کشتہ ہوں میں اس طرز وفا کا دل سے<br>(از دریائے لطافت) |
| ترصیع | جب دونوں مصرعوں کے الفاظ بالترتیب ایک دوسرے کے ہموزن ہوں ۔ | اے شہنشاہ فلک منظر بے مثل و نظیر اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل<br>پاؤں سے تیرے ملے فرق ارادت اورنگ فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اکلیل<br>تیرا انداز سخن شانہ زلف الہام تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل<br>(نیز دیکھو سجع کی مثال) |
| ترصیع مع التجنیس | جب الفاظ ہموزن میں رعایت تجنیس کی بھی ہو اس کو ترصیع مع التجنیس کہتے ہیں ۔ | نہ وہ پہونچا نہ کلائی سے ہے ہاتھا نہ وہ پہونچا نہ کل آئی یہ ہہاشا |
| تزلزل | جب دو لفظوں میں حرف ... کی حرکت کے تغیر سے مدح بدل کر ذم ہو جائے اس کو تزلزل کہتے ہیں | جیسے تابدار (چمکدار) اور تا ــ بدار (سولی تک) |
| تسمیط | (دیکھو مسمط) | |
| تشریع (یا ذو قافیتین) | (دیکھو ذو قافیتین) | |
| تصحیف | اس سے یہ مطلب ہے کہ نقطوں کے تغیر سے کوئی دوسرا لفظ بن جائے مگر اس لفظ ہیں | جیسے عاقل - غافل - آلو بخارا - اُلو بچارا - |

مدح
(سنائی)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | کچھ بُرائی کے معنی نکلیں اور یہی فرق اس میں اور تجنیس خطی میں ہے کہ تجنیس خطی میں بُرائی کے معنی نکلنا ضروری نہیں۔ | |
| تضمن المزدوج | اگر کسی شعر میں علاوہ رعایت قوافی کے کچھ اور الفاظ بھی ہمقافیہ لائے جائیں اس کو تضمن المزدوج کہتے ہیں | اُترے سے ملک فلک سے یوسف زمیں سے نکلے ممکن نہیں کہ تجھ سا کوئی کہیں سے نکلے<br>مراد ملک اور فلک سے ہے |
| تعمیہ وتخرجہ | (دیکھو تاریخ) | |
| تفریع | جب شعر میں جزو صدر کا آخری حرف عجز کے آخری حرف کے موافق ہو اُس کو تفریع کہتے ہیں | ہیہات وہ ساعت بھی عجب تھی کہ قیامت لائی تھی صبا یاسے پیغام محبت<br>صدر یعنی ہیہات کا آخری حرف ت ہے اور یہی عجز یعنی محبت کا بھی آخری حرف ہے۔ |
| تکریر (یا تکرار) | جب کسی شعر میں ایک لفظ کی تکرار کی جائے یعنی وہ لفظ بار بار آئے اس کو تکریر کہتے ہیں<br>کبھی دو یا زیادہ الفاظ کی تکرار کیجاتی ہے<br>کبھی مکرر الفاظ کے بیچ میں کوئی حرف بھی آجاتا ہے | (۱) مے خور بہ شب ماہ کہ اے ماہ ایں ماہ بسیار بتابد و نیابد ما را (عمر خیام)<br>(۲) کہ نرگس کی پلک تیرے تماشے نہ جھپکی تو وہ گل ہے کہ جس گل کا ہر ایک گل ہے تماشائی (سودا)<br>(۳) قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفان طوفان شدت ہے<br>پارہ پارہ دل ہے جس میں تودہ تودہ حسرت ہے (ذوق)<br>تازہ بتازہ۔ نو بہ نو۔ |
| توسیم | (لغوی معنی نشان کرنا) جب قافیہ ایسا رکھا جائے کہ ممدوح کا نام اُس میں آجائے اُس کو توسیم کہتے ہیں۔ | جو کچھ کہا ہے تو نے یہ تجھ کو مبارک میں اور میرے سر پہ سپہر بسنت خاں ہو (سودا)<br>یہ شعر سودا کے اس قصیدہ کا ہے جو نواب بسنت خاں کی تعریف میں ہو اُس کے قافیے نہاں۔ جہاں۔ عیاں وغیرہ اسی لئے رکھے گئے تاکہ ممدوح کا نام قافیہ میں آسکے۔ |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| توشیح | جب کچھ اشعار ایسے کہے جائیں جن کے مصرعوں کے ابتدائی حروف سے کوئی نام یا عبارت پیدا ہو اس کو صنعت توشیح کہتے ہیں۔ (نیز دیکھو موشح) | کر چکا جب تمام میں یہ کتاب ایسی تاریخ کا خیال آیا<br>نام ہو ساتھ ایک صنعت کے تاکہ شائق جہان ہو اس کا<br>اس لئے لکھ کے قطعہ تاریخ رغبت دل سے خوب ذکر کیا<br>یک بیک یہ بصنعت توشیح خوب برجستہ نام ہاتھ آیا<br>کتاب "کان تاریخ" کی تاریخ مصرعوں کے ابتدائی حروف جوڑنے سے نکالی ہو اس طرح<br>ک + ا + ن + ت + ا + ر + ی + خ = کان تاریخ<br>۱۲۸۲ |
| جامع الحروف | ایسا شعر یا فقرہ جس میں تمام حروف تہجی آجائیں | مظہر فیض و عطا منعم ذی جود و سخا صلح کل مشرب ثابت قدم روز وغا<br>اس میں کل حروف عربی آگئے ہیں۔ |
| حذف (یا قطع الحرف) | یعنی نثر یا نظم میں کسی ایک یا زیادہ حروف کے ترک کرنے کا التزام کرنا | صحبتیں جب تھیں تو یہ فن شریف کب کرتے جنکی طبعیں تھیں لطیف (دبیر)<br>اس میں حرف الف نہیں استعمال کیا گیا۔ |
| خیفا | ایسا شعر یا فقرہ جس کے ایک لفظ کے کل حروف مہملہ یعنی غیر منقوطہ اور ایک لفظ کے سب حروف نقطہ دار ہوں | شہ بلند نسب اب مجھے بھی دیوے جبین لامع زینت حصول جشن مرام (انشاء)<br>اس میں دوسرا مصرع صنعت خیفا میں ہے یعنی ایک لفظ نقطہ دار اور اس کے بعد کا لفظ بے نقطہ ہے۔ |
| ذوقافیتین | ایسا شعر جس میں دو یا زیادہ قافیے ہوں | (۱) جب بردر دل حضرت عشق آن پکارے جاتی رہی عقل اور ہوئے اوسان کنارے<br>گر حسن میں ہمسر ہیں تمہارے مہ و خورشید دن رات یہ کیوں ہوتے ہیں قربان تمہارے<br>کل دورۂ مجنوں تھا نیا آج ہے اپنے نوبت کے نیچے برسر دوران نقارے<br>(۲) نور علمش کشندۂ کفر نار تیغش کشندۂ کافر (حکیم سنائی) |
| | تین قافیوں کی مثال | (۱) جب میں نے کہا ادب سے خود کام ہوئے آج تب کہنے لگا چل بے او بدنام پرے کے جا<br>ہی صبح سے عاشق کا تیرے حال بہت تنگ معلوم یہ ہوتا ہے کہ تا شام مرے گا<br>گردیدۂ دل فرش کروں راہ میں جراءت ممکن ہی نہیں جو وہ دل آرام ادھر آ (جراءت)<br>(۱) فیض او در سخا سکینۂ روح فضل او در وفا سفینۂ نوح (حکیم سنائی) |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| ذوقافیتین | ذوقافیتین مع الحاجب۔ جب دو قافیوں کے درمیان کوئی لفظ بطور ردیف کے آئے اس کو ذوقافیتین مع الحاجب کہتے ہیں | (۱) اے شاہ زمیں بر آسماں داری تخت<br>سست است عدو تا تو کمان داری سخت<br>حملہ سبک آری و گراں داری تخت<br>پیری تو بدانش و جوان داری بخت<br>(امیر معزی)<br>(۲) مضمون صنائع قد کا قیامت سے لڑ گیا<br>قامت کے آگے سرو خجالت سے گڑ گیا<br>(انیس)<br>پہلے مصرع میں "قیامت" اور "لڑ گیا" دو قافیے ہیں اور دوسرے مصرع میں "خجالت" اور "گڑ گیا" دو قافیے ہیں۔ ان دونوں کے بیچ میں لفظ "سے" ردیف حاجب ہے<br>(۳) جو نکلے جہاز اُن کا بچکر بھنور سے<br>تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے<br>(حالی)<br>"بچکر" اور "سے" پہلے مصرع میں اور "اندر" اور "کے" دوسرے مصرع میں قافیہ ہیں۔ بیچ میں لفظ بھنور ردیف ہے |
| ذو لسانین | (لغوی معنی دو زبانوں والا) ایسا شعر[۱] یا کلمہ جو دو زبانوں میں پڑھا جائے | مار مینا: اردو۔ یعنی مینا کو مار<br>ما رمینا (عربی۔ ہم نے تیر نہیں پھینکا)<br>ہمارا زندگی برباد کردی<br>قیامت اے دل ناشاد کردی<br>یہ شعر اردو فارسی دونوں زبانوں میں پڑھا جا سکتا ہے<br>(دیکھو صنائع معنوی جامع اللسانین) |
| ردالعجز | یعنی دوسرے مصرع کے دوسرے جزو کا لوٹ کر آنا۔ اسکی حسب ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔ نظر ان کے معلوم کرنے کے پیشتر یہ جاننا چاہئے کہ ... | |

[۱] یہ لفظ صنعت ... کو اس طرح پر لکھا جاتا ہے کہ ایک شعر ... ایک مصرع ایک زبان میں ہو اور دوسرا مصرع دوسری زبان میں ہو مثلاً
... عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا ـــ پہلا مصرع عربی دوسرا فارسی ہے۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| ۴۔ ردالعجز۔ | اول کے پہلے رکن کو صدر اور آخری رکن کو عروض۔ اسی طرح دوسرے مصرع کے پہلے رکن کو ابتدا اور آخری رکن کو عجز یا ضرب کہتے ہیں اور دونوں مصرعوں میں جو رکن درمیان میں ہو اُس کو حشو کہتے ہیں۔ ردالعجز کی اقسام حسب ذیل ہیں۔ | |
| | (۱) ردالعجز علی الصدر۔ یعنی جو لفظ عجز میں ہو وہی صدر میں بھی ہو | |
| | (الف) تجنیس کے ساتھ۔ | ٹے گھٹا کو نہ کرے دیدۂ تر سے نسبت — آنکھ میری نہ ہم چشموں میں لے یار گھٹا (ناسخ)<br>اس میں تجنیس مستوفی ہو۔ |
| | (ب) تکرار کے ساتھ | محمد سے صفت پوچھو خدا کی — خدا سے پوچھئے شان محمد (گویا) |
| | (ج) صنعت اشتقاق کے ساتھ | مفرح اپنے شفا خانۂ عنایت سے — شتاب بھیج کہ انشا کو جلد ہو تفریح<br>مفرح اور تفریح میں صنعت اشتقاق ہے۔ |
| | (د) صنعت شبہ اشتقاق کے ساتھ | چلبلی رنگ کا وہ اپنے دکھا کر عالم — ایک عالم کا ہو دل لیکے بغل میں غائب<br>چلبلی اور چلبلت میں صنعت شبہ اشتقاق ہے |
| | (۲) ردالعجز علی العروض۔ یعنی جو لفظ عجز میں ہو وہی عروض میں بھی ہو | |
| | (الف) تجنیس کے ساتھ۔ | بھری تھی نور میں زبس اسکی مانگ — بہت دل لئے اُسکی کنگھی نے مانگ (میر حسن)<br>اس میں صنعت تجنیس مستوفی ہے۔ |
| | (ب) تکرار کے ساتھ۔ ۵؎ | انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اُٹھا کے ہاتھ — دیکھا جو مجھ کو چھوڑ دئے مسکرا کے ہاتھ (نظام رامپوری) |

۵؎ اس کو صنعت کہنا بیکار ہے کیونکہ ہر مردّف غزل کا مطلع اسی انداز کا ہوگا۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| ردالعجز۔ | (ج) صنعت اشتقاق کے ساتھ۔ | ذرا بھی سامنے میرے اگر عدو بگڑے    تو منہ کو دوں ابھی سکے میں ایک پل میں بگاڑ (ظفر)<br>بگڑے اور بگاڑ میں صنعت اشتقاق ہے |
| | (د) شبہ اشتقاق کے ساتھ۔ | سمجھے شہر آپ کو ہزار غنیم    اسکے پر سامنے ہیں مثل غنم (ذوق)<br>غنیم اور غنم میں صنعت شبہ اشتقاق ہے۔ |
| | (۳) ردالعجز علی الابتدا۔ یعنی جو لفظ عجز میں ہو وہی ابتدا میں بھی ہو۔ یعنی مصرع ثانی کا پہلا اور آخر حرف ایک ہی ہو۔ | |
| | (الف) تجنیس کے ساتھ۔ | یک بیک گھبرا کے وہ اُٹھا پکار    مار تیرے سامنے ہو اس کو مار (رنگین) |
| | (ب) تکرار کے ساتھ۔ | وہ بھی دن ہو کہ اُس ستمگر سے    ناز کھینچوں بجائے حسرت ناز (غالب) |
| | (ج) اشتقاق کے ساتھ۔ | جس طرح ہنسا دینے کو بیدینوں کے    نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر نقال (ذوق) |
| | (د) شبہ اشتقاق کے ساتھ۔ | عابد زاہد فقیر جوگی    صوفی کا بھی ہو گیا صفایا (مولوی اسمٰعیل) |
| | (۴) ردالعجز علی الحشو۔ یعنی جو لفظ عجز میں ہو وہی حشو میں بھی ہو۔ | |
| | (الف) تجنیس کے ساتھ۔ | یہ آفتابی و کرن ندا کرے فرخ    بحق سورۂ والشمس و آیۂ الکونین (ذوق) |
| | (ب) تکرار کے ساتھ۔ | وصل میں تھا صبح سے بیزار میں    ہجر کی شب مجھ سے ہی بیزار صبح |
| | (ج) اشتقاق کے ساتھ۔ | تم نے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمیں    ہم نے تمہاری یاد میں سب کچھ بھلا دیا (ظفر) |
| | (د) شبہ اشتقاق کے ساتھ۔ | مجھے ڈر ہے نہ پہونچے پہونچیوں کے بوجھ سے صدمہ<br>کہ نازک ہے نہایت ہی ترا اے نازنیں پہونچا (الف) |
| | کبھی یہ صنعت اس طرح پر ہوتی ہے کہ مصرع اول کا ابتدا اول و آخر یکساں اور اسی طرح مصرع دوم کا بھی | آفت شیطان کی ہے اُسکی آفت    دانت اُسکے ہے اُسی کا سا دانت<br>لگاؤ تو لو اپنی اُس سے لگاؤ    جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ (حالی) |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| ردالعجز۔ | اول و آخر یکساں ہوتا ہے مگر اس کا کوئی خاص نام نہیں ہے۔<br>کبھی پہلے مصرع کے آخری الفاظ اور دوسرے مصرع کے ابتدائی الفاظ یکساں ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے کے آخری اور تیسرے کے ابتدائی یکساں ہوتے ہیں یعنی مصرع ثانی کا عجز مصرع ثالث کا صدر اور چوتھے مصرع کا عجز پانچویں مصرع کا صدر ہوتا ہے۔ | مرحب ہے تو ہم مرحبا و عنتر کے کشندہ<br>عنتر کے کشندہ ہیں کہ اژدر کے درندہ<br>اژدر کے درندہ درِ خیبر کے کنندہ<br>خیبر کے کنندہ صفِ لشکر کے برندہ<br>لشکر کے برندہ ہیں کہ شمشیرِ خدا ہیں<br>شمشیرِ خدا ہیں سپرِ آلِ عبا ہیں<br>(دیکھو محاذی) |
| رقطا | اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ نثر یا نظم کے الفاظ میں ایک حرف بے نقطہ اور ایک نقطہ دار بالترتیب واقع ہو<br>اگر الفاظ میں یہ صنعت ہو کہ ایک پورا لفظ منقوطہ اور دوسرا غیر منقوطہ ہو تو اس کو خیفا کہتے ہیں (دیکھو خیفا) | شہ بلند نسب اب مجھے سبھی دیوے جبیں لامع زینت حصول جشن مرام (انشاء)<br>اس میں پہلا مصرع رقطا اور دوسرا مصرع خیفا کی مثال ہے۔ |
| سجع | (لفظی معنی کبوتر یا قمری کے گونجنے کی آواز) اصطلاح میں مقفی الفاظ خواہ وہ نظم میں استعمال ہوں یا نثر میں، علی الخصوص آخر فقرہ میں سجع برابر اور ہم قافیہ الفاظ آتے ہیں اس کی تین قسمیں ہیں۔<br>(۱) متوازی (۲) مطرف (۳) متوازن | (۱) سجع متوازی یعنی ایسے دو لفظ جو حرف روی اور وزن و عدد حروف میں برابر ہوں جیسے تا گل نروید بلبل سخن نگوید<br>(۲) سجع مطرف یعنی ایسے دو لفظ جو حرف روی میں برابر مگر وزن اور عدد حروف میں مختلف ہوں جیسے مال - مثال - خال - خیال۔<br>(۳) سجع متوازن یعنی ایسے دو لفظ جو حرف روی میں مختلف مگر وزن اور عدد حروف میں برابر ہوں جیسے مراتب مراسم۔<br>رشک نظم من خورد حسان ثابت جگر دست نثر من زند سحبان وائل را قفا<br>در [illegible] شعر سجع ہے۔ |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| سوال و جواب | (دیکھو صنائع معنوی) | |
| سیاق الاعداد | (لغوی معنی اعداد کی ترتیب) یعنی ایک شعر یا چند اشعار میں اعداد کا ذکر کرنا خواہ ترتیب دار یا بے ترتیب۔ | (۱) یک دو شد از سر جنبش چار اصل و پنج شبہ<br>شش روز و ہفت اختر و نہ قصر و ہشت منظر<br>(خاقانی)<br>(چار اصل سے مراد عناصر اربعہ، پنج شبہ سے حواس خمسہ، شش روز سے تخلیق کے چھ دن، نہ قصر سے نو آسمان، ہشت منظر سے آٹھ بہشتیں مراد ہیں) |
| | کبھی یہ صنعت اس طرح پر ہوتی ہے کہ چند اعداد کا ذکر کر کے ان کا مجموعہ بھی دیتے ہیں۔ | (۲) کشتہ ہوں ایک ضرب میں دو ہوں کہ چار ہوں<br>ششدر رہے سب کہ موت سے کیونکر دوچار ہوں<br>(انیس)<br>دس عقل دس مقولے دس مدرکات تیسوں<br>تیرے ہی ذکر میں ہیں لے ایک ذات تیسوں<br>نہ آسمان خورد و مہ ساتوں طبق زمین کے<br>روح و حواس خمسہ اور شش جہات تیسوں<br>بارہ بروج چودہ معصوم چار عنصر<br>ظاہر کر رہا ہیں تیری لاکھوں صفات تیسوں<br>(انشا) |
| شبہ اشتقاق | (دیکھو اشتقاق) | |
| عاطلہ (یا غیر منقوطہ یا مہملہ) | ایسی نثر یا نظم جس میں کوئی نقطہ دار حرف نہ ہو۔ | ہم طالع ہما مراد ہم رسا ہوا — طاؤس کا کہ سر اڑا اور ہما ہوا<br>(انیس)<br>سلسلہ گر کلام کا ہوا — سامع درد دل کو سودا ہوا<br>دل کو سو طرح سرور آوے — وہ دلآرام گر ہمارا ہو<br>(انشا) |
| فوقانیہ (یا فوق النقاط) | یعنی نثر یا نظم میں ایسے الفاظ لانا جنکے نقطہ دار حروف کے اوپر نقطے ہوں<br>اس کے مقابل میں صنعت تحتانیہ یا تحت النقاط ہے یعنی ایسے الفاظ لانا جن کے نیچے نقطے ہوں۔ | مظہر صدق و صفا قدر شناس مردم — معدن عدل و سخا مظہر الطاف و عطا<br>دل گلہ مند گر نہ کر اس نرگس سرشار کا — کیا ایسے پردا ہو پوچھے حال جو بیمار کا<br>دوسرا مصرع تحت النقاط اور پہلا فوق النقاط کی مثال ہے۔ |

| تعریف | مثال |
|---|---|
| (لغوی معنی اُلٹنا) اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ حروف الفاظ کی تقدیم وتاخیر میں فرق کر دیا جائے اس کی حسب ذیل قسمیں ہیں۔ | |
| (۱) مقلوب کل۔ جب تمام حروف ایک لفظ کے علی الترتیب اُلٹ دئے جائیں جیسے فرش۔ شرف روح۔ حور۔ مالک۔ کلام۔ فرفر رفرف وغیرہ | جو تو باتوں میں رکے گا تو میں جانونگا کہ سمجھا  مرے جان دل کے مالک نے مرا کلام اُلٹا<br>مجھے مار کیوں نہ ڈالے تری لف اُلٹ کے کافر  کہ سکھا دیا ہے تو نے اُسے لفظ رام اُلٹا<br>سحر ایک ماش پھینکا جو مجھے دکھا کے اُس نے  تو اشارہ میں نے تاڑا کہ ہے لفظ شام اُلٹا<br>فقط اس لفافے پر ہے کہ خط آشنا کو پہنچے  تو لکھا ہے اُس نے انشا یہ ترا ہی نام اُلٹا<br>جن الفاظ کے اوپر لکیر کھنچی ہے وہ ایک دوسرے کے مقلوب کل ہیں۔ |
| (۲) مقلوب بعض۔ جب حروف کے اُلٹنے میں ترتیب قائم نہ رہے جیسے محروم۔ مرحوم۔ رشک۔ شکر۔ حامی ماحی وغیرہ۔ | قوت ملت و دین قامع کفر والحاد  حامی شرع نبی ماحی شرک بدعت<br>(ذوق) |
| (۳) مقلوب مستوی جب کوئی پورا فقرہ یا شعر اُلٹ کر پھر وہی فقرہ یا شعر پڑھا جائے۔ | شکر بترازوے وزارت برکش  شو همره بلبل بلب هر مهوش<br>[illegible] |
| (۴) مقلوب مجنح (مجنح کے لغوی معنی بازو دار کے ہیں) اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ مقلوب الفاظ شعر کے دونوں بازوؤں یعنی کناروں پر ہوں | ریم سوزاک پدر ہے تو شریر  رحم مادر سے اُلٹ نکلا ہو میر<br>(سودا)<br>لفظ ریم و میر چونکہ دونوں کناروں پر ہیں مقلوب مجنح کہلاتے ہیں۔ |
| (۵) مقلوب مکرر (یا مقلوب مزدوج) | صدمۂ فرقت سے تھی اُس کی متاب صبح  آنسوؤں کا آنکھ سے اکدم نہ ٹوٹا تار رات |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | جب الفاظ مقلوب قریب قریب واقع ہوں اس کو مقلوب مکرر کہتے ہیں۔ | اس میں حور و رح اور نار و رات جو مقلوب کل ہیں قریب قریب واقع ہیں۔ |
| قطار البعیر | (لغوی معنی اونٹوں کی قطار) یعنی پہلے مصرع کا آخری لفظ ہو وہی دوسرے مصرع کا پہلا لفظ ہو۔ | لازم ہے کہ ہو گرد مسافروں کا اعزاز اعزاز نہیں تو آؤ اعزاز ہو باز (داغ)<br>جوہر خوب کو درکار ہے آئینہ خوب خوب تو آپ کی خوبی سے ہے جوہر گوہر (ذوق) |
| لزوم مالایلزم | اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ شاعر غزل یا قصیدہ یا کسی دوسری صنف نظم میں اپنے اوپر کوئی ایسی چیز لازم کرلے کہ جس کی ضرورت نہ ہو اس کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں سے چند یہاں لکھی جاتی ہیں۔ | |
| | (۱) قافیہ میں حرف روی کے پیشتر کسی خاص حرف یا حروف کے لانے کا التزام کیا جائے۔ | (۱) فلاکت جسے کہتے ام الجرائم نہیں جس سے ایماں پہ لگتی ہے قائم<br>بناتی ہے انسان کو جو بہائم مسلط ہیں دل پر جس سے سمائم (حالی)<br>اس میں قافیہ کا حرف روی "م" ہے جس کے پیشتر الف اور یا لانے کا التزام کیا ہے<br>(۲) شد برقع آں روئے چو مہ زلف شب آسا<br>سُبْحَانَ مَنْ قَدْ جَعَلَ اللَّيْلَ لِبَاسا<br>اس میں الف حرف روی ہے جس کے قبل الف اور س لانے کا التزام کیا ہے |
| | (۲) حروف تہجی میں سے کوئی خاص حرف [illegible] لایا جائے یا ترک کیا جائے۔ | (۱) ترک حرف کی مثال کے لئے دیکھو مثال حذف یا قطع الحروف۔<br>اور کسی خاص حرف لانے کی یہ مثال ہے۔<br>(۲) شبان تیرہ [illegible] ثانی ز جناب جان [illegible] |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| لزوم مالایلزم۔ | | ثابت ہو کہ رخسار ہیں ماہ تاباں ۔ ثاقب ہو جو خال یار کا اختر ہو (جلال)<br>اسمیں چاروں مصرعوں کے شروع میں حرف ث کا لانا لازم کرلیا ہے<br>(۳) خورشید سپہر سروری ختم رسل ۔ در مسلک عقل رہبر جزو و کل<br>اس میں حرف الف کا ترک لازم کیا ہے ۔ |
| | (۳) کوئی خاص لفظ یا الفاظ شعر یا مصرع میں لائے جائیں۔ | (۱) نوع بشر میں تھے نہاں آتش و باد و آب و خاک<br>عشق نے کر دیے عیاں آتش و باد و آب و خاک<br>تن میں ہمارے جلوہ گر جب نہ تھے تب ادھر اُدھر<br>پھرتے تھے مثل بیکساں آتش و باد و آب و خاک (انشا)<br>اس میں ردیف کے الفاظ آتش و آب و خاک و باد پورے قصیدہ میں لازم کئے گئے ہیں<br>(۲) چوں سایہ نہ نیستم نہ ہستم بے تو ۔ در سایۂ خویشتن گسستم بے تو<br>تا سایۂ وصل بر گرفتی ز سرم ۔ چوں سایہ بخاک بر نشستم بے تو<br>اس میں لفظ "سایہ" چاروں مصرعوں میں لزوم کے طور پر لایا گیا ہے<br>(۳) پھرتا ہوں تجھ بغیر میں ہوکے دوانہ ہو بہو ۔ شہر بہ شہر و دہ بدہ خانہ بخانہ کو بہ کو<br>والئے نصیب ایک شب اُس سے ہوئے نہ آہ ہم ۔ دست بدست لب بلب سینہ بسینہ رو برو<br>ڈھونڈے ہیں ہم جو تو جہ کر پہنچے ہیں اشک چشم تر ۔ بحر بہ بحر یم بہ یم دجلہ بہ دجلہ جو بہ جو (جرأت)<br>اس کے مصرع ثانی میں چار چیزوں کے ذکر اور نیز بائے اتصال کا التزام کیا ہے ۔<br>(۴) جمع آمدہ بر خدمت تو پاس ۔ ادریس و مسیح و خضر و الیاس<br>بستہ کمر اں چو حلقہ قدسم ۔ کیخسرو و سام و زال و رستم<br>مرسوم خورش ہزار دریاں ۔ چوں حاتم و معن و سیف و نعمان (خاقانی)<br>اسمیں بھی مصرع ثانی میں چار چار چیزوں کے ذکر کا التزام کیا گیا ہے ۔ |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| لُغز (یا چیستاں) | پہیلی کو کہتے ہیں یعنی کسی مشہور چیز کا نام پیچیدہ طریقے سے لینا یا دریافت کرنا۔ | ہے نصف تو اسم ذات کی سی صورت دن کی صورت نہ رات کی سی صورت<br>کام آوے وہ درد میں جو لکھے انشا تو ہو قلم و دوات کی سی صورت<br>(لفظ آہ کی پہیلی)<br>فارسی بولی آئی نا ترکی ڈھونڈھی پائی نا<br>ہندی کہوں عارسی آئے خسرو کہے کوئی نہ بتائے<br>(آئینہ کی پہیلی) |
| مبادلۃ الراسین | دو لفظوں کے راس یعنی ابتدائی حروف ادل بدل کرنا | (۱) چشمش خیرہ و خشمش چیرہ (قاآنی) اس میں صنعت تجنیس خطی بھی ہے<br>(۲) پیش خواجہ صدر بدر کہ بدر صدر است بندہ بندہ زاد کہ ع "زہ باد کماں آرزو پیش" سلام با ملامت و ملام با سلامت میرساند و کار بندگی میکند و بار گندگی میکشد۔ (اعجاز خسروی)<br>(۳) اگر حق نے بخشی ہو عقل نجیب تو سن مجھ سے تو ایک نقل عجیب |
| متتابع | (لغوی معنی پے در پے آنے والا) اصطلاح میں یہ مطلب ہو کہ بات میں سے بات نکالی جائے اور اسی کی متابعت میں الفاظ برابر ترقی کرتے جائیں یا ایک سبب سے جو نتیجہ پیدا ہو وہی دوسرے نتیجہ کا سبب ہوتا جائے | بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر میں پانی رواں پانی سے تا دریا ہو اور دریا میں طغیانی<br>زمیں میں تا ہو کان اور کان میں جوہر کانی پئے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی<br>تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو<br>ترے قبضے میں بحر و بر کہ ہو کان پُر زر ہو<br>رگ میں تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر میں گل تر تا ہو گلداں میں تری تا ہو گل تر میں<br>رہے نافے میں مشک اور رہے مشک اذفر میں صدف میں تا ہو گوہر اور رہے تا آب گوہر میں<br>ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو<br>شمیم خُلق سے تیرے جہاں یکسر معطر ہو<br>(قصیدۂ ذوق در مدح ابوظفر بہادر شاہ) |
| متلون | (لغوی معنی رنگ بدلنے والا) جب کوئی نظم کئی وزنوں میں پڑھی جائے تو | (۱) بیٹھے جہاں میں غیر تعجب کو بلاتے ہو عبث دل کو گرا کر اور بھی حق کو جلاتے ہو عبث<br>اس کا ایک وزن تو مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن دو بار |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | اس کو متلون کہتے ہیں۔ | اور دوسرا وزن ہے۔ مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن دوبار۔<br>(۲) تم نہ گھبراؤ نہ تہمت سے ڈرو   روز مرجانے کی عادت ہی مجھے<br>(نواب یوسف علیخان ناظم)<br>اس کا ایک وزن ہے۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار۔<br>اور دوسرا وزن ہے فاعلاتن فعلاتن فعلن دوبار۔<br>(۳) اے شدہ در خانۂ جاں منزلت   خانۂ جاں یافتہ زاں منزلت<br>اے شدہ مہر رُخ تو زینِ چرخ   چرخ ازاں آمدہ در عینِ چرخ<br>(از مثنوی سحرِ حلال)<br>اس کا ایک وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان اور دوسرا مفتعلن مفتعلن فاعلان ہے۔ اس کے علاوہ یہ ذو قافیتین ہے اور قافیۂ ثانی میں صنعتِ تجنیس بھی ہے۔ |
| مثلث | اگر رباعی کے پہلے تین مصرعے اسطرح لکھے جائیں کہ اُن کے ابتدائی الفاظ سے چوتھا مصرع بن جائے تو اس صنعت کو مثلث کہتے ہیں۔ | تجھ سا نہیں پیارا کوئی اے رشکِ قمر   محبوب کوئی نہو گا تجھ سے بہتر<br>اے دلبرِ ناز نیں تجھے کہتے ہیں سب   تجھ سا نہیں محبوب کوئی اے دلبر<br>(از دریائے لطافت) |
| محاذ | یہ صنعت مثل ردالعجز علی الصدر کے ہے (جو دیکھنا چاہیے) یہ اس طرح پر ہے کہ مصرع اول کا لفظ آخر مصرع ثانی کا لفظ اول۔ اسی طرح مصرع ثانی کا لفظ آخر مصرع ثالث کا لفظ اول اور مصرع ثالث کا لفظ آخر مصرع رابع کا لفظ اول ہوتا ہے۔ | گردن تری شیشہ آنکھ ہے پیمانہ   پیمانہ کی طرح چال ہو مستانہ<br>مستانہ ہر ایک روش ادائیں سرشار   سرشار نگہہ ساقی مے خانہ<br>(جلال)<br>(نیز دیکھو ردالعجز کی آخری مثال)<br>بگذار کہ تا مے خورم دست شوم   چوں مست شوم بعشق پابست شوم<br>پابست شوم بکلّی از دست شوم   از دست شوم نیست شوم ہست شوم<br>(قاآنی) |
| محذوف | یہ صنعت مثل متلون کے ہے اور اسطرح پر ہے کہ اگر کسی شعر کے دونوں مصرعوں کے | مجھ کو رُسوا نہ کرلے آفتِ جاں بہرِ خدا   بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہرِ خدا<br>اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل   کچھ بھی انصاف کر اے سرو رواں بہرِ خدا<br>(از دریائے لطافت) |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|

**(اصطلاح:** —)

**تعریف:** اول یا آخر سے کچھ الفاظ کم کر دئے جائیں تب بھی شعر ناموزوں نہو بلکہ اُس کی بحر بدل جائے۔

**مثال:** چاروں مصرعوں کے ابتدائی الفاظ "مجھ کو۔ بندہ۔ اسمیں۔ کچھ بھی" حذف کرو تو رباعی اس طرح ہو جائے گی۔

رُسوا نہ کرا اے آفت جاں بہر خدا — ہیں ہوں میں کرم بیاں بہر خدا

کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل — انصاف کرلے سرو رواں بہر خدا

---

**اصطلاح:** مُدَوَّر

**تعریف:** ایسا مصرع یا بیت جو ایک دائرہ میں چار یا آٹھ رکن کرکے علیحدہ علیحدہ لکھا جائے اور جس رکن سے چاہیں پڑھیں تو ایک مصرع یا بیت سے کئی مصرعے یا بیت حاصل ہوں۔

**مثال:**

(۱) بھلا ہے — سبھوں میں

(۲) ترا دل — شانا — عجب ہے — پرید

جس خانہ سے چاہیں پڑھیں شکل (۱) میں ایک مصرع اور (۲) میں ایک بیت پورا ہوگا۔

---

**اصطلاح:** مربع (یا چہار در چہار)

**تعریف:** یہ بھی شکل مدوّر کے ہے مگر فرق یہ ہو کہ اس میں چار خانے طولاً اور چار عرضاً ہوتے ہیں جو مصرع طولاً پڑھا جاتا ہے وہی عرضاً بھی پڑھ سکتے ہیں۔

**مثال:**

| | | | |
|---|---|---|---|
| گردوں کیا | خفا ہے | الٰہی | وہ دلبر |
| خفا ہے | وہ مجھ سے | عبث کیوں | سمن بر |
| الٰہی | عبث کیوں | خفا ہے | غضب ہے |
| وہ دلبر | سمن بر | غضب ہے | ستمگر |

---

**اصطلاح:** مُسَمَّط

**تعریف:** (لغوی معنی موتی یا جواہر سے آراستہ کیا ہوا) اصطلاح میں یہ مطلب ہو کہ کسی غزل یا قصیدہ کے اشعار میں تین تین یا زیادہ سجع یعنی ہموزن فقرے موزوں کئے جائیں[۱]

**مثال:**

(۱) ہوئے باندھ کے تکیہ جو گوشہ گزیں وہی ہنگے زمانے میں اہل یقیں

کوئی سلطنت اُس کو پہنچتی نہیں سرو سایۂ بال ہما کی قسم

سنبھل اپنے غرور میں ہو یہ خلل کہ گرے نہ کہیں منہ کے بل

بس اب اس سے بھی آگے تو بڑھ کے نہ چل تجھے زمد عرش علا کی قسم

تجھے صدقہ نادانی کا میرے خدا یہ تصدق تیسہ اہل ہدے

نہ کر اپنی خیال سے مجھ کو جدا تجھے نیت صدق و صفا کی قسم

(انشا)

[۱] حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ اعجاز خسروی میں اس صنعت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ صنعت نظم کے واسطے مخصوص ہو اور اس کی ترکیب یہ ہے (دیکھو صفحہ ۱۱۳)

| مثال | تعریف | اصطلاح |
| --- | --- | --- |
| (۲) عیداست و پیش از صبحدم مژدہ بخمار آمدہ<br>برچرخ دوش از جام جم یک نیمہ دیدار آمدہ<br>عید ہمایوں فرنگر سیمرغ زریں پر نگر<br>ابر دے زال زر نگر بالائے کہسار آمدہ[۵]<br>(خاقانی) | | مُسَمَّط ـ |

(بقیہ فٹ صفحہ گذشتہ) کہ ایک قافیہ کو اصل قرار دے کے دو دو تین تین دوسرے قافیے درمیان میں لائے جائیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک لڑی میں دو دو تین تین ہم رنگ جواہر پروئیں اوران کے بعد ایک زمرد یا لعل مختلف رنگ کا ڈالتے جائیں تاکہ حسن بڑھ جائے۔" اس کے بعد کہتے ہیں کہ "چونکہ نثر میں اس تنظیم کی لڑی نہیں ہوتی لہذا یہ صنعت نثر میں نہیں برتی جاتی۔ لیکن اگر کوئی چاہے کہ نثر میں بھی اس کو اختیار کرے تو یہ ناممکن نہیں ہے البتہ اس صورت میں اس کو مسمط نہیں کہیں گے چنانچہ میں اس کا ایک نمونہ پیش کرتا ہوں اور اس جدید صنعت کا نام میں نے اختر رکھا ہے"۔ وہ نمونہ یہ ہے۔

نہالہ خسرو شاخ مرجانیست گوہر بار ـ مرغیست دانہائے گوہر در منقار ـ شبہ بہ گوہر او پردہ دار ـ پردۂ گوہر بافتہ از شب تار ـ در جوانمردی ابر گوہر نثار ـ در تواضع چوں مردم پاک گوہر ـ دُرے کہ از درج دوانم زاید ـ از خزانۂ دریا بروں نیاید ـ اگر غواص قلم یکے ازاں نماید ـ ہرگز خندہ از دہان صدف نکشاید ـ بر دست شاہان نگیں شاید ـ در گوش عروساں زیور ـ چوں من ہوس این صنعت در سر آوردم: اندیشہ را در خزائن فلک در آوردم ـ از مریخ لعل و از مشتری گوہر آوردم پس وے بآرائش زیور آوردم ـ حالیکہ منشور مسمط آوردم

ع سمط النثر نام کردمش اختر

یعنی خسرو کا قلم مونگے کی ایک شاخ ہے جسمیں موتی جڑے ہوئے ہیں۔ ایک ایسی چڑیا ہے جس کی چونچ میں موتیوں کے دانے ہیں بمصنوعی ہونا اُن موتیوں کا پردہ دار ہے۔ اور وہ پردہ اندھیری رات کے تاروں سے بنا ہوا ہے اور جواں مردی میں ابر گوہر بار اُس پر نثار ہے۔ تواضع میں وہ مثل عالیخاندان شخص کے ہے (۲) وہ موتی جو میری دوات کی صندوقچی سے نکلتا ہے، سمندر کے خزانہ سے نہیں نکل سکتا۔ اگر میرے قلم کا غواص ان میں سے کوئی موتی دکھلا دے۔ تو سیپی کا منہ ہنسنے میں کبھی نہ کھلنے پائے۔ ایسے موتی بادشاہوں کے لئے زیبا ہیں۔ اور دُلھنوں کے گوشواروں کے لائق (۳) جب مجھ کو اس صنعت کا خیال پیدا ہوا تو تخیل کو آسمان کے خزانوں میں لے گیا۔ مریخ سے لعل اور مشتری سے موتی لایا۔ پھر اُس کا زیور بنانے کا خیال ہوا اُسی وقت نثر مسمط تیار کیا اور اُس کا نام اختر رکھا۔")

[۵] حدائق البلاغۃ میں لکھا ہے کہ شعرائے عجم مسجع اُس نظم کو کہتے ہیں کہ جس کے ہر بیت میں علاوہ اصلی قافیہ کے تین تین قافیے بطور سجع کے لائے جائیں، اور یہی اشعار خاقانی کے مثال میں دئے ہیں چونکہ مسمط کی بھی یہی صورت ہے لہذا یہ اشعار اس موقع پر دے گئے۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| مشجّر | اس صنعت کو کہتے ہیں کہ چند اشعار اس طرح لکھے جائیں کہ مطلع سیدھا مثل ایک درخت کے تنے کے اور باقی اشعار مثل شاخوں کے مطلع کے ادھر اُدھر لکھے جائیں۔ | |

[illegible]

(از جواہر الفصاحت)

| | | |
|---|---|---|
| معرّب | کسی خاص اعراب مثلاً فتحہ، ضمہ یا کسرہ کا کسی عبارت یا شعر میں التزام کرنا کہ اسکے سوا کوئی دوسرا اعراب نہ آنے پاوے | سلاسل و سنبل و گل و بلبل — مجھ کو ہو ہوں حصول خوب مراد بہت (از جواہر الفصاحت)<br>اس میں سوائے یار کے جو قافیہ ہے تمام الفاظ ضمہ سے شروع ہوتے ہیں |
| مُعمّا | کسی شخص یا چیز کا نام صاف صاف نہ بتا بلکہ پیچیدہ طریقے سے اشارۃً لفظی یا دلالۃً معنی سے لینا۔ | بت نہ ہوں گر کرے سب کا را اُلٹا — ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا دونوں<br>یہ معمّا ہے اسکے نام کا معاملہ ہے - ہم کا اُلٹا مہ - بات کا اُلٹا تاب اور یار کا اُلٹا راست<br>قبلہ پیچیدہ نامہ ہے تو کبھی صاحب غلام سے ملئے |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | یہ غلام علی خاں کے نام کا معا ہے اس طرح کہ لفظ قید کی حد یعنی دال کو نکالا تو ق ۔ بچا جس کے ۱۰۰ ہوتے ہیں اور یہی اعداد لفظ علی کے بھی ہیں ۔ "خانہ بے در" "خان" ہے لہذا "علی خان" میں جب "غلام" جوڑا تو غلام علی خاں کا نام نکلا ۔ |
| مقطع یا منفصل الحروف اور موصل | ایسے الفاظ جن کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے جائیں ۔ جیسے درد، دوا<br>یہ موصل کا مقابل ہے یعنی ایسے الفاظ جن کے حروف ملا کے لکھے جائیں جیسے تمیز، جنبش وغیرہ ۔<br>حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ نے جو صنائع ایجاد کیے ہیں اُن میں ایک وصل الحروفین بھی ہے یعنی ایسے دو حرفی ٹکڑے جو ہمیشہ ملا کے لکھے جائیں ۔ جیسے ........ | مقطع کی مثال ع (۱) رُخ زرد دارم زدوری آن ور<br>(۲) اے آدم زاد داد وا داد (گلزار نسیم)<br>موصل کی مثال سے<br>عشق ہی عشق ہے نہیں ہے کچھ — عشق بن تم کہو کہیں ہے کچھ<br>عشق حق ہے کہیں نبی ہے کہیں — ہے محمد کہیں علی ہے کہیں (زبیر)<br>چاکر خاصہ، حاجی شرقانی، سر خدمت، بر پایست، می آید، دمی گوید ۔ کہ بدیں جانب خاطرا، با فرصت قریں می باشد باید کہ گہہ گہہ جانب ما نامہ فرماید (اعجاز خسروی) |
| ملمع | ایسی نظم جسمیں ایک مصرع عربی اور دوسرا مصرع فارسی، یا ایک شعر عربی اور دوسرا فارسی ہو ۔ | اے عشق مجھے شاہد اصلی سے ملا — آں لخزش کہ صوفی ام الخبائث خواند<br>ہاں خلا بیدی و ذقانی اللہ تعالیٰ — اشہی لنا و احلی من قبلۃ العذار |
| منقوص | اگر کوئی شعر اس طرح کہا جائے کہ اس کا آخری لفظ نکال ڈالیں تو دوسری بحر ہو جائے اسکو منقوص کہتے ہیں ۔ | بے رحم جلانے ہی کو سیر نہ چھپے رہ — معلوم ہوا مجھ کو کہ یکتر سے چھپے رہ<br>کس واسطے اسقدر ہے تو سے بس بس — تو آوے گا اسکے سیر نے یہیں بس بس (داز وزہائے دلافت)<br>اس میں لفظ "چھپے رہ" اور "بس بس" اگر نکال ڈالیں تو [illegible] دوسرا ہوجاتا ہے ۔ |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | | بے رحم جلانا ہی کو میرے سے — معلوم ہیں مجھ کو کر تیرے<br>کس واسطے اسقدر ہیں ہوئے — تو آوے گا اے میرے ڈھیے |
| منقوطہ | ایسے الفاظ لانا جنہیں سب میں نقطے ہوں برخلاف عاطلہ یا مہملہ کے جنکے حروف سب بے نقطہ ہوتے ہیں۔ | آہ کل دل کو ہوا درد کہ دکھا ہم کو — جنبش چین جبین بت چین نے پچین<br>(انشا)<br>اس کا پہلا مصرع بے نقطہ اور دوسرا سب با نقطہ ہے۔ |
| موشح | ایسے چند اشعار کا مجموعہ جن کے پہلے مصرع یا ہر دو مصرعوں کے ابتدائی حروف کے مجموعہ سے ممدوح یا کسی دوسرے شخص یا چیز کا نام نکلتا ہو۔ | (۱) آدمی گو ہم توحید خدا — باد مقبول جناب کبریا<br>احمد و اصحاب آلش ادام — رحمت حق باد از ما والسلام<br>کرد ہ شد این نسخہ تاریخ نام — جملہ در ابواب منظومہ تمام<br>(ادبی تاریخ ایران از پروفیسر براؤن)<br>اس کے پانچ مصرعوں کے ابتدائی حروف یعنی م - ب - ا - ر - ک سے لفظ مبارک بنتا ہے جو شاعر کا تخلص ہے<br>(۲) شمہ جو بیان کیجئے احسان کا اسکے — جو خوبی ہے دنیا میں لگے اسکا نہ پاسنگ<br>الطاف و کرم کا جو شمار اسکے کروں میں — عاری رہیں امواج کو کنکر پہ لب گنگ<br>انصاف پہ اب عہد ہی تک ہو کر فریاد — لایا نہ لبوں پر کوئی غیر از جرس رنگ<br>دکھا نہیں یہ حوصلہ جز اسکے بشر کا — وسعت بھی زمانہ کی حضور اسکے ہو کچھ تنگ<br>لعل اس کے تئیں بخشنے کنکر ہیں کمتر — ہمت کا جہاں بیچ ہو بھلا کس کے ہے ڈھنگ<br>(سودا)<br>اسکے مصرعوں کے ابتدائی حروف سے لفظ شجاع الدولہ نکلتا ہے۔ |
| موصل | (دیکھو مقطع) | |
| موقوف الآخر | ایسے اشعار جن کا ہر قافیہ دوسرے مصرع کا محتاج ہو اور اسی سے ملتا جاتا ہے یہ صنعت حضرت امیر خسرو دہلوی کی ایجاد ہے۔ | وحسن ترا کسے نماند ۔ اا — خورشید کہ ہر صبح برون آید تا<br>خدمت کند و پائے تو بوسد ۔ اا — بینی تو بسوئے او چو پابوسد ۔ تا<br>(اعجاز خسروی) |
| مہملہ | (دیکھو عاطلہ) | |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| واسع الشفتین | ایسے الفاظ لانا جن کے تلفظ میں دونوں ہونٹھ نہ ملیں | اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نہ ہو کہ چنچل<br>لڑنے کو تجھ سے ہو وے تیار ہنستے ہنستے<br>(نظیر اکبرآبادی) |
| واصل الشفتین | (واسع الشفتین کی ضد) ایسے الفاظ لانا جن کے تلفظ میں دونوں ہونٹھ مل جائیں۔ | میرا ممدوح امیر ابن امیر ابن امیر<br>میں کمر بستہ کمیں خادم برحستہ پیا<br>(از بحر الفصاحت) |

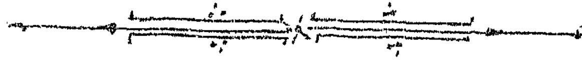

# صنائع معنوی

# صنائع معنوی

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| احتجاج بدلیل ... ادماج[1] | (دیکھو مذہب کلامی)<br>ایسے الفاظ لانا جن سے مجموعی طور پر دو معنی حاصل ہوتے ہوں۔ اور تصریح کسی خاص معنی کی نہو۔ | (۱) خواہم از دل بکشم پیکان تو ‏ ‏ لیک از دل بہ نمی آید مرا (جامی)<br>ایک معنی — میں چاہتا ہوں کہ تیرا تیر دل سے نکالوں مگر وہ دل سے نہیں نکلتا۔<br>دوسرے معنی - میں چاہتا ہوں کہ تیرا تیر دل سے نکالوں مگر یہ میرا دل گوارا نہیں کرتا۔<br>(۲) مبادا عالمے را جان بر آید ‏ ‏ گرہ از زلف خود فہمیدہ بکشائے (نظیری)<br>(کہیں ایسا نہو کہ دنیا بھر کی جان نکل جائے لہذا اپنی زلف سے گرہ سمجھ بوجھ کر کھولنا۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تمام دنیا کی جان معشوق کی زلف میں بطور گرہ کے بند ہے دوسرے معنی یہ کہ معشوق کے |

[1] ادماج و استتباع میں یہ فرق ہے کہ استتباع مدح کے لئے خاص ہے یعنی اس میں ایک مدح سے دوسری مدح پیدا ہوتی ہے اور ادماج عام ہے مدح سے اسکا تعلق ضروری نہیں۔ اور ایہام و ادماج میں یہ فرق ہے کہ ایہام میں ایک لفظ دو یا زیادہ معنی کا حامل ہوتا ہے اور پڑھنے والا اس شک میں پڑ جاتا ہے کہ اس موقع پر کون سے معنی مراد ہیں اور یہی شک یا وہم میں پڑ جانا (ایہام) موجب لطف ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے ادماج میں کوئی شک یا وہم لفظ کے معنی میں نہیں رہتا بلکہ دونوں معنی اپنی اپنی جگہ پر صاف اور واضح ہوتے ہیں پڑھنے والے کو اختیار ہے جس چاہے معنی لے یا دوسرے (دیکھو استتباع اور ایہام کی تعریف اور مثالیں)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| ادماج۔ | | زلف کھولنے سے دنیا بھر کی جان نکل جائے گی)<br>(۳) اصحاب نبیؐ کہ چہار یار اند  چوں چار کتاب در شمار اند<br>در پاکیٔ شان شک نہ بینیم  زاں چار یکے نداشت عیبے<br>(نعمت خاں عالی)<br>اس کے چوتھے مصرع میں ادماج ہے ایک معنی تو یہ ہیں کہ اُن چاروں میں کوئی عیب نہیں رکھتا تھا۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اُن چاروں میں معاذ اللہ صرف ایک عیب نہیں رکھتا تھا۔<br>(۴) بود ہمیشہ جانِ من رسم تو بیگنہ کشی  پیچ نہ کشی مرا من چہ گناہ کردہ ام<br>(کمال اسمٰعیل)<br>(اے میری جان تو ہمیشہ بے گناہ لوگوں کو قتل کیا کرتا تھا، مگر مجھ کو نہیں قتل کرتا۔ آخر میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ میں بھی تو بے گناہ ہوں مجھ کو کیوں نہیں قتل کرتا۔)<br>(۵) کیونکر اُس بت سے رکھوں جان عزیز  کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز<br>(غالب)<br>(ایک معنی۔ اگر اُس بت سے جان عزیز رکھوں گا تو وہ ایمان لے لیگا جو مجھ کو جان سے زیادہ عزیز ہے لہذا اس سے میں جان عزیز نہیں رکھوں گا۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اس بت سے جان عزیز نہ رکھنا عین ایمان ہے لہذا اس سے میں جان عزیز نہیں رکھوں گا۔)<br>(۶) تیرے سرو قامت سے اک قد آدم  قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہیں<br>(غالب)<br>(ایک معنی۔ فتنۂ قیامت تیرے سرو قامت سے بہت کم ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تیرا قد اُسی فتنۂ قیامت سے بنایا گیا ہے لہذا وہ ایک قد آدم کم ہو گیا۔<br>(۷) ہے ہوا میں شراب کی تاثیر  بادہ نوشی ہے بادپیمائی (غالب)<br>بادپیمائی ۔ ہوا ناپنا یعنی فضول و بیکار کام کرنا۔ اگر بادہ نوشی کو مبتدا اور بادپیمائی کو خبر قرار دیں تو یہ معنی ہوں گے کہ ہوا میں شراب کی تاثیر ہے |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | | لہذا شراب پینا بیکار ہے ہوا کھانا چاہئے اسی سے شراب کا لطف حاصل ہوجائے گا اور اگر بادہ فوشی کو خبر اور بادپیمائی کو مبتدا ٹھہرائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ چونکہ ہوا شراب کی تاثیر سے لبریز ہے لہذا ہوا کھانا بھی شراب پینا ہے) |
| ارسال المثل | (دیکھو ایراد المثل) | |
| ارصاد (یا تسہیم) | (لغوی معنی گھات میں بٹھانا۔ راستہ میں نگہبان مقرر کرنا) جب کسی شعر میں کوئی لفظ ایسا لایا جائے جس سے معلوم ہوجائے کہ شعر کا قافیہ کیا ہوگا بشرطیکہ حرف روی پہلے سے معلوم ہو تو اسکو ارصاد کہتے ہیں۔ اُردو میں اس صنعت کو قافیہ کا بولنا کہہ سکتے ہیں۔ | (۱) اذا لَمْ تَسْتَطِعْ اَمْراً فَدَعْهُ    وَجَاوِزْہُ اِلیٰ مَا تَسْتَطِیْعُ<br>(عمرو بن معدیکرب)<br>(جب تم کوکسی کام کرنے کی قوت نہو تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اور اگر ہاتھ لگاؤ تو پھر بغیر ختم کئے اس کو نہ چھوڑو) اس شعر میں جو صنعت ارصاد کی بہت اچھی مثال ہے لفظ لَمْ تَسْتَطِعْ پتہ دیتا ہے کہ قافیہ "تستطیع" ہوگا۔<br>(۲) غالب کا ایک قصیدہ ہے جس کا قافیہ "جام"۔ "تمام"۔ "صیام" وغیرہ ہے اس کے اشعار ذیل میں خط کشیدہ الفاظ بطور ارصاد کے استعمال ہوئے ہیں۔<br>گر خلق بہ انگشت نمایند مہ نو    مارا بکف از ساغر مے ماہ تمام است[1]<br>تو دو جہے از قیمت حلوا نبود بیش    آلات سفالینہ بہا یش دو سہ دام است<br>ایمان بدلآویزی گفتار تو داریم    مارا چہ اگر نظم نظامی بہ نظام است<br>در بزم ندیم تو اگر تور و پشنگ است    در رزم زبون تو اگر رستم و سام است |

(۱) اگر لوگ انگلی سے نیا چاند دکھلاتے ہیں تو میرے ہاتھ میں ساغر مے ہے جو ماہ تمام کی مانند ہے۔ اس میں "مہ نو" سے معلوم ہوگیا کہ قافیہ میں "ماہ تمام" آئیگا۔

(۲) شراب حلوے سے زیادہ بیش قیمت چیز نہیں، اور مٹی کے برتنوں کی قیمت ہی کیا ہے صرف دو تین پیسے ہوسکتے ہیں اس شعر میں لفظ "قیمت" اور "بہا" سے معلوم ہوگیا کہ قافیہ "دام" ہوگا۔

(۳) ہم کو تو تیری دلآویز گفتار پسند ہے نظم نظامی کی عمدگی سے ہم کو کیا مطلب۔ اس میں "نظم نظامی" قافیہ "نظام" کا پتہ دیتا ہے۔

(۴) بزم میں تیرے ندیم ایران کے قدیم بادشاہ تور اور پشنگ ہیں اور رزم میں رستم و سام بھی تجھ سے ذلیل و خوار ہوتے ہیں لفظ رزم بطور ارصاد کے پتہ دیتا ہے کہ قافیہ سام ہوگا۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| — | | (۳) شجرفی اُس دوپٹے کے اوصاف کیسے تو<br>لے کر دواست وخامہ شجرفت توڑ دیے (انشا)<br>اس غزل میں ظرفت برفت قافیے ہیں لہٰذا لفظ شجرفی جو ابتدا سے شعر میں بطور ارصاد آیا ہے پتہ دیتا ہے کہ قافیہ شجرفت ہوگا۔<br>(۴) کام تو مشکل لیے پر آرزو نے کر دیا    یاس کی ہو چکی تو پھر نہیں اشکال کچھ (دبیر)<br>اس غزل میں بال مال حال قافیے ہیں لہٰذا لفظ مشکل پہلے مصرعہ میں بطور ارصاد قافیہ اشکال واقع ہوا ہے۔<br>(۵) چشم عطارد کو نہ سمجھے کیونو اپنا    تیرا جو اٹھاتا ہو قلمدان وزارت (سودا)<br>یہ قصیدہ آصف الدولہ کی تعریف میں ہے جس میں وزارت ردیف اور دیوان و شان وغیرہ قافیے ہیں۔ اس شعر میں لفظ عطارد سے جو منشی فلک کہلاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قافیہ قلمدان ہوگا۔ |
| استتباع<br>(یا مدح الموجہ) | جب ممدوح کی تعریف ایسے الفاظ میں کیجائے کہ ایک تعریف سے دوسری تعریف ثابت ہو۔ | (۱) نَهَبتَ من الاعمار مالو حَوَيتَهُ<br>لَهُنِّئَتِ الدُّنيا بِاَنَّكَ خالِدٌ (ابوطیب)[۱]<br>(تو نے عمروں کو اتنا غارت کیا یعنی اتنے دشمنوں کی جانیں لیں کہ اگر ان تمام عمروں کا شمار کیا جائے تو دنیا تیرے بقا کے دوام کی تجھ کو مبارک باد دے گی)<br>اس شعر کے پہلے مصرع میں ممدوح کی شجاعت کی اس انداز سے تعریف کی ہے کہ دوسرے مصرع میں وہی چیز اس کے بقائے دوام کی دعا ہو جاتی ہے۔<br>(۲) زیبان تیرے تیور و ابرو سے تا پالا کے تو    پھر نہ ایک بار اُٹھا کر جو دو تیغ جنگ |

[۱] یہ شعر عربی کا اس وجہ سے مثال میں دیا گیا کہ بمقابلہ فارسی اور اردو اشعار کے یہ استتباع کی بہترین مثال ہے اور اس کے پڑھنے سے اس صنعت کی اصلی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| استتباع | | یوں کرے جست کہ جیسے سرِ میدانِ نبرد / منھ سے اُڑ جائے حریفوں کے ترے خوف سے رنگ (ذوق)<br>پہلے شعر میں ممدوح کے گھوڑے کی تیزی کی تعریف ہے مگر ایسے الفاظ میں کی گئی ہے کہ جس سے دوسرے شعر میں وہی چیز خود ممدوح کی شجاعت کی مدح ہو جاتی ہے۔ |
| استخدام | ایسا لفظ کلام میں استعمال کرنا جس کے دو معنی ہوں۔ اُن میں سے ایک معنی مراد ہوں اور بسبب ضمیر پھرنے کے دوسرے معنی بھی لئے جا سکیں [1] | (۱) تا بہ بزمِ خویش مارا دادہ است آں سرو بار<br>از نہالِ قامتش آنرا شدیم امیدوار (شمس الدین فقیر)<br>(جب سے اس سرو (معشوق) نے اپنی بزم میں مجھ کو حضوری کی اجازت دی ہے میں اس کے نہال قامت سے پھل (فائدہ) کا امیدوار ہوں)<br>لفظ "بار" دو معنی رکھتا ہے (۱) حضوری (۲) پھل۔ مصرع اول میں حضوری کے معنی میں استعمال ہوا اور لفظ "آن" ضمیر کی وجہ سے دوسرے مصرع میں پھل کے معنی پیدا ہو گئے۔<br>(۲) زباں دے نہ عدو کو کہ یہ تو وہ شے ہے<br>ترے دہن میں رہے یا مرے دہن میں رہے (داغ)<br>اس شعر میں لفظ "زبان" دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔ زبان دینے سے مراد وعدہ کرنا ہے اور دوسرے مصرع میں معمولی معنی مراد ہیں۔ |
| استدراک (یا تدارک) | یہ اس طرح پر ہے کہ شاعر پہلے مصرع میں ایسے الفاظ لائے جن سے ہجو کا گمان ہو مگر دوسرے مصرع میں معلوم ہو جائے کہ ہجو نہیں بلکہ مدح ہے (دیکھو تاکید المدح بما یشبہ الذم) | اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ میں تو یہ / نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اوروں کی تقصیر (ذوق) |

[1] استخدام اور ایہام میں یہ فرق ہے کہ گو استخدام میں بھی مثل ایہام کے ایک لفظ کے دو معنی مراد لئے جاتے ہیں مگر استخدام میں پڑھنے والے کو کسی طرح کا شک اُن معنوں میں باقی نہیں رہتا برخلاف ایہام کے کہ اس میں شک رہتا ہے کہ معلوم نہیں قائل نے کون سے معنی مراد لئے ہیں۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| اطراد | (لغوی معنی پے درپے لانا) اصطلاح میں وہ صنعت مراد ہے جس میں ممدوح کی تعریف اس طرح کیجائے کہ اس کے آباؤ اجداد کا نام یکے بعد دیگرے کلام میں لایا جائے خواہ آباؤ اجداد سے خود ممدوح تک یا ممدوح سے اس کے آباؤ اجداد تک۔ | (۱) بہار گلشن دین محمد عربی — ضیائے چشم علی نور دیدۂ زہرا<br>بہار خرمی خاطر حسین و حسن — سرور سینۂ زین العباد شمع ہدیٰ<br>فروغ شمس شبستان باقر و صادق — غریب خاک خراساں علی بن موسیٰ<br>(محمد جان قدسی)<br>(۲) منیر شکوہ آبادی امام ہشتم یعنی امام رضا علیہ السلام کی تعریف میں کہتا ہے<br>علی کے نور نظر فاطمہ کے لخت جگر — خدا کے نور ریاض رسول حق کے شمیم<br>حضور کے جد امجد ہیں سید الشہدا — قتیل جور و مراد صحیح ذبح عظیم<br>مہ سپہر کرم دلبر حسین و حسن — چراغ خانہ سجاد واجب التکریم<br>نگاہ دیدۂ حق بین باقر معصوم — نہال گلشن صادق امام ہفت اقلیم<br>جناب موسیٰ کاظم ہیں والد امجد — امید گاہ مسیحا و افتخار کلیم<br>(۳) انشا نواب سعادت علی خاں کی مدح میں<br>کیسا وزیر جس کو سعادت علی نے دی — برہان ملک و شجاع و منصور و محتشم<br>اس سے جلال دین محمد ہے آشکار — اسکو کیا ہے حیدر و صفدر نے محترم<br>نواب سعادت علی خاں کے باپ کا نام جلال الدین حیدر اور شجاع الدولہ خطاب تھا وہ ابو المنصور خاں صفدر جنگ کے بیٹے تھے اور برہان الملک سعادت علی خاں صفدر جنگ کے ماموں اور خسر تھے ان اشعار میں صنعت اطراد غیر مرتب ہے برخلاف مثال نمبر (۱) اور (۲) کے کہ اس میں بالترتیب ہے۔ |
| اعتراض | (دیکھو حشو) | |
| اغراق | (دیکھو مبالغہ) | |
| ایراد المثل<br>(یا ارسال المثل) | شعر میں کوئی ضرب المثل باندھنا | (۱) شہر بند ہوائے نفس مباش — سگ شہر استخوان شکار شد<br>(سعدی)<br>لولو چہ قدر دارد اندر میان بحر — گوہر چہ قیمت آرد اندر میان کان<br>(رشید الدین وطواط)<br>(۲) دہان یار سے غنچے کو دعویٰ — مثل سچ ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات<br>(انیس)<br>(۳) سر سرو سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا — تیغ کیا ہے باڑھ کا کاٹنا نام ہے تلوار کا<br>(ذوق) |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| | | (۴) آنکھیں سینکیں غیر اور اپنا دل مضطر جلے<br>وائے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے |
| ایہام (یا توریہ) | ایہام کے لفظی معنی وہم میں ڈالنا اور توریہ کے معنی چھپانا ہے۔ یہ صنعت اس طرح پر ہے کہ کلام میں کوئی ایسا لفظ لایا جائے جس سے سامع تھوڑی دیر کے واسطے وہم میں پڑ جائے یا جس کے معنی قائل نے خفیہ رکھے ہوں۔ ایسے لفظ کے عموماً دو معنی ہوتے ہیں۔ ایک قریب۔ دوسرے بعید۔ معنی قریب سے یہ مطلب ہے کہ رعایات کی مناسبت سے سامع اس کو قبول کرے مگر قائل کی مراد اس سے نہ ہو اور معنی بعید وہ ہیں جن سے قائل کی اصلی مراد ہو اور جو سامع کے ذہن میں بھی تھوڑی دیر تامل کرنے کے بعد آجائیں۔ اسی قریب اور بعید معنی کے لحاظ سے ایہام کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ایہام مجردہ اور (۲) ایہام مرشحہ۔ | |
| ایہام مجردہ | ایہام مجردہ وہ ہے جس میں معنی قریب کے مناسبات کا کلام میں کچھ ذکر نہ ہو۔ | (۱) ایسا کوئی طفلی میں نمودار نہ ہوگا    ہاتھ ایسا لا جعفر کا بھی تیار نہ ہو سکا (انیس)<br>اس شعر میں "تیار" اور "طیار" میں تجنیس صوتی ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | ایہام ہوگیا جعفر کی مناسبت سے پہلے ذہن "طیار" کی طرف منتقل ہوتا ہے<br>مگر تھوڑے تامل کے بعد لفظ "تیار" صحیح معلوم ہوتا ہے<br>(۲) نشہ ہو جسکو محبت کا سبزہ رنگوں کی عجب نہیں جو وہ مشہور سب میں بھنگی ہو<br>(ظفر)<br>بھنگی کے دو معنی ہیں (۱) حلال خور (۲) وہ شخص جو بھنگ پیتا ہو۔ معنی قریب (حلال خور) کی طرف ذہن پہلے منتقل ہوتا ہے مگر اسکی رعایات کا شعر میں کچھ ذکر نہیں۔ |
| ایہام مرشحہ | وہ ہے جسمیں معنی قریب کے مناسبات کا کلام میں ذکر کیا جائے جیسے | (۱) کعبہ میں جان بلب تھے ہم دوری بتاں سے<br>آئے ہیں پھر کے یارو اب کی خدا کے یہاں سے<br>(دبیر)<br>خدا کے یہاں سے پھرنے کے دو معنی ہیں (۱) خدا کے گھر یعنی بیت اللہ سے واپس آنا۔ (۲) مر مر کے جینا۔ یہاں معنی قریب کی مناسبت لفظ کعبہ سے ہے اس لئے ایہام مرشحہ ہے۔<br>(۲) عالم ہوں علم عشق کا ہیں کر نہ ہمسری<br>اے عندلیب تو ہے پڑھی بوستاں تلک<br>(ذکریا)<br>لفظ بوستاں میں ایہام ہے اس کے دو معنی ہیں (۱) شیخ سعدیؒ کی مشہور کتاب (۲) باغ۔ معنی نمبر (۱) کے مناسبات "عالم" اور "علم" پہلے مصرع میں مذکور ہیں لہذا ایہام مرشحہ ہے۔ |
| ایہام تناسب | (یہ گو کہ ایہام کی کوئی مستقل قسم نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق صنعت مراعاۃ النظیر سے ہے لیکن اسمی مشارکت کی وجہ سے اسکا ذکر اسی جگہ کر دیا گیا)<br>ایہام تناسب سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں ایسے دو لفظ استعمال کئے جائیں | (۱) گفتے ودعا شقی ہم پیشہ را چوں من نمی خواجہ<br>خورم گر آب شیریں بیا دم کوہکن آید<br>اس شعر میں "شیریں" کے دو معنی ہیں اور کوہکن ایک ہی معنی رکھتا ہے شیریں کے دو معنی یہ ہیں (۱) معشوقۂ فرہاد کا نام اور (۲) میٹھا۔ چونکہ پہلے معنی اور لفظ فرہاد میں ایک مناسبت ہے لہذا اس کو ایہام تناسب کہتے ہیں۔ |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| ایہام تناسب۔ | جن میں ایک لفظ کے ایک معنی ہوں اور دوسرے لفظ کے دو معنی ہوں مگر ان دو معنوں میں سے ایک کا تناسب پہلے لفظ کے ساتھ ہو اور اسی تناسب میں ایہام واقع ہو۔<br>ایک قسم ایہام کی یہ بھی ہے کہ کلام میں ایسا لفظ استعمال کیا جائے جس میں قریب و بعید معنوں کا کچھ امتیاز نہ ہو بلکہ قائل نے فی الحقیقت اُس کو دو معنوں میں مساوی طور پر استعمال کیا ہو اور سامع بھی وہی دو معنی ان سے مراد لے اصلی ایہام کی شان یہی ہے۔ | (۲) کر یاد کہیں چہ ذقن کو کود سے نہ کنوئیں میں باؤلی ہو (نسیم)<br>لفظ "باؤلی" کو جو ایک قسم کا گہرا کنواں ہوتا ہے کنوئیں کے ساتھ مناسبت ہے۔ یہ مراد شاعر کی نہیں ہے بلکہ "باؤلی" کے دوسرے معنی یعنی دیوانی عورت مراد ہے<br>(۳) مجلس کو اشک نظم سے رشک چمن کروں<br>مداحی حسینؑ بوجہ حسن کروں (انیس)<br>اس میں لفظ حسن کے دو معنی ہیں (۱) مراد حضرت امام حسین علیہ السلام کا اسم گرامی (۲) نیک اور خوب۔ پہلے معنی کو لفظ حسین سے مناسبت ہے مگر یہ شاعر کے ذہن میں نہیں ہیں بلکہ دوسرے معنی مراد ہیں اس شعر میں لفظ اشک اور رشک میں صنعت تجنیس لاحق بھی ہے۔<br>(۴) دریائے حسن یار تلاطم کرے کہیں خواہش ہو اپنے جی میں بھی بوس و کنار کی (دبیر)<br>"کنار" کے دو معنی ہیں (۱) کنارۂ دریا (۲) گود۔ پہلے معنی کو لفظ دریا سے مناسبت ہو مگر مقصود دوسرے معنی ہیں<br>(۵) خنجر عشق خون من ریخت بجا کیائے تو رائے تو بود کشتنم کشتہ شدم برائے تو (کاتبی نیشاپوری)<br>"برائے تو" کے دو معنی ہیں (۱) تیری رائے کے مطابق (۲) تیرے واسطے اور دونوں معنی مساوی طور پر لئے جا سکتے ہیں۔ |
| ایہام تضاد | (دیکھو طباق) | |
| تاکید المدح بما یشبہ الذم | تعریف کی تاکید ایسے الفاظ میں کرنا جو ہجو سے مشابہت رکھتے ہوں یعنی وہ الفاظ بظاہر ذم پر دلالت کریں مگر فی الحقیقت اُن سے مدح کی تاکید ہوتی ہو۔ یا تعریف اس نہج سے کرنا | (۱) گرش شمائل چوں بحر شعر موزون است<br>چراست بحر کفش را عطائے ناموزوں (مختاری)<br>(اگرچہ اس کی تمام خصلتیں مثل شعر کی بحر کے سب موزوں ہیں مگر اسکی ہتھیلی کے بحر (سمندر) کی عطا ناموزوں ہے یعنی اُس کی ہر بات میں موزونیت ہو مگر اُس کی سخاوت میں کوئی موزونیت یا حد نہیں ہے) |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| تاکید المدح بما یشبہ الذم۔ | کہ مصرع اول میں تعریف بصورت کلیہ کے کیجائے اور مصرع دوم میں اُس کا مستثنیٰ اس انداز سے بیان کیا جائے کہ بظاہر وہ ذم کی صورت رکھتا ہو مگر دراصل اُس سے مدح کی تاکید ہوتی ہو<br>(نیز دیکھو استدراک) | (۲) ہر آنکہ نام تو بر دل نوشت گشت عزیز — مگر درم کہ ز دست تو می کشد خواری (سلمان ساوجی)<br>(جس کسی نے تیرا نام اپنے دل پر لکھا وہ معزز ہو گیا مگر اس کلیہ سے درم مستثنیٰ ہے کیونکہ تیری سخاوت کی وجہ سے وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے)<br>عدل و انصاف تو شاہا بکمال است ولیک — ایں قدر ہست کہ در بذل نداری انصاف<br>(اس میں کوئی شک نہیں کہ عدل و انصاف تجھ میں بدرجہ کمال موجود ہے مگر اس کی کیا وجہ کہ سخاوت و عطا میں تو انصاف سے کام نہیں لیتا)<br>(۳) انصاف یہ اب عہد میں اُس کے ہے کہ فریاد<br>لایا نہ لبوں تک کوئی بجز از جرس و زنگ (سودا)<br>یعنی تیرے عہد میں اتنا کامل انصاف ہے کہ کسی کے منہ سے فریاد نہیں نکلتی۔ البتہ اس کلیہ کے مستثنیٰ جرس اور زنگ ہیں کہ وہ ہمیشہ بجتے رہتے ہیں گویا فریاد کرتے رہتے ہیں۔<br>(۴) میخانۂ جہاں میں کرم سے ترے نہیں — کوئی شکستہ حال بجز توبہ و خمار (سودا)<br>یعنی دنیا میں تیرے کرم کی وجہ سے کوئی شکستہ حال نہیں ہے البتہ دو چیزیں یعنی توبہ اور خمار کو ہر وقت شکست ہے۔ |
| تاکید الذم بما یشبہ المدح | یہ صنعت مذکورۂ بالا کے برعکس ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ کلام میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن سے بظاہر تو مدح معلوم ہو مگر دراصل اُن سے مذمت نکلے | (۱) ہمیشہ خصم تو در سایۂ ہمائے بود — ز بسکہ بر سرش از بہر استخواں آید (مختاری)<br>(تیرے دشمن کے سر پر ہمیشہ ہما کا سایہ رہتا ہے کیونکہ وہ اس کی ہڈیاں کھانے کے لئے اُس کے سر پہ چکر کھایا کرتا ہے) ہما کا سر پہ سایہ رہنا مدح ہے مگر جب وہ ہڈیاں کھانے کے واسطے آئے تو اس سے مذمت نکلی۔<br>(۲) طاعت ما ہم بسوئے آسمانہا میرود — روز محشر چوں بعصیاں ہم ترازو میشود (کلیم)<br>(ہماری عبادتیں بھی قیامت کے دن شرفِ قبولیت پائیں گی مگر اسطرح کہ اُن سے ہمارے گناہوں کا مقابلہ کیا جائے گا)<br>(۳) ہے بہشتِ شیخ کی نعمت فقط اتنا — جنت آدم میں لٹتے کب ہوں صفا |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| تاکید الذم بمایشبہ المدح۔ | | مفتری و دروغی و محتال (میر)<br>پہلے دو مصرعوں میں شیخ کی تعریف ہے مگر تیسرے مصرع میں اُس کی وضاحت کی گئی تو وہی تعریف ذم سے بدل گئی۔<br>(۴) اسیرانِ قفس پر جب عنایت آپ کرتے ہیں<br>کسی کو ذبح کرتے ہیں کسی کے پر کترتے ہیں<br>(ذوقؔ)<br>کسی پر عنایت کرنا قابل تعریف بات ہے مگر اس کی تفصیل جب ذبح کرنے اور پر کترنے سے کی گئی تو وہ مذمت ہو گئی۔ |
| تبلیغ<br>تجاہل العارف<br>(سوق المعلوم مساق غیرہ) | (دیکھو مبالغہ)<br>(لغوی معنی جان بوجھ کر انجان بننا)<br>کسی چیز کی نسبت باوجود علم کے اپنی ناواقفیت ظاہر کرنا تاکہ اسکی تعریف میں مبالغہ کیا جائے۔ | (۱) عارض است ایں یا قمر یا لالۂ حمراست ایں<br>یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہاست ایں<br>(جامیؔ)<br>اس شعر میں شاعر نے معشوق کے عارض سے ناواقفیت ظاہر کر کے اس کو چار چیزوں سے تشبیہ دی ہے یعنی قمر۔ لالہ۔ شعاع۔ شمس اور آئینہ۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی تشبیہ سے تعریف میں کس قدر مبالغہ ہو گیا۔ (پوری غزل اسی صنعت میں ہے)<br>(۲) تاللہ یا ظبیات القاع قلن لنا<br>لیلای منکن ام لیلی من البشر<br>(خدا کی قسم اے جنگل کے ہرنوں ہم سے یہ بتلاؤ کہ لیلےٰ تم میں سے ہے یا وہ انسان ہے) اس تجاہل سے کمال حیرت اور عشق ظاہر ہوتا ہے۔<br>(۳) ہے ستارہ ذوذنب یا رُخ ہے زلف یار میں<br>خال ہے خورشید میں یا تل ہے یہ رخسار میں<br>(ناسخؔ)<br>اس شعر میں رخ کو ستارۂ ذوذنب سے اور رخسار کے تل کو آفتاب کے دھبہ سے تشبیہ دی ہے۔ |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| | | (۴) موشگافی تو بہت کی نہوا پر معلوم گیسوؤں میں ہے کمر یا ہیں کمر پر گیسو (وفا)<br>یہاں تجاہل تحیر و تعجب کا فائدہ دیتا ہے اور نتیجہ وہی گیسو اور کمر کی تعریف ہے |
| تدبیج | (دیکھو طباق) | |
| ترجمہ | کسی مضمون کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا مگر شرط یہ ہے کہ یہ ترجمہ لفظی ہو نہ کہ معنوی دوسرے یہ کہ رعایت نظم و موزونیت کا بھی خیال رہے۔ | (۱) عشق عصیان است اگر مستور نیست کشتۂ تیغ زباں مغفور نیست (نظیری)<br>عشق عصیاں ہے اگر مخفی و مستور نہیں کشتۂ تیغ زباں ناجیٔ و مغفور نہیں<br>(۲) گفتمش کہ زخود ی دل من نیست پدید اندوہ بزرگ تو در دچوں گنجید<br>گفتا کہ ز دل بدیدہ باید نگرید خرد است بدیدہ گہا بتوا ند دید (ابوالفرج رونی)<br>میں نے جو کہا کہ تو ذرا سا ہے دلا کیوں کر غم بسیار نے کی تجھ میں جا<br>دل بولا کہ آنکھ بھی ہے اک چھوٹی سی شے اور اس میں سما جاتا ہے دیکھو کیا کیا (جلال لکھنوی)<br>(۳) ترا ز کوئے اجل کے فرار خواہد بود قرارگاہ تو دار القرار خواہد بود<br>ترا بہ تختہ تابوت در کشند از تخت گرت خزانہ و لشکر ہزار خواہد بود<br>ترا بہ کنج لحد سالہا بباید خفت تن تو طعمۂ ہر مور و مار خواہد بود (سعدی)<br>اجل کے کوچے میں تیرا گذارہ ہو دیگا ترا قرار بدار القرار ہووے گا<br>دھریں گے تجھ کو جنازہ میں تخت شاہی سے اگر خزانہ و لشکر ہزار ہووے گا<br>لحد کے گوشے میں تجھ کو زمیں پہ سونا ہے بدن ترا خورش مور و مار ہووے گا (شیدا)<br>اگر ایک ہی شعر یا مصرع میں ایک لفظ کے بعد دوسرا لفظ جو اس کا ترجمہ ہو لایا جائے تو اس کو ترجمۃ اللفظ کہتے ہیں جیسے ؎<br>تیرا ہاتھی ہے فلک، کاہکشاں ہے خرطوم کان دونوں مہ خورشید ہیں دنبا یہ ہی دُم (ذوق)<br>مقصود بالتمثیل سر اور راس ہے۔ عربی میں سر کو راس کہتے ہیں [1] |

[1] کبھی جو لفظ بطور ترجمہ کے استعمال ہوتا ہے اس کے دو معنی ہوتے ہیں ایک تو وہی جو اصل لفظ کے معنی ہوں۔ دوسرے کچھ اور معنی جس سے شاعر کی مراد ہوتی ہے ؎ چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا ؛ گذری شب فراق دن آیا وصال کا (انیس) یہاں "لال" لفظ "سرخ" کا ترجمہ ہے مگر مراد شاعر کی دوسرے معنی ہیں یعنی پیارا بچہ۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| تعجب | کلام میں کسی چیز پر تعجب ظاہر کرنا کسی فائدہ یا غرض سے جو عموماً مدح ہوتی ہے ایسے موقع پر ابتدائے کلام میں الفاظ تعجب مثلاً اللہ اللہ ، اللہ اکبر ، اے عجب ، یا للعجب وغیرہ لاتے ہیں ۔ | (۱) اے عجب شمشیر خسرو از چہ سبزہ زنگ شد<br>چوں ہمہ سالہ زخون لعل می سازد خورش<br>(کمال اسمٰعیل)<br>اس شعر میں تعجب سے شمشیر کی خونریزی میں مبالغہ مقصود ہے ۔<br>(۲) نام کو اللہ اکبر کیا ترے توقیر ہو   داخل ہر بانگ ہے شامل ہر تکبیر ہے<br>(ذوق) |
| تفریق و تقسیم | (دیکھو جمع و تفریق وغیرہ) | |
| تلمیح | شعر میں کسی مشہور تاریخی واقعہ قصہ ، یا مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا ۔ | (۱) چہ حاجت کہ نہ کرسی آسماں   نہی زیر پائے قزل ارسلاں<br>(سعدی)<br>اس میں ظہیر فاریابی کے اس شعر کی طرف اشارہ ہے جو اس نے قزل ارسلان کی مدح میں کہا تھا ؎<br>نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پا   تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں دہد<br>اور بادشاہ نے بجائے خوش ہونے اور انعام دینے کے شاعر کو سخت سزا دی تھی ۔<br>(۲) جیت کر آوے لڑائی جو مہا بھارت کی<br>تو جدھشٹر بھی کرے نذر سر درجودھن<br>(انشاء)<br>اس میں مہا بھارت کی مشہور لڑائی کی طرف اشارہ ہے جو پانڈوں اور کوروں میں ہوئی تھی ۔ راجہ جدھشٹر پانڈوں کا اور درجودھن کوروں کا سردار تھا اور فتح پانڈوں کی ہوئی تھی ۔ |
| تناسب | (دیکھو مراعاۃ النظیر) | |
| تنسیق الصفات | (لفظی معنی صفتوں کو قاعدہ سے رکھنا) اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ کسی شخص یا چیز کی تعریف متواتر صفتوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے ترتیب کیساتھ بیان کیا جائے ۔ | (۱) پاک دنداں ، تیز تگ ، آہختہ گردن ، خرد گوش<br>سخت سُم ، محکم قوائم ، پہن پشت ، آگندہ بال<br>(امیر معزی)<br>اس شعر میں گھوڑے کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں<br>(۲) سنبلہ دم ماہ سم لاغر میاں فربہ کفل   طالع شہباز ، اقبال ہما ، اوج عقاب |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| تنسیق الصفات | | کہکشاں تنگ، آسماں سنگ، ابر سایہ، برق تنگ<br>تیز دم، آتش قدم، گیسو لجام، ابرو رکاب<br>(شبیر شکوہ آبادی)<br>یہ اشعار بھی گھوڑے کی تعریف میں ہیں<br>(۳) خوش خو و خوش خرام و خوش اندام و خوش لگام<br>گل پوش و تیز ہوش و سمن گوش و سرخ فام<br>(انیس گھوڑے کی تعریف میں)<br>(۴) فیاض حق شناس اولوالعزم ذی شعور<br>خوش فکر بذلہ سنج ہنر پرور و غیور<br>(انیس در صفات رفقائے حضرت امام حسینؑ)<br>(۵) وہ شہنشاہ بہادر شہ کسریٰ انصاف خسرو جم خدم و دادگر دارا حشمت<br>قوت ملت و دین قاطع کفر و الحاد حامی شرع مبیں ماحی شرک و بدعت<br>(ذوق) |
| توریہ<br>توفیق<br>توجیہ | (دیکھو ایہام)<br>(دیکھو مراعاۃ النظیر)<br>(دیکھو محتمل الضدین) | |
| جامع اللسانین | (لغوی معنی دو زبانوں کو جمع کرنیوالا)<br>ایسا کوئی فقرہ یا مصرع جو بجنسہٖ یا تبدیل نقاط کے ساتھ دو زبانوں میں پڑھا جا سکے۔ اس کو ذو لسانین بھی کہہ سکتے ہیں (دیکھو صنائع لفظی ذو لسانین) | یار آجائے تو بہتر (اردو)<br>یارا جائے تو بہتر (فارسی) (مطلب دوست تیری جگہ بہتر ہے)<br>(۲) تازہ شے بہتر (فارسی)<br>بارہ سے بہتر (اردو) |
| جمع۔ تفریق۔ تقسیم | (الف) دو یا زیادہ چیزوں کو ایک حکم میں جمع کرنا اصطلاح میں جمع کہلاتا ہے | (۱) نشاید یافتن در ہیچ برزن وفا در اسپ و در شمشیر و در زن (نظامی)<br>(۲) بوئے گل، نالۂ دل، دود چراغ محفل جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا (غالب)<br>(۳) درد دل، زخم جگر، کلفت غم، داغ فراق آہ عالم یہ مرے ساتھ چلا کیا کیا |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| جمع تفریق تقسیم ۔ | | کیا کہوں تجھ سے کہ کیا دیکھا ہے تجھ میں میں نے<br>عمزۂ و عشوۂ و انداز و ادا کیا کیا کچھ<br>(۴) حسن میں لیلیٰ و عذرا و ایاز و شیریں<br>دمن دیو سف وہ جانِ جہاں تو ہی ایک (حسرت)<br>عشق میں وامق و محمود و زلیخا اور نل<br>قیس و فرہاد یہ میں خاک فشاں تو ہی ایک<br>اس قطعہ میں حسن و عشق دونوں چیزوں میں سات سات اشخاص کو ایک حکم میں جمع کیا ہے اس کے علاوہ صنعت لف ونشر غیر مرتب بھی ہے |
| | (ب) ایک قسم کی دو چیزوں میں فرق ظاہر کرنا تفریق کہلاتا ہے ۔ | (۱) زین چکد آب وزاں بیار خون<br>مژۂ من کجا و ابر کجا (میر شمس الدین فقیر)<br>اس شعر میں مژہ اور ابر نوع ریزش میں شریک ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ابر سے پانی برستا ہے اور مژہ سے خون ۔<br>(۲) تفاوت قامت یار اور قیامت میں ہے کیا ممنوں<br>وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے ۔<br>قامت یار اور قیامت میں فرق کسقدر خوبصورتی سے ظاہر کیا ہے ۔<br>(۳) تمہارے سروقامت سے ایک قد آدم<br>قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہیں[1] (غالب)<br>اس میں بھی معشوق کے قامت اور قیامت میں ایک قد آدم کا فرق نکالا ہے ۔ |
| | (ج) جب ایک چیز کے چند اجزا یا چند چیزوں کا ایک ساتھ ذکر کریں اور پھر ہر ہر جزو کے ساتھ اس کے منسوبات بیان کریں تو اس کو اصطلاح میں تقسیم کہتے ہیں[2] | (۱)<br>دستے کہ گرفتے سر آں زلف چو شست<br>پائے کہ رہ وصل نوشتے پیوست<br>زاں دست کنوں در گل غم دارم پا<br>زاں پائے کنوں بر سر دل دارم دست (خاقانی)<br>(ایک زمانہ تھا کہ میرے ہاتھ میں میرے معشوق کی زلف اس طرح رہتی تھی جس طرح جال میں مچھلی ۔ اور میرا پاؤں اس کی راہ میں برابر چلا کرتا تھا ، اب اس ہاتھ کا یہ حال ہے کہ |

[1] اس شعر کے معنی کے لئے دیکھو ادماج مثال (۵)

[2] صنعت تقسیم اور لف ونشر میں یہ فرق ہے کہ لف ونشر میں تعین متکلم کی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ سامع اپنے ذہن سے ہر چیز کے مناسبات کو اُس سے متعلق کر لیتا ہے اور صنعت تقسیم میں خود متکلم مناسبات بتا دیتا ہے

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| جمع۔تفریق تقسیم۔ |  | اُس کی وجہ سے غم کی دلدل میں میرا پاؤں پھنسا رہتا ہے اور اس پاؤں کی وجہ سے اب میں دل پر ہمیشہ ہاتھ رکھے رہتا ہوں ۔ |
| تقسیم مسلسل | یہ بھی تقسیم کی ایک قسم ہے اور یہ اسطرح پر ہے کہ ایک مصرع یا ایک بیت میں چند چیزیں بیان کی جائیں اور پھر دوسرے مصرع یا بیت میں انھیں چیزوں کے مطابق الفاظ لائے جائیں ۔ | کوئی ہے کافر کوئی مسلمان، جدا ہر اک کی ہے راہ ایماں<br>جو اُس کے نزدیک رہبری ہو وہ اس کے نزدیک رہزنی ہے (ذوق)<br>پہلے مصرع میں کافر اور مسلمان کا ذکر کیا اور دوسرے مصرع میں اُنکے مناسب الفاظ رہزنی اور رہبری استعمال کئے ۔<br>(۲) نظیرؔ حضرت دل کا نہ کچھ کھلا احوال خدا ہی جانے یہ ندرت مآب ہے کیا چیز<br>جو سخت ہووے تو ایسا کہ کوہ آہن کا جو نرم ہووے تو برگ گلاب ہو کیا چیز<br>اس قطعہ میں دل کے احوال بیان کئے ہیں ۔ سختی کو کوہ آہن سے اور نرمی کو برگ گلاب سے نسبت دی ہے<br>(۳) کٹ کٹ کے ذوالفقار سے گرتے تھے خاک پر<br>پہونچوں سے ہاتھ، شانوں سے بازو، تنوں سے سر<br>قبضہ سے تیغ، بر سے زرہ، ہاتھ سے سپر<br>برچھی سے پھل، کمان سے زہ، زین سے تبر (انیس)<br>پہلے مصرع میں جن جن چیزوں کا ذوالفقار سے کٹ کر خاک پر گرنا بیان کیا ان کی تقسیم باقی تین مصرعوں میں کر دی ۔ |
| جمع با تفریق | جب دو مختلف چیزیں ایک حکم میں جمع کیجائیں اور پھر اُنمیں فرق نکالا جائے اس کو جمع با تفریق یعنی جمع اور تفریق کا یکجا کرنا کہتے ہیں ۔ | (۱) جائے خصمت چو جائے تست رفیع آن تو تخت و آن خصمت دار<br>دیترے دشمن کی جگہ بھی مثل تیری جگہ کے بلند ہے ۔ تیری جگہ تخت اور تیرے دشمن کی جگہ سولی ہے ۔ اس میں ممدوح اور اس کے دشمن کو ایک حکم میں یعنی جگہ کی رفعت میں یکجا کیا ۔ پھر اسمیں فرق ظاہر کر دیا ۔<br>(۲) غنچہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے<br>اسے تیر قضا اُس کو پر تیر قضا سمجھے (ذوق) |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| جمع بالتفریق | | (اس میں نگہ اور مژہ دونوں کو بلا خیال کیا ہے اور دوسرے مصرع میں دونوں میں فرق بتلا دیا۔<br>(۳) غنچۂ دسوسن کیا ہو شکر احسان بہا ؎ وہ زبان بیدہن ہے یہ دہان بے زباں<br>(امیر) |
| جمع بالتقسیم | جب چند چیزیں ایک حکم میں جمع کیجائیں اور پھر ہر ایک کو ایک خصوصیت کیساتھ منسوب کریں تو اس کو جمع بالتقسیم کہتے ہیں۔ | (۱) بے تو چہ شمع کردہ ام خندۂ دگریہ کار خود<br>خندہ بروز دل کشم گریہ بروز گار خود<br>(ابی نیشاپوری)<br>پہلے مصرع میں خندہ دگریہ کو جمع کیا ہے اور دوسرے مصرع میں انکی علٰحدہ علٰحدہ تقسیم کر دی۔<br>(۲) روشن ہوا ہمیں عارض تاباں تو ہمیں داغ ؎ کیا کم شب فراق سے زلف سیاہ ہے<br>(آتش)<br>اس میں شب فراق اور زلف سیاہ کو ایک حکم میں داخل کیا اور ان کی علٰحدہ علٰحدہ خصوصیتیں بھی بتا دیں۔ اس شعر میں قابل توجہ بات ہے کہ تقسیم قبل از جمع واقع ہوئی ہے۔<br>(۳) اک رہا مژگاں کی صف میں ایک کے ٹکڑے ہوئے<br>دل جگر جو تیر دونوں اپنے غمخوار دل میں تھے<br>اس میں بھی پہلے مصرع میں تقسیم اور دوسرے میں جمع ہے۔ |
| جمع بالتفریق وتقسیم | جب متعدد چیزیں ایک حکم میں جمع کی جائیں پھر ان کا فرق ظاہر کیا جائے اور اسی کے ساتھ اُن کے مناسبات علٰحدہ علٰحدہ بیان کئے جائیں تو اس کو جمع بالتفریق وتقسیم کہتے ہیں۔ | (۱) مجلس دو آتش دادہ برایں از حجر واں از شجر<br>ایں کردہ منقل را مقر واں جام را جا داشتہ<br>(خاقانی)<br>(مجلس میں دو قسم کی آگ ہے ایک پتھر کی (یعنی معمولی کوئلے کی آگ) دوسرے نباتی (شراب) سے مراد ہے کیونکہ شراب انگور سے بنتی ہے اور انگور ایک درخت کا پھل ہے) اول الذکر کی جائے قرار انگیٹھی ہو اور آخر الذکر کی جام)<br>اس شعر میں دو آگوں کا بطریق ثمرہ مجلس کیجا ذکر کرنا صنعت جمع ہے پھر اس کی تفریق حجر اور شجر کی صنعت تفریق ہے اور دوسرے مصرع |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| جمع بالتفریق و تقسیم۔ | | میں دونوں آگوں کی جائے قرار کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرنا صنعت تقسیم ہے<br>ان صنعتوں کے علاوہ اس شعر میں لف و نشر مرتب بھی ہے<br>(۲) مری آہ اور ترا طرہ ہے سنبل شکل میں لیکن<br>وہ تار سوختہ یہ شاخ سرو جوئباری کی<br>سدا اُس نار سے دوزخ کو ہے امید جلنے کی<br>سدا اس شاخ سے جنت کو خواہش آبیاری کی<br>اس کے پہلے مصرع میں دو چیزوں یعنی آہ اور طرۂ معشوق کو سنبل سے تشبیہ دے کر ایک حکم میں جمع کیا لہٰذا یہ صنعت جمع ہے، دوسرے مصرع میں ان دونوں میں فرق ظاہر کر دیا۔ یہ تفریق ہے اور دوسرے شعر میں ان دونوں چیزوں کے مناسبات بیان کئے۔ یہ تقسیم ہے۔ |
| حسن تعلیل | (لغوی معنی علت بیان کرنے کی خوبی یعنی جدت) اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ کسی چیز کے وقوع کے واسطے کوئی ایسی علت بیان کی جائے جو واقعی نہو بلکہ اس میں کوئی شاعرانہ جدت و نزاکت پیش نظر رکھی جائے | (۱) تا چشم تو ریخت خون عاشق زلف تو گرفت رنگ ماتم (قاآنی)<br>(چونکہ تیری آنکھوں نے عاشق کا خون بہایا لہٰذا اُس کی سوگواری میں تیری زلف کا رنگ سیاہ ہو گیا۔)<br>معشوق کے بالوں کے سیاہ رنگ کی علت شاعر نے یہ ٹھہرائی کہ معشوق نے عاشق کو جو مار ڈالا اس کے رنج میں اُنھوں نے ماتمی رنگ اختیار کیا۔<br>(۲) سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں<br>خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں (غالب)<br>لالہ و گل کے اُگنے کی جو کچھ نیچرل وجہ ہو۔ شاعر کے نزدیک اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ زمین کے نیچے حسین لوگ دفن ہیں اُنھیں کا حسن کبھی کبھی لالہ و گل کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔<br>(۳) کس کے ہے زیر زمیں دیدۂ نمناک ہنوز جا بجا سوتے ہیں پانی کے تہ خاک ہنوز (سودا)<br>زمین کے نیچے جو پانی کے سوتے جاری ہیں اس کی شاعرانہ توجیہ یہ ہے کہ |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| حسن تعلیل | | کسی کے دیدۂ نمناک تہہ خاک دفن ہیں<br>(۲) ہر گہہ دو کعبہ گشت کندو کدام سو    زین وجہ مرغ قبلہ نما سخت مضطر است<br>(سودا و تعریف مسجد)<br>قبلہ نما کی سوئی جو ہر وقت تھراتی رہتی ہے اس کی شاعرانہ وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ یہ مسجد بھی بزرگی میں مثل کعبہ کے ہے لہذا اب دو کعبے ہو گئے۔ اب وہ سوئی سخت اضطراب میں ہے کہ کس طرف منہ کرے کعبہ کی طرف یا اس مسجد کی طرف۔ |
| حشو (یا اعتراض) | حشو (یعنی زوائد) سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں ایسا لفظ یا الفاظ لائے جائیں جن کے بغیر بھی کلام پورا ہو سکتا ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔<br>(۱) حشو قبیح وہ ہے جس سے کلام میں کسی قسم کی عمدگی اور خوبصورتی نہ پیدا ہو بلکہ کلام کا مرتبہ گر جائے<br>(۲) حشو متوسط وہ ہے جس سے کلام میں حسن و قبح دونوں میں سے کسی کا اضافہ نہ ہو یعنی نہ ترقی ہو نہ تنزل۔<br>(۳) حشو ملیح - وہ ہے جس سے کلام میں حسن و خوبی بڑھ جائے | از بسکہ بار منت تو برتنم نشست    در زیر منت تو نہانست و مستتر<br>(کمال اسمٰعیل)<br>اس میں لفظ مستتر زائد و بیکار ہے۔<br>گر بخندم وال پس از عمر بیست گویند زہر خند<br>ور بگریم وال بہ از دہ زیست گویند خون گری<br>(انوری)<br>اس میں "پس از عمر بیست" اور "بہ از دہ زیست" بطور حشو یعنی جملہ معترضہ کے واقع ہوئے ہیں اور ان سے کلام کا حسن بڑھ گیا ہے۔ |
| رجوع | یہ صنعت اس طرح پر ہے کہ جو بات کہی جائے وہ آگے چل کر کاٹ دی جائے | (۱) چو ماہ بود و چو سرو نہ ماہ بود نہ سرو    قبا ندارد سرو و کمر نہ بندد ماہ<br>(عنصری)<br>ممدوح کو پہلے سرو اور چاند سے تشبیہ دی پھر اپنی بات خود کاٹ دی۔ |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| رجوع۔ | اور مقصود اس سے مدح میں ترجیح و ترقی ہو | اور کہا کہ یہ غلط ہے کیوں کہ سرو کے پاس قبا کہاں اور چاند کمر کب باندھتا ہے<br>(۲) جیسے یہ صورت و سیرت کرامت حق نے کی ہو وے<br>بجا ہے کہئے ایسے کو اگر اب یوسف ثانی<br>معاذ اللہ یہ کیسا حرف بے موقع ہوا سرزد<br>جو اس کو پھر کہوں تو ہوں میں مردود مسلمانی<br>کدھر اب فہم ناقص لے گیا مجھ کو نہ یہ سمجھا<br>کہ وہ مہر الوہیت ہے یہ ہے ماہ کنعانی<br>(سودا)<br>پہلے شعر میں ممدوح یعنی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن صورت و سیرت میں حضرت یوسف علیہ السلام سے تشبیہ دی۔ پھر دوسرے شعر میں لفظ معاذ اللہ کہہ کے اپنے کلام سابق سے رجوع یعنی انحراف کیا اور تیسرے شعر میں اسکی وجہ بیان کر دی۔ |
| سوال و جواب[1] | یہ صنعت یعنی ایک سوال کرنا اور پھر اسکا جواب دینا۔ کبھی ایک مصرع میں کبھی پورے بیت میں اور کبھی دو بیتوں میں برتی جاتی ہے | (۱) دلدار کہ تا کیستی؟ گفتم و عاشق شما<br>عزم کجا داری بگو؟ گفتم سر کوئے شما (حافظ)<br>ساری غزل اسی صنعت میں ہے۔<br>(۲) میں نے کہا کچھ خوف کلکتہ کا نہیں ہے<br>کہنے لگے آجائیں ابھی وہ تو بکٹ جاؤ<br>میں نے کہا افکار سے پیچھا نہیں چھٹتا<br>کہنے لگے تم جانب میخانہ لپک جاؤ<br>میں نے کہا اکبر میں کوئی رنگ نہیں ہے<br>کہنے لگے شعر اس کے جو پڑھ لو تو پھڑک جاؤ<br>(۳) قاآنی کا حسب ذیل قصیدہ سارا اسی صنعت میں ہے۔<br>یارو چہ؟ خون کہ؟ دیدہ چسان؟ روز و شب چرا؟<br>از غم۔ کدام غم؟ غم سلطان کربلا<br>نامش کہ بد؟ حسین۔ ز نژاد کہ؟ از علی<br>مامش کہ بود؟ فاطمہ۔ جدش کہ؟ مصطفےٰ<br>چوں شد؟ شہید شد۔ بکجا؟ دشت ماریہ |

[1] اس صنعت اور مکالمہ میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر میں سوال و جواب دونوں ایک ہی شخص کیطرف سے ہوتے ہیں اور آخر الذکر میں دو شخصوں کی طرف سے۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| سوال و جواب | | کے؟ عاشر محرم۔ پنہاں؟ نہ برملا<br>شب کشتہ شد؟ نہ روز۔ چہ ہنگام؟ وقت ظہر<br>شد از گلو بریدہ سرش؟ نے نے از قفا<br>سیراب کشتہ شد؟ نہ۔ کس آبش بداد؟ داد<br>کہ؟ شمر۔ از چہ چشمہ؟ ز سرچشمۂ فنا<br>مظلوم شد شہید؟ بلے۔ جرم داشت؟ نہ<br>کارش چہ بد؟ ہدایت۔ یارش کہ بد؟ خدا<br>. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .<br>. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .<br>خود کرد این عمل؟ نہ۔ فرستاد ناسزا<br>نزد کہ؟ نزد زادۂ مرجانۂ دغا<br>ابن زیاد زادۂ مرجانہ بد؟ نعم<br>از گفت یزید تخلف نہ کرد؟ لا<br>این نابکار کشت حسین را بدست خویش؟<br>نہ۔ او روانہ کرد سپہ سوئے کربلا<br>میر سپہ کہ بد؟ عمر سعد۔ او برید<br>حلق عزیز فاطمہ؟ نہ شمر بے حیا<br>خنجر برید؟ خنجر او را۔ نہ کرد شرم؟<br>کرد۔ از چہ پس برید؟ پند رفت از قضا<br>بہر چہ؟ بہر آنکہ بود خلق را شفیع<br>شرط شفاعتش چہ بود؟ نوحہ و بکا<br>کس کشتہ شد ہم از پسرانش؟ بلے۔ دو تن |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| سوال و جواب۔ | | دیگر کہ؟ نہ برادرو۔ دیگر کہ؟ اقربا<br>دیگر پسر نداشت؟ چرا داشت۔ آنکہ بود؟<br>سجاد۔ چوں بداد؟ بغم رنج مبتلا<br>ماند او بکربلائے پدر؟ نہ بشام رفت۔<br>باعز و احتشام؟ نہ بذلت و عنا<br>تنہا؟ نہ۔ بازنان حرم۔ نام شان چہ بود؟<br>زینب۔ سکینہ۔ فاطمہ۔ کلثوم بے نوا<br>برتن لباس داشت؟ بلے۔ گرد رہ گذار<br>برسر عمامہ داشت؟ بلے چوب اشقیا<br>بیمار بد؟ بلے۔ چہ دوا داشت؟ اشک چشم<br>بعد از دوا غذاش چہ بد؟ خون دل غذا<br>کس بود ہمرہش؟ بلے۔ اطفال بے پدر<br>دیگر کہ بود؟ تب کہ نمی گشت از او جدا<br>از زینت زناں چہ بجا ماندہ بد؟ دو چیز<br>طوق ستم بگردن و خلخال غم بپا<br>گبر ایں ستم کند؟ نہ۔ یہود و مجوس؟ نہ<br>ہندو؟ نہ۔ بت پرست؟ نہ فریاد ازیں جفا<br>قاآنی است قائل ایں شعرہا؟ بلے<br>خواہد چہ؟ رحمت۔ از کہ؟ ز حق۔ کے؟ صف جزا |
| طباق یا تضاد یا مطابقت[1] | اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ چند الفاظ جنہیں فی الجملہ تقابل و تضاد واقع ہو کلام میں ایک ساتھ لائے جائیں جیسے | |

[1] صنعت طباق اور صنعت مقابلہ میں فرق کے لئے دیکھو صنعت مقابلہ۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| طباق یا تضاد یا مطابقت | بلندی و پستی، نیکی و بدی وغیرہ۔ اس قسم کا تقابل خواہ اسم اسم میں یا فعل فعل میں یا حرف حرف میں یا ایک اسم اور ایک فعل میں ہو سکتا ہے۔ طباق کے اقسام حسب ذیل ہیں۔ | |
| | (۱) طباق ایجابی۔ جب دو متضاد الفاظ استعمال کیے جائیں اور انہیں حرف نفی نہ ہو اس کو طباق ایجابی کہتے ہیں۔ جیسے آیا اور گیا۔ مرنا جینا وغیرہ۔ | (۱) فتنہ فرو نشست و نزاع برخاست (گلستاں)<br>(۲) سخنش را امتزاج سحر حلال دگرش را خواص بیت حرام (انوری)<br>"حلال" اور "حرام" میں تضاد واقع ہے<br>(۳) گاہ مرتا ہوں گاہ جیتا ہوں آنا جانا ترا قیامت ہے (جرأت) |
| | (۲) طباق سلبی۔ جب کہ دو الفاظ ایک ہی مصدر سے مشتق استعمال کیے جائیں جن میں ایک مثبت ہو دوسرا منفی یعنی ان دونوں الفاظ کا تضاد بذریعہ حرف نفی سے دکھلایا جائے اس کو طباق سلبی کہتے ہیں۔ جیسے ہونا۔ نہونا جانا۔ نہ جانا۔ | (۱) پشت من بشکن و پیمان مشکن خون من میخور و زنہار مخور (کمال اسمٰعیل)<br>یہاں "بشکن" "مشکن" اور "میخور" "مخور" میں طباق ہے۔<br>(۲) ہونا جہاں کا اپنی آنکھوں میں ہے نہ ہونا<br>آتا نہیں نظر کچھ جا دے نظر جہاں تک (میر)<br>اس شعر میں "ہونا" اور "نہونا" میں طباق سلبی اور "نظر آنا" اور "نظر جانا" میں طباق ایجابی ہے۔<br>(۳) دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے ہے ترے تیر کا پیکان عزیز (غالب)<br>"نکلا" اور "نہ نکلا" میں طباق ہے |
| | (۳) ایک اور قسم طباق کی یہ ہے کہ جب اربعہ عناصر کا ذکر ایک جگہ کیا جائے۔ | لے سوئے بالا چو آتش سوئے پستی ہمچو آب خاک وضعی در درنگ و باد صفی در شتاب (عبدالواسع جبلی)<br>(یہ شعر گھوڑے کی تعریف میں ہے شاعر کہتا ہے کہ جب تو بلندی پر جاتا ہے تو آگ معلوم ہوتا ہے اور پستی میں تیزی روانی مثل پانی کے ہے آہستگی میں مثل خاک کے ہے اور تیزی میں مثل ہوا کے) یہاں "بالا" "پست" اور |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| طباق دیا تضاد یا مطابقت) | | "زرنگ" و "شتاب" میں تضاد ہے اور عناصر اربعہ کا ایک جگہ ذکر ہے |
| | (۴) تدبیج ۔ یہ بھی طباق کی ایک قسم ہے اس کے لغوی معنی زینت دینا ہیں اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ کلام میں مختلف رنگوں کا بطریق ایہام یا کنایہ کے ذکر کیا جائے اور رنگوں کی کثرت کی شرط نہیں ۔ ہے البتہ ایک سے زیادہ رنگ ہونا چاہئے اور انہیں تقابل بھی ہو ۔ | (۱) ز شمشیر او لعل جائے کمیں ۔۔۔ ز زر بکفش زرد روئے زمیں (اسدی طوسی)<br>(کمیں گاہ یعنی میدان جنگ اس کی تلوار سے لال ہے اور روئے زمین اس کے ہاتھ کی بخشش کی وجہ سے زرد ہے اس شعر میں "لعل" اور "زرد" میں تقابل ہے)<br>(۲) گل کو ہاں زرد کرے ہے رخ یار ۔۔۔ کر کے منہ لال لال آتا ہے (امانت)<br>یہاں بھی "زرد" اور "لال" میں تقابل ہے |
| | (۵) ایہام تضاد ۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں دو لفظ ایسے جمع کئے جائیں جن کے ایک معنی میں تو باہم تضاد و تقابل نہو لیکن معنی حقیقی کے اعتبار سے تضاد پایا جائے ۔ (دیکھو ایہام تناسب)[۵] | (۱) بس شایستہ گر چہ آید خشم ۔۔۔ طاق ابرو برائے جفتی چشم (ثنائی)<br>طاق کے دو معنی ہیں (۱) طاق عمارت (۲) جفت کی ضد اور اسی دوسرے معنی میں تضاد واقع ہے<br>(۲) مجھے دنا نہ اپنے حال پہ کسطرح سو آئے ۔۔۔ نوازش برق بھی ہنستی ہے میری بیقراری پر<br>برق کے ہنسنے یعنی چمکنے اور رونے میں کوئی تقابل نہیں لیکن ہنسنے اور رونے کے حقیقی معنوں میں ضرور تقابل ہے |
| عکس و طرد | اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ کلام کے بعض اجزا میں تقدیم و تاخیر کیجائے اور | |

[۵] ایہام تضاد کی یہ تعریف جو اوپر لکھی گئی ہے۔ ائق البلاغت اور بحر الفصاحت وغیرہ میں اسی طرح درج ہے ۔ میں نے مناسب نہ جانا کہ اسکو رد و بدل کیا جائے ۔ گو میری ناچیز رائے میں اسکی اصلی تعریف وہی ہے جو ایہام تناسب کی ہے ۔ فرق صرف تناسب اور تضاد میں ہو جاتا ہے پس ایہام تضاد کی یہ تعریف ہے کہ کلام میں ایسے دو لفظ استعمال کئے جائیں جنہیں ایک لفظ کے ایک معنی اور دوسرے لفظ کے دو معنی ہوں اور ان دو معنوں میں سے ایک معنی دوسرے لفظ کے معنی کے متضاد واقع ہوں مثلاً ۔ ع جب گھٹا آتی ہے ایک رنج بڑھا جاتی ہے ۔ لفظ گھٹا کے دو معنی ہیں (۱) "ابر" اور (۲) "بڑھا" کی ضد ۔ پہلے یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید قائل نے متضاد معنوں میں استعمال کیا ہو مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں بلکہ ابر کے معنی مراد ہے ۔ اسی "وہم" (یا ایہام) سے ہم اس کو ایہام تضاد کہہ سکتے ہیں ۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| عکس و طرد۔ | یہ تقدیم و تاخیر کبھی دو لفظوں میں کبھی دو فقروں میں اور کبھی ایک ہی بیت کے دو مصرعوں میں ہوتی ہے | |
| | (۱) لفظوں میں تقدیم و تاخیر | استادہ آب میں یہ روانی خدا کی شان — پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان (انیس تلوار کی تعریف میں) |
| | | باقی ساقی جو کچھ ہو لے لے — ساقی باقی شراب دے دے (گلزار نسیم) |
| | (۲) فقروں میں تقدیم و تاخیر | گلا کٹوا مُڑے لیلے کے پھرلے دل کہاں یہ دن |
| | | کبھی گردن ہو خنجر پہ کبھی خنجر ہو گردن پہ (امیر مینائی) |
| | (۳) مصرعوں میں تقدیم و تاخیر۔ | دلبر جانان من، برد دل و جان من — برد دل و جان من، دلبر جانان من (حافظ) |
| | | پوری غزل اسی صنعت میں ہے |
| | | یہ گھر گو کہ میرا ہے تیرا نہیں — پر اب گھر یہ تیرا ہے میرا نہیں (میر حسن) |
| | | بے محبت نہیں لے ذوق شکایت کے مزے — بے شکایت نہیں لے ذوق محبت کے مزے |
| | | خفا کیوں صنم ہے نہیں بھید کھلتا — نہیں بھید کھلتا خفا کیوں صنم ہے (ظفر) |
| | | ساری غزل اسی صنعت میں ہے [1] |

[1] صنعت عکس کے لئے یہ ضروری ہے کہ الفاظ کی تقدیم و تاخیر سے معنی میں کوئی جدت اور خوبی پیدا ہو ورنہ محض الفاظ کی اُلٹ پُلٹ ایک لفظی گورکھ دھندے سے زیادہ نہ ہوگی۔ یہ صنعت فارسی میں بہت لطف اور کامیابی سے برتی جاتی ہے مثلاً اس شعر میں "ترا کرمے داری و داری درمے :: درمے داری و داری کرمے ::" خالی لفظوں کی اُلٹ پھیر نہیں ہے بلکہ دو مصرعوں میں دو علٰحدہ علٰحدہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلے مصرع میں کہتا ہے کہ سخاوت کے ساتھ خدا نے تجھ کو دولتمند کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس صفت کا ظہور تجھ میں کیوں کر ہوتا۔ یعنی سخی کے لئے دولتمند ہونا لازمی ہے۔ پھر دوسرے مصرع میں کہتا ہے کہ دولت کے ساتھ خدا نے تجھ کو صفت سخاوت سے بھی متصف کیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو تیری دولت سے دوسروں کو کیا فائدہ پہنچتا یعنی دولت کا بہترین مصرف دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے پھر حافظ کے مذکورہ بالا شعر میں گو دونوں مصرعوں میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہے مگر غور کرنے سے بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ پہلے مصرع میں جو بطور جملہ خبریہ کے ہے شاعر صرف اسقدر کہتا ہے کہ میرا معشوق میرا دل وجان لے گیا مگر دوسرا مصرع تقدیم خبر کی وجہ سے بہت مؤثر اور زوردار ہو گیا۔ کیونکہ خبر میں ایک قسم کی نجائیت پیدا ہو گئی اور معنی یہ ہوئے کہ لو میرا معشوق میرا دل وجان جو مایۂ ناز تھا وغیرہ وغیرہ بیک نظر اڑا لے گیا اور میں منھ دیکھتا رہ گیا۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں میں کتنا فرق ہے۔

(بقیہ دیکھو صفحہ آئندہ)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| غلو | ( دیکھو مبالغہ ) | |
| قول بالموجب | جب ایک لفظ کے معنی خلاف مراد قائل سے لئے جائیں تو اس کو قول بالموجب کہتے ہیں یہ بھی ذو معنیین کی ایک قسم ہے | (۱) رقیب گفت کہ افتادہ ام مرا بردار و عاش کردم و گفتم خداست بردار و بردار دسکہ یہاں دو معنی ہیں (۱) ہاتھ پکڑ کر اٹھانا (۲) کنایۃً مدت دنیا رقیب نے پہلے معنی مراد لئے تھے مگر شاعر نے دوسرے معنی میں اسکو سمجھا۔ (۲) آنکھ لگتی ہے تو کہتے ہیں کہ نیند آتی ہے اپنی جو آنکھ لگی چین نہیں خواب نہیں (داغ) آنکھ لگنے کے دو معنی ہیں (۱) نیند آنا (۲) عاشق ہونا۔ لوگوں کا قول جو پہلے معنی میں بیان کیا ہے شاعر نے اس کو دوسرے معنی میں لیا۔ |
| لف و نشر | اس کے لفظی معنی لپیٹنے اور پھیلانے کے ہیں۔ اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ پہلے چند چیزیں خواہ مجمل یا مفصل طور پر ایک ترتیب سے بیان کیجائیں (جسکو لف کہتے ہیں) اس کے بعد وہی چیزیں یا اُن کے منسوبات اُسی ترتیب سے یا دوسری ترتیب سے پھر بیان کئے جائیں (اس کو نشر کہتے ہیں) اگر ملفوف و منشور کی ترتیب مطابق ہو تو لف و نشر مرتب کہلاتا ہے اور اگر مخالف ہو تو پھر اس کی دو قسمیں ہیں (۱) یا ترتیب معکوس ہوگی تو اُس کو معکوس الترتیب کہتے ہیں (۲) یا ترتیب | |

(بقیہ نوٹ) فرق کہ معنی ہر خیال نو اس سے ظاہر ہے مذکورہ بالا شعر میں دونوں مصرعوں میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ میر حسن اور ذوق کے شعر دل میں دو باتیں لیکن دونوں معنی مختلف مضمون کے بیان کی گئی ہیں اور بہت خوب ہیں۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| لف ونشر | مختلف ہو گی تو اس کو مختلط الترتیب کہتے ہیں اور یہ دونوں قسمیں لف ونشر غیر مرتب کہلاتی ہیں۔ | |
| | (الف) لف ونشر مرتب۔ یعنی جس میں مناسبات کی ترتیب لف کی ترتیب کے موافق ہو۔ | (۱) چوں جود وجلال وہنر وطبع وکف او ابر وفلک واختر ودریا ومطر نیست[۱]<br>(مختاری)<br>(۲) ابرو نے مژہ نے نگہ یار نے یارو بے رتبہ کیا تیغ کو خنجر کو سناں کو<br>(سودا)<br>ابرو کے مناسب تیغ، مژہ کے مناسب خنجر، نگاہ کے مناسب سناں ہے<br>(۳) آتش وآب باد وخاک نے لی وضع سوز ونم در م و آرام<br>(غالب)<br>آتش کے مناسب سوز، آب کے مناسب نم، باد کے مناسب رم، خاک کے مناسب آرام ہے |
| | کبھی چند لف ونشر اس طرح جمع کئے جاتے ہیں کہ ایک کا نشر دوسرے کا لف ہو جاتا ہے یا یوں کہئے کہ ایک لف کے دو نشر ہوتے ہیں۔ | (۱) بروز نبرد آں یل ارجمند بشمشیر وخنجر بگرز وکمند<br>برید ودرید وشکست وببست یلاں را سر وسینہ وپا ودست<br>(فردوسی)<br>(۲) نماز فجر ومغرب ہے یہ عاشق کی کہ اُٹھ اُٹھ کے بلائیں اُس رخ وگیسو کی صبح وشام لیتا ہے<br>(ظفر)<br>فجر کے مناسب رخ اور مغرب کے مناسب گیسو ہے۔ پھر رخ کے مناسب صبح اور گیسو کے مناسب شام ہے |
| | (ب) معکوس الترتیب یعنی جس میں مناسبات کی ترتیب لف کی ترتیب سے بالکل اُلٹی ہو۔ | (۱) آن دہن وزلف وقد مستقیم راست بگویم الف ولام ومیم<br>دہن کا مناسب میم، زلف کا مناسب لام، قد کا مناسب [الف] ہے<br>(۲) دل را فراغ مید ہد ودیدہ را فروغ دیدار آفتاب وشراب<br>(انشا)<br>آنکھوں کا فروغ آفتاب دیکھنے سے اور دل کا فراغ شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ |

[۱] مثالوں پر نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ مقابلہ سے لف ونشر کی ترتیب یا غیر ترتیب [معلوم ہو]

سالہائے جو کلکتہ تو لندن میں پن[چا] ... چار گھنٹے کا فاصلہ ہوتا ہے اور یہ عقلاً ... گھوڑا کلکتہ سے لندن تک اتنی دیر میں پہنچ ... سکل اتنا فاصلہ کم سے کم چھ سات دن میں طے کرتا ہے

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| لف ونشر | | (۳) کبھی جو زلف اُٹھاوے تو منہ نظر آوے<br>اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمیں<br>زلف کے مناسب شام، منہ کے مناسب صبح ہے۔ |
| | (ج) مختلط الترتیب۔ یعنی جسمیں مناسبات کی ترتیب لف کی ترتیب سے مختلف ہو۔ | (۱) از رفتن و سوختن و بجامہ دریدن پروانہ زمن شمع زمن گل زمن آموخت<br>(۲) در باغ شد از قد و رخ و زلف تو نایاب گلبرگ تری سرو سہی سنبل سیراب<br>(۳) رخ و جبین و مژہ نیز چشم ابرو کو ستان و بدر و دشنہ و نرگس و ہلال لکھا<br>تن و دل و لب و دنداں کو بعد از فکرت عقیق و سیم و در و سنگ کی مثال لکھا<br>ذقن کو چاہِ زنخداں کو گوش و گردن کو صراحی سیب و گل و چشمۂ زلال لکھا<br>(نظیر اکبرآبادی) |
| مبالغہ (یا غلو اغراق تبلیغ) | کسی شخص یا چیز کی تعریف یا مذمت اس حد تک کرنا کہ سننے والے کو یہ گمان ہو کہ اُس وصف یا ذم کا کوئی اور مرتبہ باقی نہیں ہے<br>مبالغہ کی باعتبار عقل و عادت سے قریب یا بعید ہونے کے تین قسمیں ہیں<br>(۱) تبلیغ (۲) اغراق (۳) غلو۔<br>(الف) تبلیغ۔ اُسے کہتے ہیں جب کسی امر کا ایک حد تک پہنچنا عقل و عادت دونوں کے نزدیک ممکن ہو۔ | (۱) بودیم بر کنار زتیمار روزگار تا داشت روزگار ترا در کنار ما (انوری)<br>(یعنی جب تک زمانہ نے تجھ کو ہماری آغوش میں رکھا اسوقت تک زمانے کے جھگڑے بکھیڑوں سے علیحدہ تھے) یہ بات یعنی جب تک معشوق کے وصال سے |

VII. A (4)

متکلوسن الزمین، اور شاعری اور تاریخ کے درمیان ایک حد فاصل ہو اگر اس صنعت سے کام نہ لیا جائے، خیال اپنی جولانی چھوڑ دے،
(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) بر خلاف اس کے واقعہ ضرور ہو گا لیکن وہ شاعری اُس سے نکل جائے گی اُسوقت کلام خواہ نظم ہو یا نثر ایک قالب بے روح ہو گا یا ایک
شعر ہوں وہ باتیں ایجاد ہوں غلطی، قطعیوں سے بیا لز کا اور فضا سے غیر معلوم کی سیر کا موقع ملتا ہے اور تخیل شاعری کی روح رواں ہے۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| مبالغہ (یا غلو<br>اغراق، تبلیغ) | | آدمی شاد کام رہے اسوقت تک وہ دنیا کے بکھیڑوں سے بھی آزاد رہے<br>بہت کم نظر آتی ہو مگر پھر بھی عقل و عادت دونوں کے نزدیک محال نہیں ہے<br>(۲) پہونچے ہم آرزوئے وصل میں نزدیک بہ مرگ<br>سو بھی ہے مشکل ملاقات بہت دور ہمیں<br>(سودا)<br>یعنی وصل کی آرزو میں قریب بمرگ ہو جانا شاذ و نادر ہوتا ہو گر ہو سکتا ہو۔ |
| | (ب) اغراق۔ اسے کہتے ہیں جب کسی<br>امر کا ایک حد تک پہونچنا عقل میں تو آتا<br>ہو مگر از روئے عادت محال ہو | (۱) مارا بکام خویش بدید و دلش بسوخت     دشمن کہ ہیچ گاہ مبیناد بکام ما<br>(عرفی)<br>(یعنی عشق میں ہماری ایسی حالت ہو گئی ہے کہ دشمن کو بھی ترس آتا ہے)<br>یہ از روئے عادت ناممکن مگر از روئے عقل ممکن ہے<br>(۲) گر گ نے دور عدل میں اس کے     سیکھ لی راہ و رسم چوپانی<br>(مومن)<br>یہ بات بھی از روئے عادت ناممکن ہو مگر از روئے عقل ممکن ہے |
| | (ج) غلو اُسے کہتے ہیں کہ جب بات کا<br>دعویٰ کیا جائے وہ از روئے عادت و<br>عقل دونوں کے ناممکن ہو۔ | (۱) سبک تنگے کہ نگردد ز سم او بیدار     گرش بیفتد بر پشت چشم خفتہ گذار<br>(مختاری)<br>(یعنی گھوڑا ایسا سبک قدم ہے کہ اگر کسی سوتے ہوئے شخص کی آنکھوں پر<br>اس کا قدم پڑ جائے تو وہ شخص سوتا ہی رہے)<br>(۲) صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہاں     یگانہ ایزد دادار بے نظیر و ہمال<br>وگرنہ ہر دو ببخشیدے او بروز جزا     امید بندہ نماندے بایزد متعال<br>(در مدح سلطان محمود)<br>(اچھا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں جہان ایک ساتھ پیدا نہیں کئے وگرنہ ممدوح<br>دونوں کو بخشدیتا اور پھر قیامت کے دن بندہ کا تعلق اللہ تعالے کیساتھ<br>باقی نہ رہتا)<br>(۳) ہو اس آفت کا سبک سیر کہ اک اُسکا     حاضری کھائے جو کلکتہ تو لندن میں ٹفن<br>(انشا)<br>حاضری اور ٹفن کے درمیان عموماً پانچ چھ گھنٹے کا فاصلہ ہوتا ہے اور یہ عقلاً<br>و عادتاً دونوں طرح محال ہے کہ گھوڑا کلکتہ سے لندن تک اتنی دیر میں پہنچ<br>جائے۔ ہوائی جہاز بھی آجکل اتنا فاصلہ کم سے کم چھ سات دن میں طے کرتا ہے |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| مبالغہ ۔ | | (۴) جو "چے" نکلے زباں سے چین میں تو لام لندن میں<br>سوار اُس سے ذرا چل کہہ کے دیکھے اُس کی جولانی<br>سمجھ کر موتسلم کو تازیانہ صاف اُڑ جائے<br>مرقع میں اگر کھینچے اُسے بہزاد یا مانی (قدر بلگرامی) |
| محتمل الضدین (توجیہ) | اس کو ذوجہتین بھی کہتے ہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں دو مختلف بلکہ دو متضاد معنوں کا احتمال ہو سکے۔ | (۱) اے خواجہ ضیا شود ز روئے تو ظلم   با طلعت تو عیش نماید ماتم (رشید الدین وطواط)<br>(جناب آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کے روشنی تاریکی ہو جاتی ہے (یا تاریکی روشنی ہو جاتی ہے) اور آپ کی صورت کی زیارت سے عیش رنج ہو جاتا ہے (یا رنج عیش ہو جاتا ہے) اس شعر میں ایک معنی ذم پر دوسرے مدح پر دلالت کرتے ہیں۔<br>(۲) مانوس طبع جس سے ہو یارب حبیب کی   ہوجائے کاش شکل مری اس رقیب کی (جراءت)<br>دوسرا مصرع دو معنوں پر محتمل ہے (۱) میری شکل رقیب کی ہو جائے تاکہ معشوق مجھ سے محبت کرنے لگے (۲) رقیب کی شکل میری ایسی ہو جائے تاکہ معشوق اُس سے نفرت کرنے لگے<br>(۳) ع ۔ ہست در اصلت بلندی بے خلاف (رشید الدین وطواط)<br>یہ مصرع تعریف میں ہے مگر جب اس طرح پڑھیں ع ہست در اصلت پلیدی بے خلاف ۔ تو مذمت ہو جائے گی۔ (دیکھو ہجو ملیح) |
| مدح موجّہ | (دیکھو استتباع) | |
| مذہب کلامی (یا انتجاج بدلیل) | اگر کلام دلیل و برہان پر مشتمل ہو تو اس صنعت کو مذہب کلامی کہتے ہیں کیونکہ دلیل و برہان سے کام لینا اہل کلام کا طریقہ ہے اور اگر کلام قیاس یعنی تمثیل پر مشتمل ہو تو اس کو مذہب فقہی کہتے ہیں | |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| مذہب کلامی | مذہب کلامی کو دعوی با دلیل اور مذہب فقہی کو دعوی با تمثیل سمجھنا چاہئے۔ | |
| | (الف) مثال مذہب کلامی | (۱) ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما (حافظ)<br>(یہ شعر ایک منطقی قضیہ کی صورت میں ہے۔ پہلا مصرع یعنی وہ شخص جس کا دل عشق سے زندہ ہو کبھی نہیں مر سکتا۔ بطور کلیہ کے ہے اور جزئیہ محذوف ہے۔ یعنی ہمارا دل عشق سے زندہ ہے۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا (دوسرا مصرع) کہ ہمارا دوام جریدہ عالم پر ثبت ہے یعنی ہم کبھی نہیں مریں گے۔<br>(۲) اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا تو آب و دانہ کو لے کر گہر نہ ہو پیدا (سودا)<br>اس شعر کی منطقی صورت یہ ہے کہ اگر عدم سے روزی کی فکر نہ ہوتی تو اپنے ساتھ موتی آب و دانہ کو لیکر نہ پیدا ہوتا۔ لیکن وہ آب و دانہ لیکر پیدا ہوتا ہے لہذا روزی کی فکر عدم سے ساتھ ہوتی ہے<br>(۳) درخور قہر و غضب جب کوئی مجھ سا نہ ہوا<br>پھر غلط کیا ہے کہ مجھ سا کوئی پیدا نہ ہوا (غالب)<br>اس کی بھی صورت ایک منطقی قضیہ کی ہے جس میں کلیہ محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کسی کا کوئی مقابل نہیں ہے تو وہ یکتا ہے اور پہلا مصرع جزئیہ ہے یعنی میرا مقابل مصائب دنیوی برداشت کرنے میں کوئی نہیں ہے۔ لہذا نتیجہ نکلا (جو دوسرے مصرع میں ہے) کہ میں یکتا ہوں۔ واضح رہے کہ حافظ کے مذکورۂ بالا شعر میں جزئیہ محذوف ہے اور اس شعر میں کلیہ۔ |
| | (ب) مثال مذہب فقہی۔ | (۱) فارسی کی مثال کے لئے دیکھو صنعت ترجمہ کی مثالوں میں ابوالفرج رونی کی رباعی اور جلال لکھنوی کا اردو ترجمہ)<br>(۲) دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا آسمان آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا (ذوق)<br>دعوی یہ ہے کہ چھوٹوں کو اللہ بڑائی دیتا ہے اس دعوی کو ثابت کرنے کیلئے |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| مذہب کلامی۔ | | کوئی دلیل نہیں لاتے بلکہ تمثیل لاتے ہیں کہ دیکھو آنکھ کا تل کتنی چھوٹی سی چیز ہے مگر اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی عظمت اس کو دی ہے کہ آسمان ایسی عظیم الشان چیز اُسمیں سما جاتی ہے۔<br>(۳) لطافت بے کثافت جلوہ آرا ہو نہیں سکتی<br>چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا (غالب)<br>پہلے مصرع میں دعویٰ کیا گیا کہ کوئی لطیف چیز بغیر کسی کثیف یعنی مادی چیز کی شرکت کے ہماری نظر میں نہیں آسکتی اسکی کوئی دلیل نہیں پیش کی گئی بلکہ تمثیل دی گئی (جو دوسرے مصرع میں ہے) کہ باد بہاری یعنی بہار کو دیکھو ایک لطیف چیز ہے اس کا ظہور صرف اُسوقت ہوتا ہے جب چمن میں گل بوٹے ظاہر ہوتے ہیں گویا بہار ایک لطیف آئینہ ہے اور چمن اسکی مادی صیقل ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک آئینہ میں صیقل نہو گی کوئی چیز اُسمیں نظر نہ آوے گی |
| مراعاۃ النظیر ۵ | اس کو تناسب۔ توفیق۔ تلفیق بھی کہتے ہیں اور معمولی بول چال میں یہی صنعت ضلع جگت کے نام سے مشہور ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام میں ایسے الفاظ جمع کئے جائیں جن کے معنی میں ایک دوسرے کے ساتھ ایک نسبت واقع ہو مگر یہ نسبت تضاد و تقابل کی نہو۔ | (۱) اَصَحُّ وَاَقوَیٰ مَا سَمِعنَاہُ فِی النَّدَیٰ<br>مِنَ الخَبَرِ المَأثُورِ مُنذُ قَدِیمٍ<br>اَحَادِیثُ یَروِیھَا السُّیُولُ عَنِ الحَیَا<br>عَنِ البَحرِ عَن کَفِّ الاَمِیرِ تَمِیمٍ (ابن رشیق)<br>(اخبار ماثورہ جو بخشش کے بارے میں ہیں اُن میں سب سے صحیح تر اور قوی تر خبر جو زمانہ قدیم سے اب تک ہم کو پہنچی ہے وہ حدیث ہے جو سیل (بہیا) مینھ کے پانی سے، مینھ کا پانی سمندر سے اور سمندر امیر تمیم کی ہتھیلی سے روایت کرتے ہیں۔)<br>یہ شعر امیر تمیم کی مدح میں ہے اور اس میں وہ چیزوں کے نام با [illegible] |

۵ ایہام تناسب کے لئے جو حقیقت میں مراعاۃ النظیر کی ایک قسم ہے دیکھو ایہام۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| مراعات النظیر | | ہوئے ہیں ۔<br>(۱) مناسبات علم حدیث اور (۲) مناسبات آب ۔ علم حدیث کے مناسبات یہ ہیں صحت، قوت، سماعت، خبر ماثور، احادیث، روایت، اور مناسبات آب یہ ہیں سیل، میاہ، اور بحر ۔ ایک بلیغ نکتہ ان اشعار میں یہ ہے کہ جس طرح علم حدیث میں آخری راوی کا مرتبہ اس سے قبل کے راوی کے مرتبہ سے کمتر ہوتا ہے یعنی چھوٹا اپنے بڑے سے حدیث نقل کرتا ہے اسی طرح یہی تناسب بخشش کی روایت میں بھی قائم رکھا ہے یعنی بخشش کی روایت سیل نے مینھ کے پانی سے سنی جو اس کی اصل ہے ۔ مینھ کے پانی نے یہی روایت سمندر سے سنی جو اس کی اصل ہے اور سمندر نے اسی روایت کو ممدوح کی ہتھیلی سے سنا جو سب کی اصل ٹھہری ۔ مختصر یہ کہ کف ممدوح بخشش اور عطا کی اصل ہے ۔<br>( یہ عربی شعر مثال میں اس لئے دیا گیا کہ صنعت مراعاۃ النظیر کی ایک اعلیٰ مثال ہونے کے علاوہ اس میں مبالغہ اور طرز بیان نہایت ہی لطیف ہے )<br>(۲) یار گندم گوں اگر سیل کرد برنیم جو — ہر دو عالم در نگاہ ما نمی ارزد بعدس<br>(حافظ)<br>(اگر ہمارا گندمی رنگ معشوق ہم سے آدھے جو کے برابر بھی محبت کرتا تو دونوں عالم ہم کو ایک مسور کی دال سے بھی چھوٹے نظر آتے) گندم، جو، عدس یہ سب رعایتیں ہیں ۔<br>(۳) بہرام روز کوشش و ناہید روز بزم — برجیس روز بخشش و خورشید روز بار<br>(مسعود سعد)<br>(اپنے ممدوح کی نسبت کہتا ہے کہ لڑائی کے دن وہ بہرام یعنی مریخ ہے ... |

| اصطلاح | تعریف | مثال |
|---|---|---|
| مراعات النظیر | | مصحف کی رعایت سے سورۂ والفجر، واللیل اور یوسف کا ذکر کیا گیا۔<br>(۵) رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھئے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں (غالب)<br>عمر کی تشبیہ گھوڑے سے دی ہے اور اسی کی مناسبت میں الفاظ رو، رخش، تھمے باگ اور رکاب استعمال ہوئے ہیں۔ |
| مزاوجہ | اس صنعت میں دو معنی بطور شرط و جزا کے دونوں مصرعوں میں ظاہر کئے جاتے ہیں اس طور پر کہ جو امر پہلے مصرع میں بیان ہوتا ہے وہ تبدیل الفاظ کے ساتھ دوسرے مصرع میں بھی بیان کیا جاتا ہے۔ | (۱) چوں مرا بینی شود لطفت مبدل با عتاب — چوں ترا بینم شود صبرم بدل با اضطراب<br>(۲) جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی — ملنے کے دن جو آئے تو پھر رات کم ہوئی<br>(۳) اچھا ہی اگر چپکا رہوں مجھ پر عتاب ہے — دگر قصہ کہوں دل کا تو سنتے اسکو خواب آئے ہے (میر) |
| مشاکلہ[1] | لفظی معنی ہمشکل ہونا۔ اصطلاح میں مراد یہ ہے کہ دو لفظ ایسے استعمال کئے جائیں جو صورت میں ایک ہوں مگر معنی علیحدہ رکھتے ہوں۔ | (۱) جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ (قرآن مجید) (بدی کا بدلہ بدی یعنی عذاب ہے)<br>(۲) لب سوال مرا از بخیہ بیشتر است — عبث بخرقہ خود بخیہ می زند درویش (صائب)<br>(فقیر اپنے خرقہ کو ناحق بخیہ کرتا ہے اس کو چاہیئے کہ اپنے ہونٹوں کو سی لے یعنی کسی سے سوال نہ کرے) یہاں لفظ بخیہ ہر دو مصرع میں بصورت مشاکلہ واقع ہوا ہے جس سے خاموشی میں مزید اہتمام مقصود ہے۔<br>(۳) میں وہ رونیوالا چلا ہوں جہاں سے — جسے ابر ہر سال روتا رہے گا (میر)<br>ابر کے برسنے کو رونے سے تعبیر کیا ہے۔ |
| مقابلہ[1] | جب کسی شعر میں دو یا زیادہ معنی جو ایک دوسرے کے ضد اور مخالف ہوں یکجا بیان کئے جائیں اور بعد اس کے پھر وہ ایسے معنی بیان کئے جائیں جو علی الترتیب | (۱) مخالفان تو مردود چوں جواب خطا — موافقان تو مقبول چوں سوال صواب (مجاہدی)<br>اس شعر میں مصرع ثانی کے تمام الفاظ نمبر وار مصرع اول کے الفاظ کے مقابل واقع ہوئے ہیں۔<br>(۲) چہرہ و مہر و شب و ایک سنبل مشکفام دو — حسن بتاں کے دو دیں ایک سحر دو شام دو |

[1] بعض لوگ اس کو صنعت طباق کی ایک قسم سمجھتے ہیں اور بعض اس کو [illegible] صنعت خیال کرتے ہیں۔

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| مقابلہ ۔ | ایک پہلے کی اور ایک دوسرے کی ضد ہو تو اس کو صنعت مقابلہ کہتے ہیں۔ ضد اور ایک دوسرے کے مخالف نہ ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ وہ باہم متناسب بھی ہوں اگر ان میں تناسب پایا جائے گا تو وہ صنعت مراعاۃ النظیر ہو جائے گی۔ بس یہی فرق صنعت مقابلہ اور مراعاۃ النظیر میں ہے اور طباق اور مقابلہ میں یہ فرق ہے کہ اول الذکر میں کوئی ترتیب و تناسب کی ضرورت نہیں۔ صرف معنی کا تقابل و متضاد ہونا ضروری ہے جیسے مرنا، جینا، سونا، جاگنا وغیرہ اور مقابلہ میں علاوہ تقابل و تضاد کے معنی کا تناسب ہونا بھی لازمی ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہوگا (نیز دیکھو طباق کی مثالیں) | پہلے مصرع میں چہرہ اور سنبل کی مناسبت سے سحر و شام لائے اور چونکہ سحر کے مقابل شام ہے لہذا یہ صنعت مقابلہ ہے ۔<br>(۳) دنیا بھی عجیب بزم فانی دیکھی ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی<br>جو آکے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا جو جاکے نہ آئے وہ جوانی دیکھی<br>(انیس)<br>اس میں "جوانی" اور "بڑھاپا" اور "آکے نہ جائے" اور "جاکے نہ آئے" میں دوہرا تقابل ہے ۔<br>(۴) ہے ازل سے روائی آغاز ہو ابد تک رسائی انجام<br>(غالب)<br>اس شعر میں بھی مثل مذکورہ بالا فارسی شعر کے تمام الفاظ میں علی الترتیب تقابل و تضاد ہے جیسا کہ نمبروں سے ظاہر ہے ۔ |
| ہجو | اس سے یہ مطلب ہو کہ کسی شخص یا چیز کے عیوب اور صفات ذمیمہ کا بیان مبالغہ آمیز اور مذاقیہ الفاظ میں کیا جائے ۔ یہی چیز اگر بجائے الفاظ کے نقشے یا تصویر سے ظاہر کی جائے تو ایسی تصویر کو کارٹون کہتے ہیں ۔ | (اردو مثالوں کے لئے دیکھو سودا کی متعدد ہجویں)<br>(۱) بدہن نان خواجہ چوں بردم خواجہ گفتا کہ آہ من مُردم<br>گفتمش خواہ میر و خواہ میر کہ من ایں لقمہ را فرو بردم<br>(کمال اسمٰعیل)<br>(۲) شخصے بد ما بخلق می گفت ما از بد او نمی خبر اشیم<br>ما نیکی او بخلق گفتیم تا ہر دو دروغ گفتہ باشیم<br>(کمال اسمٰعیل) |

۵ براؤن صاحب نے اپنی ادبی تاریخ ایران میں یہ قطعہ اس طرح پر لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے بہتر کوئی مہذب ہجو اور متین (بقیہ دیکھو آئندہ)

| اصطلاح | تعریف | مثال |
| --- | --- | --- |
| ہجوِ ملیح | کسی شخص یا چیز کی ہجو ایسے الفاظ میں کرنا جن سے بظاہر کوئی ہجو نہ معلوم ہوتی ہو بلکہ ایک قسم کی تعریف نکلتی ہو۔ ہجو ملیح کو محتمل الضدین کی ایک قسم خیال کرنا چاہیئے (دیکھو محتمل الضدین یا توجیہ) | (۱) دار داعمد نگر ایک ہیں مرد عزیز فہم میں سر تا قدم اور سراپا تیز (سودا)<br>دوسرا مصرع ہجو ملیح ہے مطلب یہ ہے کہ بالکل نافہم اور بے تمیز ہیں۔<br>(۲) عدالت ان دنوں ایسی بڑھائی ہے زمانہ نے<br>کہ شمشیر و گلو پیتے ہیں ایک ہی گھاٹ پر پانی (منیر شکوہ آبادی)<br>عدالت کی تعریف میں یہ مثل ہے کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں مگر شمشیر اور گلو کا ایک گھاٹ پانی پینا انتہا درجہ کا ظلم اور اندھیر کی علامت ہے۔ لہذا شعر کے ظاہری معنی سے مدح معلوم ہوتی ہے مگر در اصل ہجو ہے۔ |
| الہزل الذی یُرادُ بہ الجد | اس سے یہ مطلب ہے کہ کلام بطور ہزل کے ہو لیکن مراد اس سے ہزل نہ ہو بلکہ کوئی اخلاقی نکتہ اس میں ملحوظ ہو۔ | زن کہ دارد بسوے حمدان رائے حمد حمدان کند نہ حمد خدائے (حکیم سنائی)<br>(حمدان آلۂ تناسل کو کہتے ہیں) معنی یہ ہیں کہ جو عورت شہوت پرست ہو وہ خدا کی عبادت کیوں کر کر سکتی ہے الفاظ فحش ہیں مگر معانی بلند ہیں۔<br>(۲) دنیا سی خانگی کوئی ہو گی نہ بیسوا شوہر سے اپنے بیٹی نہ دیکھی یہ زن درست (آتش)<br>اس میں بھی لفظ خانگی اور بیسوا متانت سے گرے ہوئے ہیں مگر شعر میں ایک اخلاقی نصیحت مضمر ہے۔ |

(بقیہ فٹ صفحہ گذشتہ) مثال ہجو کی میں نے نہیں دیکھی ؎

گر خواجہ زبہر ما بدے گفت ما چہرہ زغم نمی خراشیم
ما غیر نکوئیش نگوئیم تا ہر دو دروغ گفتہ باشیم

(ادبی تاریخ ایران جلد ۲ صفحہ ۸۲)

# م عُروض کے بیان میں

# علم عروض کے بیان میں

**علم عروض کی تعریف** — عروض اُس علم کا نام ہے جس میں شعر[1] کے اصلی ضروریات یعنی وزن، تقطیع اور قافیہ سے بحث کیجائے

**عروض کا موجد** — اس فن کا واضع خلیل ابن احمد فراہیدی (متوفی ۱۷۰ھ) ہے

**عروض کی وجہ تسمیہ** — اس میں مختلف رائیں ہیں (۱) بعض کہتے ہیں کہ لفظ عروض خانہ کعبہ کا ایک نام ہے اور خلیل نے جسوقت اس فن کے قواعد واصول مرتب کئے وہ اتفاق سے مکہ معظمہ میں تھا (۲) بعض کی یہ رائے ہے کہ چونکہ شعر کو چند مقررہ قواعد پہ "عرض" کرتے ہیں (پھیلاتے ہیں) یعنی اُس کا موزوں یا ناموزوں ہونا جانچتے ہیں اس لئے اس فن کو عروض کہتے ہیں (۳) بعض لفظ عروض کے لغوی معنوں سے اُس کا تعلق

---

[1] قدما نے شعر کی تعریف حسب ذیل طریقوں سے کی ہو مگر سب کے نزدیک شعر کیلئے وزن اور قافیہ بہت ضروری ہو اگر یہ نہ ہوگا تو کلام شعر نہیں کہا جا سکتا

(۱) اَلشِّعْرُ کَلَامٌ عُقِّدَ بِالْقَوَافِیْ (شعر وہ کلام ہے جو قافیوں کی گرہ میں باندھا گیا ہو) (ابن سیرین)

(۲) بنیۃ الشعر اربعۃ اشیاء اللفظ والوزن والمعنی والقافیۃ فھذا ھو الحد (شعر کی بنیاد ان چار چیزوں پر قائم ہے (۱) لفظ (۲) وزن (۳) معنی (۴) قافیہ۔ اور یہی اُس کی تعریف ہے) (ابن رشیق)

(۳) لا یسمّٰی شعر حتی یکون لہ وزن وقافیۃ (شعر کو شعر نہیں کہیں گے جبتک اسمیں وزن اور قافیہ نہو) (ابن رشیق)

(۴) شعر کو مثلاً مکان سمجھنا چاہیئے۔ فرش اسکا شاعر کی طبیعت اور عرش حفظ و روایت (یعنی اساتذہ کے کلام پر نظر ہونا) اور دروازہ اُسکا مشق و مارست۔ اور ستون اس کے علم و معرفت ہیں۔ صاحب خانہ معانی ہیں۔ مکان کی شان مکین سے ہوا کرتی ہے وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اوزان اور قوافی قالب مثال کے مانند ہیں یا خیمہ میں چوب وطناب کی جگہ جن پر خیمہ تنتا اور کھڑا ہوتا ہے۔ (ابن رشیق) ماخوذ از مرآۃ الشعر

کسی نہ کسی طرح اصطلاحی معنی کے ساتھ پیدا کر لیتے ہیں۔ مگر صحیح اور مناسب وجہ تسمیہ نمبر ۲ معلوم ہوتی ہے۔

# (۱) وزن شعر اور بحور کے متعلّق

عربی علم عروض کی بنا حروف ثلاثہ ف۔ ع۔ ل پر ہے۔ جس طرح کہ لغات عرب کے اوزان انھیں تین حروف سے دریافت کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح عروض کے ارکان بھی انھیں تین حروف اور بعض حروف زائد مثلاً الف۔ ت۔ س۔ ن وغیرہ سے ملا کر معلوم کیے جاتے ہیں۔ اس کی تفصیل ارکان بحور میں بتائی جائے گی۔

**موزوں و ناموزوں** | موزوں سے یہ مطلب ہے کہ عروضیوں کے مقرر کیے ہوئے وزنوں میں سے کسی وزن کے برابر ہو اور ناموزوں سے یہ مطلب ہے کہ اُن اوزان میں سے کسی کے برابر نہ ہو مثلاً لفظ سراسر فعولن کے وزن پر ہے۔ مگر لفظ مکافات بغیر کسی دوسرے لفظ کے ملے ہوئے کسی عروضی وزن پر نہیں ہے۔

**رُکن** | وہ الفاظ مقررہ جن سے شعر کا وزن کیا جاتا ہے۔ رُکن آٹھ ہیں۔ دو پنج حرفی فعولُن۔ فاعلُن اور چھ سات حرفی مفاعیلن۔ مفعولاتُ۔ فاعلاتن۔ مستفعلن۔ متفاعلن۔ مفاعلتن۔ انھیں ارکان کو اصول۔ اجزا۔ میزان۔ افاعیل۔ تفاعیل۔ اوزان عروض بھی کہتے ہیں۔

**اصول سہ گانہ** | وہ اجزا جن سے ارکان بحر مرکب ہیں۔ یہ تین ہیں۔ یعنی سبب۔ وتد۔ فاصلہ۔

**سبب** | ایسا لفظ یا جزو لفظ جو دو حرفوں سے مل کر بنے۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) سبب خفیف جس میں پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو جیسے گل۔ دل وغیرہ۔ (۲) سبب ثقیل جس میں دونوں حرف متحرک ہوں جیسے گُلِ سُرخ" میں لفظ "گل" بکسر لام۔

**وتد** | ایسا لفظ یا جزو لفظ جو تین حرفوں سے ملکر بنے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) وتد مجموع (یا وتد مقرون) یعنی ایسا سہ حرفی لفظ یا جزو لفظ جس کے پہلے دو حرف متحرک ہوں اور تیسرا ساکن جیسے کرم۔ نگر وغیرہ۔ (۲) وتد مفروق یعنی ایسا سہ حرفی لفظ یا جزو لفظ جس کا حرف اول و آخر متحرک اور حرف اوسط ساکن ہو۔ جیسے کار۔ بار۔ بخت۔ تختِ[1] وغیرہ۔

**فاصلہ** | ایسا لفظ یا جزو لفظ جو چار حرفوں سے مل کر بنے اس کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) فاصلہ صغریٰ (فاصلہ صغیرہ) یعنی ایسا چو حرفی لفظ یا جزو لفظ جس کے تین حروف اول متحرک ہوں جیسے صنما۔ چکنم وغیرہ۔ اردو میں کوئی ایسا مفرد

---

[1] بظاہر لفظ بخت و تخت وغیرہ کے آخری دو حرف ساکن ہیں لیکن عروضیوں کے نزدیک حرف آخر "ت" متحرک ہے کیونکہ ان کے نزدیک ساکن وہ حرف ہو جسکا حرف ماقبل متحرک ہو نہ کہ وہ جس کا حرف ماقبل ساکن ہو پس اس اعتبار سے الفاظ تخت و بخت وغیرہ وتد مفروق کی مثالیں ہیں۔

چو حرفی لفظ نہیں ملتا) (۲) فاصلۂ کبریٰ (جس کو فاصلۂ ضبط بھی کہتے ہیں) یعنی ایسا پنج حرفی لفظ یا جزو لفظ جس میں چار حرف متصل متحرک ہوں اور پانچواں ساکن ہو جیسے عربی لفظ سَمَکَتُہٗ (اُردو میں اس کی بھی کوئی مثال نہیں ہے)

بعض کے نزدیک سبب اور وتد ہی اصلی جزو ارکان ہیں۔ فاصلہ کوئی چیز نہیں۔ جو لوگ یہ رائے رکھتے ہیں وہ فاصلہ صغریٰ کو سبب ثقیل اور سبب خفیف کا مجموعہ۔ اور فاصلہ کبریٰ کو سبب ثقیل اور وتد مجموع کا مجموعہ خیال کرتے ہیں۔ مثلاً رکن مُتَفَاعِلُنْ فاصلہ صغریٰ (متفا) + وتد مجموع (علن) کا نام ہے۔ مگر وہ لوگ جو فاصلہ کا وجود نہیں مانتے وہ کہیں گے کہ یہ مجموعہ ہے سبب ثقیل (مُتَ) + سبب خفیف (فا) + وتد مجموع (علن) کا۔

**بحر**

ارکان افاعیل کی تکرار سے جو کوئی خاص وزن پیدا ہو اس کو بحر کہتے ہیں مثلاً مفاعیلن۔ مفاعیلن۔ مفاعیلن مفاعیلن (چار بار) کی تکرار سے بحر ہزج سالم پیدا ہوتی ہے۔

ابتداء میں خلیل بن احمد بصری نے جو بحریں ایجاد کی تھیں۔ ان کی تعداد پندرہ ہے۔ یعنی طویل[1]۔ مدید[2]۔ بسیط[3]۔ کامل[4]۔ وافر[5]۔ ہزج[6]۔ رجز[7]۔ رمل[8]۔ منسرح[9]۔ مضارع[10]۔ سریع[11]۔ خفیف[12]۔ مجتث[13]۔ مقتضب[14] اور متقارب[15]۔
اس کے بعد چار اور بحریں دریافت ہوئیں۔ (۱) متدارک جس کو ابوالحسن اخفش نحوی نے ایجاد کیا۔ (۲) جدید (اسکو بحر غریب بھی کہتے ہیں) جسکا واضع بزرجمہر سمجھا جاتا ہے (۳) بحر قریب۔ (۴) بحر مشاکل۔ لہٰذا کل بحور کی تعداد اُنیس[19] ہے۔

**مفرد اور مرکب بحریں**

ان میں سے سات بحریں مفرد اور بارہ مرکب ہیں۔ مفرد بحریں وہ ہیں جن میں ایک ہی رکن کی تکرار ہو۔ اور مرکب وہ ہیں جو دو مختلف رکنوں کی تکرار سے پیدا ہوں۔

**سات مفرد بحریں**

(۱) ہزج۔ جو مفاعیلن کی چار بار تکرار سے حاصل ہوتی ہے۔
(۲) رجز۔ جو مستفعلن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۳) رمل۔ جو فاعلاتن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۴) کامل۔ جو متفاعلن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۵) وافر۔ جو مفاعلتن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۶) متقارب جو فعولن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۷) متدارک جو فاعلن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔

**بارہ مرکب بحریں**

(۱) منسرح۔ مستفعلن مفعولاتُ دو بار۔

(۲) مقتضب - مفعولاتُ مستفعلن دوبار -

(۳) مضارع - مفاعیلن فاع لاتن دوبار -

(۴) مجتث - مس تفع لن فاع لاتن دوبار -

(۵) طویل - فعولن -مفاعیلن دوبار -

(۶) مدید - فاعلاتن -فاعلن دوبار -

(۷) بسیط - مستفعلن -فاعلن دوبار -

(۸) سریع - مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن -

(۹) خفیف - فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن -

(۱۰) جدید - فاعلاتن فاعلاتن مس تفع لن -

(۱۱) قریب - مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن -

(۱۲) مُشاکل -فاع لاتن -مفاعیلن مفاعیلن -

**فکِ بحور** جب ایک بحر کے ارکان کے تغیر و تبدل سے کوئی دوسری بحر یا بحور پیدا ہوں تو اس کو فکِ بحور کہتے ہیں مثلاً بحر ہزج کا رکن مفاعیلن ہے جس میں پہلے وتد مجموع (مفا) اور پھر دو سبب خفیف (عی - لُن) ہیں - اس میں اگر اس طرح تغیر و تبدل کیا جائے کہ ایک سبب خفیف (لن) پہلے رکھیں اس کے بعد وتد مجموع (مفا) اور پھر دوسرا سبب خفیف (عی) رکھا جائے تو لن مفاعی پیدا ہوتا ہے جو فاعلاتن کے ہموزن ہے اور یہی فاعلاتن بحر رمل کا وزن ہے - پھر اگر دونوں سبب خفیف (عی لن) پہلے رکھے جائیں اور وتد مجموع (مفا) بعد کو آئے تو یہ مجموعہ "عیلن مفا" ہوا جو مستفعلن کے ہموزن ہے اور یہی بحر رجز کا وزن ہے - اسی طرح اسباب و اوتاد کے تغیر و تبدل سے دوسری بحریں بھی حاصل ہوتی ہیں -

متذکرۂ بالا پیرا کا مطلب اشارات و علامات کی مدد سے اختصار کے ساتھ اس طرح ظاہر ہو سکتا ہے -

مفاعی لن = مفا + عی + لن = مفاعیلن = وزن بحر ہزج

لن مفاعی = لن + مفا + عی = فاعلاتن = وزن بحر رمل

عیلن مفا = عی + لن + مفا = مستفعلن = وزن بحر رجز

(نوٹ :- + علامت جمع کرنے کی اور = مساوی یا برابر ہونے کی علامت ہے)

**زحافات بحور** زحاف کے معنی ہیں ارکان بحور کے حروف میں تغیر و تبدل کرنا یعنی اُن کے حروف گھٹانا یا بڑھانا یا ساکن کردینا۔ ظاہر ہے کہ عربی فن عروض کی ابتدا ملک عرب میں ہوئی تھی لہذا واضع نے ابتدا میں ایسے الفاظ اشعار میں رکھے اور الفاظ کے ذریعہ سے ایسی دُھنیں قائم کیں جو اس ملک کے رہنے والوں کو مرغوب تھیں اور جنکے وہ مدتوں سے عادی ہوگئے تھے۔ جب عربوں کا تسلط ایران پر ہوا تو ایران کی زبان فارسی بھی عربی کے تابع ہوگئی اور زبان کے ساتھ عربی شاعری بھی ملک میں رواج پانے لگی۔ مگر عربی اشعار چونکہ اجنبی بحروں میں ہوتے تھے لہذا بجنسہ بلا تغیر و تبدل وہ اہل ایران کو مرغوب نہ ہوسکے۔ پس ضرورت محسوس ہوئی کہ ارکان میں کچھ ایسی ترمیم کیجائے جو اہل عجم کے پسند خاطر ہو۔ اس طرح عربی کی سالم بحروں میں زحافات کی بنیاد پڑی۔

البتہ جو سالم بحریں کانوں کو اچھی معلوم ہوئیں یا جنمیں ان کے نزدیک کافی موسیقیت تھی وہ جوں کی توں رکھی گئیں۔ چنانچہ بحر ہزج سالم (مفاعیلن چار بار) اور بحر رجز سالم (مستفعلن چار بار) اب بھی فارسی اور اُسی کی تقلید میں اردو میں بلا کم و کاست موجود ہیں مگر بحر رمل سالم (فاعلاتن چار بار) بغیر قصر یعنی حذف نون کے مقبول نہ ہوئی۔ اب ہم بحور مستعملہ اور ان کے ضروری اور مشہور مشہور زحافات بالاجمال علٰحدہ علٰحدہ درج کرتے ہیں۔

# بحور مستعملہ فارسی و اردو اور اُن کے اوزان

| بحر | وزن | |
|---|---|---|
| ۱- بحر ہزج سالم | مفاعیلن چار بار | |
| ۲- بحر رمل سالم | فاعلاتن چار بار | |
| ۳- بحر رجز سالم | مستفعلن چار بار | |
| ۴- بحر کامل | متفاعلن چار بار | یہ بحور مفردہ کہلاتی ہیں۔ |
| ۵- بحر وافر | مفاعلتن چار بار | |
| ۶- بحر متقارب | فعولن چار بار | |
| ۷- بحر متدارک | فاعلن چار بار | |

| بحر | وزن | |
|---|---|---|
| ۱۔ بحر منسرح | مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ | یہ بحور مرکبہ کہلاتی ہیں |
| ۲۔ بحر مقتضب | مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن | |
| ۳۔ بحر مضارع | مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن | |
| ۴۔ بحر مجتث | مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن | |
| ۵۔ بحر طویل | فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن | |
| ۶۔ بحر مدید | فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن | |
| ۷۔ بحر بسیط | مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن | |
| ۸۔ بحر سریع | مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ | |
| ۹ بحر خفیف | فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن | |
| ۱۰۔ بحر جدید | فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن | |
| ۱۱۔ بحر قریب | مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن | |
| ۱۲۔ بحر مشاکل | فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن | |

(نوٹ :۔ یہ اوزان ایک مصرعہ کے ہیں لہذا پورے بیت کا وزن اس کا دونا ہوگا۔)

زحافات بحور مذکرہ بالا حسب ذیل ہیں ،

## زحافات بحر ہزج (مفاعیلن)

| زحاف | تشریح | وزن |
|---|---|---|
| ۱۔ خرم | وتد مجموع کا پہلا حرف گرا دینا | مفاعیلن کا پہلا حرف م گرایا تو فاعیلن رہا جو مفعولن کے برابر |

| زحاف | تشریح | وزن |
|---|---|---|
| ۱۔ خرم ۔ | | جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو اخرم کہتے ہیں۔ |
| ۲۔ کف | رکن کے ساتویں حرف کو گرا دینا | مفاعیلن سے مفاعیلُ بضم لام رہ جاتا ہے جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مکفوف کہتے ہیں |
| ۳۔ قصر | حرف ساکن سبب خفیف کو جو رکن کے آخر میں آئے گرا دینا | مفاعیلن سے لن سبب خفیف کا ساکن گر گیا۔ لام ساکن ہو گیا۔ مفاعیل رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مقصور کہتے ہیں |
| ۴۔ قبض | رکن کے پانچویں حرف ساکن کو جو سبب میں ہو گرا دینا۔ | مفاعیلن کا پانچواں حرف ساکن ی ہے اس کو گرایا تو مفاعلن رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مقبوض کہتے ہیں |
| ۵۔ شتر | خرم اور قبض کا جمع ہونا۔ | مفاعیلن سے بسبب خرم م گرا اور بسبب قبض یائے تحتانی گری۔ فاعلن رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو اشتر کہتے ہیں۔ |
| ۶۔ حذف | سبب خفیف جو رکن کے آخر میں ہو گرانا | مفاعیلن سے لن کہ آخر کا سبب خفیف گر پڑا تو مفاعی رہا اُس کی جگہ فعولن رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُسکو محذوف کہتے ہیں |
| ۷۔ خرب | اجتماع خرم و کف۔ | مفاعیلن کا م بسبب خرم اور نؔ بسبب کف گرا دیا تو فاعیل بروزن مفعول رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اخرب کہتے ہیں۔ |
| ۸۔ ہتم | حذف اور قصر کے زحاف کا رکن میں جمع ہو جانا۔ | مفاعیلن سے لن بسبب حذف اور ی بسبب قصر گری۔ عین ساکن ہو گیا تو مفاعْ رہا اس کو فعول (لام ساکن) سے بدل لیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو اہتم کہتے ہیں۔ |
| ۹۔ جب | سبب خفیف جو آخر رکن میں ہوں اُن کو حذف کر دینا۔ | مفاعیلن سے عی اور لن دو سبب خفیف گر کر مفا رہا اسکی جگہ فعل رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مجبوب کہتے ہیں |
| ۱۰۔ زلل | زحافات خرم و ہتم کا جمع ہونا۔ | مفاعیلن سے بسبب خرم فاعیلن اور بسبب ہتم فاعْ باقی رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو ازل کہتے ہیں۔ |
| ۱۱۔ بتر | اجتماع خرم و جب۔ | مفاعیلن میں م بسبب خرم اور دونوں سبب بسبب جب کے حذف ہو گئے تو فاعیلن سے فا باقی رہا اُس کو فع سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو ابتر کہتے ہیں۔ |

| زحاف | تشریح | وزن |
| --- | --- | --- |
| ۱۲۔ تسبیغ | ایک سبب خفیف کے بیچ میں جو آخر رکن میں واقع ہوا الف زیادہ کرنا | مفاعیلن سے مفاعیلان ہوگیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مسبّغ کہتے ہیں ۔ |

## زحافات بحر رَمل (فاعلاتن متصل)

| | | |
| --- | --- | --- |
| ۱۔ خبن | اسقاط حرف ساکن سبب خفیف کو جو رکن کے اول میں ہوتا | فاعلاتن سے فعلاتن رہ گیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مخبون کہتے ہیں ۔ |
| ۲۔ کف | دیکھو زحاف کف متعلق مفاعیلن | فاعلاتن میں اسقاط ساکن مختم سبب خفیف کے بعد فاعلاتُ بضم تا رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مکفوف کہتے ہیں ۔ |
| ۳۔ قصر | دیکھو قصر مفاعیلُن ۔ | فاعلاتن سے فاعلات رہا وہ فاعلان سے بدل گیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مقصور کہتے ہیں |
| ۴۔ تشعیث | وتد مجموع کے پہلے یا دوسرے متحرک کو گرانا ۔ | فاعلاتن میں علا وتد مجموع ہے حرف متحرک کے گرانے کے بعد فالاتن رہا اس کو مفعولن سے بدل دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مشعّث کہتے ہیں ۔ |
| ۵۔ شکل | خبن اور کف کا رکن میں جمع ہونا ۔ | فاعلاتن سے بسبب خبن پہلا الف گرا اور بسبب کف نون گرا فعلاتُ رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مشکول کہتے ہیں ۔ |
| ۶۔ حذف | دیکھو حذف مفاعیلن | فاعلاتن سے تن گر کر فاعلا رہا اس کی جگہ فاعلن رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو محذوف کہتے ہیں ۔ |
| ۷۔ بتر | حذف و قطع کے زحافات جمع کرنا ۔ | فاعلاتن سے حذف کی وجہ سے فاعلا رہا ۔ پھر قطع کی وجہ سے الف گرا تو فاعل رہا اس کو فعلن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُسکو ابتر کہتے ہیں ۔ |
| ۸۔ جحف | فعلاتن مخبون کا فاصلۂ صغریٰ حذف کرنا | فعلاتن سے تن رہا ۔ اُس کو فع سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مجحوف کہتے ہیں ۔ |

| زحاف | تشریح | وزن |
| --- | --- | --- |
| ۹۔ ربع | اجتماع زحافات خبن و تبر | فاعلاتن سے بسبب خبن کے بعد کا الف اور بسبب بتر آخر کا سبب یعنی تن اور اس کے ماقبل کا الف گر کر لام ساکن ہوا تو فعل رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مربوع کہتے ہیں |
| ۱۰۔ تسبیغ | دیکھو تسبیغ مفاعیلن | فاعلاتن سے فاعلاتان ہوا اس کی جگہ فاعلیان استعمال کرتے ہیں۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مسبّغ کہتے ہیں |

## زحافات بحر رجز (مستفعلن)

| زحاف | تشریح | وزن |
| --- | --- | --- |
| ۱۔ خبن | دیکھو خبن فاعلاتن | مستفعلن سے بسبب خبن مُتَفْعِلُنْ رہا اس کو مَفَاعِلُنْ سے بدل لیا۔ |
| ۲۔ طے | دو سبب خفیف میں سے ساکن چہارم کا گرانا جو رکن کے اول میں بفاصلہ واقع ہوں | بسبب طے حرف فا گرا مستعلن رہا اس کو مفتعلن بکسر عین سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مطوی کہتے ہیں |
| ۳۔ قطع | حرف ساکن وتد مجموع کے حذف کرنے اور اس کے ماقبل کو ساکن کرنے کو کہتے ہیں۔ بشرطیکہ رکن کے آخر میں واقع ہوا ہو۔ | مستفعلن سے نون گر کر لام ساکن ہوا مستفعل رہا اسکو مفعولن سے بدل دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اسکو مقطوع کہتے ہیں |
| ۴۔ خبل | اجتماع زحافات خبن و طے | مستفعلن سے بسبب خبن حرف سین اور بسبب طے حرف فا گر کر مُتَعِلُنْ رہا اس کو فَعِلَتُنْ سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مخبول کہتے ہیں |
| ۵۔ خلع | اجتماع زحافات خبن و قطع | مستفعلن سے بسبب خبن سین اور بسبب قطع نون گرا اور لام ساکن ہو گیا تو مُتَفْعِلْ رہا اس کی جگہ فعولن رکھدیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مخلوع کہتے ہیں۔ |

| زحاف | تشریح | وزن |
| --- | --- | --- |
| ۳۔ رفع | ایک سبب خفیف کو حذف کرنا اُس رکن سے جس کے اول میں دو سبب خفیف واقع ہوئے ہوں۔ | مستفعلن سے تفعلن رہا اس کو فاعلن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مرفوع کہتے ہیں۔ |
| ۴۔ حذف | وتد مجموع جو رکن کے آخر میں ہو گرا دینا | مستفعلن سے مستفن رہا اس کی جگہ فعْلن بسکون عین رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو محذوذ کہتے ہیں۔ |
| ۵۔ اذالہ | ایک الف وتد مجموع میں ساکن سے قبل زیادہ کرنا بشرطیکہ وتد رکن کے آخر میں ہو۔ | مستفعلن سے مستفعلان ہو گیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مُذال کہتے ہیں |
| ۶۔ ترفیل | وتد مجموع کے آخر رکن پر سبب خفیف زیادہ کرنا۔ | مستفعلن سے مستفعلن تن ہو گیا مستفعلاتن سے بدل لیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اسکو مرفّل کہتے ہیں۔<br>مس تفع لن ذ منفصل میں خبن۔ قصر۔ شکل۔ تسبیغ۔ کف کے زحافات آتے ہیں جن کی تشریح دیکھنا چاہیئے۔ |

## زحافات مفعولاتُ (بضم تار)

| زحاف | تشریح | وزن |
| --- | --- | --- |
| ۱۔ وقف | مفعولاتُ کی تُ کو ساکن کرنا | مفعولاتْ ہوا اس کو مفعولان سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو موقوف کہتے ہیں۔ |
| ۲۔ طے | دیکھو طے مستفعلن۔ | مفعولاتُ سے وٗ گرا تو مفعلاتُ رہا اُس کو فاعلاتُ بضم تا سے بدلا۔ |
| ۳۔ خبن | دیکھو خبن فاعلاتن | مفعولاتُ سے معولاتُ بضم تا رہا اس کو فعولاتُ یا مفاعیلُ سے بدل لیا۔ |
| ۴۔ خبل | دیکھو خبل مستفعلن | مفعولاتُ سے بسبب خبن فَ اور بسبب طے وٗ گر کر معلاتُ رہا اُس کو فَعِلاتُ سے بدل لیا |

| زحاف | تشریح | وزن |
|---|---|---|
| ۵۔ کسف | وتد مفروق کے دوسرے متحرک کو گرانا۔ | مفعولاتُ میں تُ گر کر مفعولا رہا اس کو مفعولن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مکسوف کہتے ہیں۔ |
| ۶۔ رفع | دیکھو رفع مستفعلن | مفعولاتُ سے عولات رہا اس کی جگہ مفعولُ بضم لام رکھ دیا۔ |
| ۷۔ صلم | وتد مفروق کا حذف کرنا۔ | مفعولاتُ سے مفعو رہا اس کو فعْلن ساکن العین سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اصلم کہتے ہیں۔ |
| ۸۔ جدع | دو سبب خفیف کا گرانا اور حرف آخر وتد مفروق کو ساکن کرنا | مفعولاتُ سے مفعو حذف ہوا لاتُ رہا اس کو فاع سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مجدوع کہتے ہیں۔ |
| ۹۔ نحر | جدع کا زحاف جاری کرکے فاع سے بدلا اور پھر اس کا الف ساکن کیا | مفعولات سے لات رہا۔ فاع سے بدلا پھر فاع کا الف گرایا فع رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو منحور کہتے ہیں۔ |

# زحافات مُفاعِلَتُن

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ عصب | لام مفاعلتن کا ساکن کرنا | مفاعِلَتُن سے مَفَاعَلْتُن رہا اُس کی جگہ مفاعیلن رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو معصوب کہتے ہیں۔ |
| ۲۔ قصم | خرم اور عصب کے زحافوں کا ایک رکن میں جمع ہو جانا۔ | مفاعلتن سے بسبب خرم مَ گرا اور بسبب عصب لام ساکن ہوا فاعلتن رہا۔ اس کو مفعولن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اقصم کہتے ہیں |
| ۳۔ عقل | اجتماع عصب و قبض | مفاعلتن سے مفاعتن رہا اس کو مفاعلن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو معقول کہتے ہیں |
| ۴۔ جمم | اجتماع عقل و خرم | مفاعلتن سے بسبب عقل لام ساکن ہو کر گر گیا اور بسبب خرم مَ متحرک حذف ہوئی فاعتن باقی رہا اس کو فاعلن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اجمّ کہتے ہیں۔ |
| ۵۔ نقص | اجتماع عصب و کف | مفاعلتن سے بسبب عصب لام ساکن ہوا اور بسبب کف نون |

| زحاف | تشریح | وزن |
|---|---|---|
| | | ساکن گرا مفاعلتُ بضم تا رہا۔ اس کی جگہ مفاعیلُ بضم لام لے آئے جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو منقوص کہتے ہیں |
| ۶۔ عقص | اجتماع خرم و نقص | مفاعلتن سے بسبب خرم میم گرا اور بسبب نقص لام ساکن ہوا اور نون حذف ہوا فاعلتُ بضم تا رہا۔ اس کی جگہ مفعول رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اعقص کہتے ہیں |
| ۷۔ قطف | اجتماع عصب و حذف | مفاعلتن سے بسبب عصب لام ساکن ہوا اور بسبب حذف آخر کا سبب خفیف گر گیا۔ مفاعل بسکون لام رہا اس کو فعولن سے بدل لیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مقطوف کہتے ہیں |

## زحافات متفاعلن

| زحاف | تشریح | وزن |
|---|---|---|
| ۱۔ اضمار | متفاعلن کی تے کو ساکن کرنا | متفاعلن رہا اُس کی جگہ مستفعلن کر دیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مضمر کہتے ہیں |
| ۲۔ وقص | اجتماع اضمار و خبن | متفاعلن کی تے بسبب اضمار ساکن ہوئی اور بسبب خبن تے گر گئی تو مفاعلن رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اسکو موقوص کہتے ہیں |
| ۳۔ خزل | اجتماع اضمار و طے | متفاعلن سے بسبب اضمار لام ساکن ہوا اور بسبب طے چوتھا حرف ساکن حذف ہوا متفعلن رہا اس کی جگہ مفتعلن رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مخزول کہتے ہیں |
| ۴۔ قطع | دیکھو زحافات گزشتہ | متفاعلن سے متفاعل بسکون لام رہا اُس کو فعلاتن عین مکسور سے بدلا۔ |
| ۵۔ حذذ | دیکھو زحاف سابق | متفاعلن سے متفا رہا اُس کو فعلن عین مکسور سے بدلا۔ |
| ۶۔ ترفیل | دیکھو زحاف سابق | متفاعلن سے متفاعلن تن ہوا۔ اسکو متفاعلاتن سے بدل لیا |
| ۷۔ اذالہ | [illegible] رکن کے آخر میں ایک الف زیادہ کرنا | متفاعلن سے متفاعلان ہو گیا۔ |

| زحاف | تشریح | وزن |
|---|---|---|

## زحافات فعولن

| زحاف | تشریح | وزن |
|---|---|---|
| ۱۔ قبض | دیکھو زحافات سابق | فعولن سے فعولُ بضم لام رہا۔ |
| ۲۔ قصر | دیکھو زحافات سابق | فعولن سے فعولْ بسکون لام رہا۔ |
| ۳۔ ثلم | رکن فعولن میں زحاف خرم جاری کرنا یعنی وتد مجموع سے کہ رکن اول میں ہو۔ حرف اول متحرک کو حذف کرنا | فعولن سے فَ دور ہو کر عولن رہا اس کی جگہ فعلن بسکون عین رکھ دیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اثلم کہتے ہیں۔ |
| ۴۔ ثرم | اجتماع قبض و خرم | فعولن سے بسبب خرم ف اور بسبب قبض نون گر گیا عول رہا۔ اس کی جگہ فعلُ بسکون عین و لام مضموم رکھ دیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اثرم کہتے ہیں۔ |
| ۵۔ بتر | اجتماع حذف و قطع | فعولن سے سبب خفیف بوجہ حذف گرا اور تو بسبب قطع گر کر عین ساکن ہو گیا اس طرح فع باقی رہا۔ |
| ۶۔ تسبیغ | سبب خفیف کے درمیان میں الف بڑھانا | فعولن سے فعولان ہو گیا۔ |
| ۷۔ حذف | سبب خفیف ساقط | فعو باقی رہا جسے فعَل عین متحرک سے بدل لیا |

## زحافات فاعلن

| زحاف | تشریح | وزن |
|---|---|---|
| ۱۔ خبن | دیکھو زحافات سابق۔ | فاعلن سے فعِلن عین مکسور سے باقی رہا۔ |
| ۲۔ قطع | دیکھو زحافات سابق | فاعلن سے فاعل رہا اس کی جگہ فعْلن بسکون عین لے آئے۔ |
| ۳۔ خلع | دیکھو زحافات سابق | فاعلن سے الف بسبب خبن گرا اور نون بسبب قطع کے گر کر لام ساکن ہو گیا فعِل بکسر عین رہا۔ |
| ۴۔ حذف | دیکھو زحافات سابق | وتد مجموع کو ساقط کرنے کے بعد فا رہا اس کو فع سے بدل لیا۔ |
| ۵۔ اذالہ | دیکھو زحافات سابق | فاعلن سے بسبب الف بڑھانے کے فاعلان ہو گیا۔ |
| ۶۔ ترفیل | دیکھو زحافات سابق | وتد مجموع پر سبب خفیف زیادہ کیا تو فاعلن تن ہو گیا۔ اس کو فاعلاتن سے بدل لیا۔ |

# (۲) تقطیع کے متعلق

**تقطیع** | تقطیع کے لغوی معنی قطع کرنا یا کاٹنا ہیں مگر اصطلاح میں شعر کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں تا کہ اُس کا وزن عروض کے مقررہ اوزان میں کسی کے مطابق پایا جائے۔

**ملفوظی اور مکتوبی حروف** | جو حرف تلفظ میں آئے مگر لکھا نہ جائے وہ تقطیع میں محسوب ہوتا ہے اور جو حرف لکھا جائے مگر تلفظ میں نہ آئے وہ تقطیع میں نہیں محسوب ہوتا اول الذکر کو ملفوظ غیر مکتوب اور آخرالذکر کو مکتوب غیر ملفوظ کہتے ہیں۔

**ملفوظ غیر مکتوب** | یعنی جو حرف لکھا نہ جائے مگر پڑھا جائے۔ جیسے (۱) کسرۂ اضافت (۲) الف ممدودہ (۳) حرف مشدد۔ (۴) ایسا واؤ اور یے جس پر ہمزہ ہو۔

(۱) کسرہ اضافت کی مثال جیسے ع دردِسرِ دوستاں آہ و فغانِ من است۔ اس میں "دردِسر" برابر ہے "در دِ سرے" کے جو مفتعلن کے وزن پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسرۂ اضافت یے کی جگہ پر ہو جو ایک حرف ہے

(۲) الف ممدودہ کی مثال جیسے آمد = اامد = فعْلن

(۳) حرف مشدد کی مثال جیسے تمتع = تمت تع = فعولن

(۴) واؤ اور یے جس پر ہمزہ ہو جیسے داؤد = داوود = مفعول۔ اسی طرح لفظ جائے = جائیے = فعْلن۔

**مکتوب غیر ملفوظ** | یعنی جو حرف لکھا جائے مگر پڑھا نہ جائے۔ جیسے
(۱) لفظ خواب و خواجہ وغیرہ کا واؤ

(۲) ایسا واو عطف جو کھینچ کر نہ پڑھا جائے۔ جیسے ع وہ کس را کہ باشد بہم جان و ہوش۔ اس میں واؤ کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا۔ اس لئے تقطیع میں گر جاتا ہے۔

(۳) اگر واؤ کھینچ کر پڑھا جائے تو تقطیع میں شمار ہوتا ہے جیسے ع گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم۔

(۴) اسی طرح الف وصل یعنی وہ الف جس کے ماقبل ساکن ہو جیسے ع بفرسنگ بگریزد از تو زفیق۔ اس میں چونکہ الف کا ماقبل وال ساکن ہے۔ اس لئے الف گر جاتا ہے۔

(۵) نون غنہ یعنی وہ نون جو الف۔ واؤ۔ یا ساکن کے بعد آوے اور ناک میں پڑھا جائے جیسے پریاں چوں۔ ایں

(۶) ہائے مختفی جیسے بادہ پرست میں ہ گر جاتی ہے یا (ہ ہی) ہ ہمزہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

**تقطیع حقیقی** شعر کی تقطیع اس طرح کرنا کہ الفاظ شعر کسی مقررہ بحر کے ارکان کے بالکل مطابق ہوں جیسے ؎
وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار باتیں کرے ہے سقف سپہر کہن کیساتھ۔ اسکی حقیقی تقطیع یہ ہے۔

| مفعول | فاعلاتُ | مفاعیل | فاعلن |
| --- | --- | --- | --- |
| وحشت گ | ئی نہ بعد | فنا بھی م | را غبار |
| باتیں کر | رے ہ سقف | سپہرے کُ | ہن کسات |

**تقطیع غیر حقیقی** تقطیع اس طرح کرنا کہ الفاظ اور ارکان میں مطابقت تو ہو جائے۔ مگر وہ ارکان کسی مقررہ بحر کے نہ ہوں جیسے اس شعر میں۔

| مستفعلن | فعول | فعولن | مفاعلان |
| --- | --- | --- | --- |
| وحشت گئی | نہ بعد | فنا بی | مرا غبار |

ظاہر ہے کہ مطابقت الفاظ تو ہو گئی۔ مگر یہ کوئی مقررہ بحر نہیں ہے۔

**مثمن** ایسی بحر جس کے ارکان پورے شعر میں آٹھ ہوں یعنی ہر مصرعہ میں چار چار۔

**مسدس** ایسی بحر جس کے ارکان پورے شعر میں چھ ہوں یعنی ہر مصرع میں تین تین۔

**سالم** ایسی بحر جس کے ارکان میں کوئی کمی زیادتی نہ ہوئی ہو۔ برخلاف مزاحف۔ کہ جسکے ارکان میں کوئی زحاف ہوا ہو۔

**حروف کا تعلق الفاظ یعنی ارکان اور ارکان کا تعلق شعر کے ساتھ** ہمارے خیالات کا اظہار عام طور پر الفاظ کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور الفاظ حروف کے مجموعہ و مرکب کا نام ہے اسی وجہ سے عروضیوں نے تمام ارکان کی بنیاد دو حرفی سہ حرفی اور چہار حرفی مرکبات پر رکھی ہے جن کو وہ علی الترتیب سبب، وتد اور فاصلہ کہتے ہیں اور پھر جب یہی ارکان ایک خاص ترتیب سے رکھے جاتے ہیں تو وہی شعر کہلاتا ہے۔ یہ ضروری ابتدائی نکتہ دو دوائر کی مدد سے واضح کیا جاتا ہے جو طلبا کیلئے یقیناً مفید ثابت ہوں گے۔

**دائرۂ رکن**

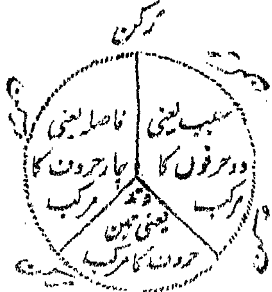

## دائرہ بیت

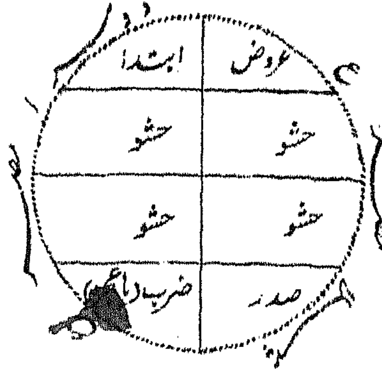


## صدر، عروض، ابتدا اور ضرب

مصرع اول کا پہلا رکن صدر، اور آخری رکن عروض۔ اسی طرح مصرع ثانی کا پہلا رکن ابتدا اور آخری رکن ضرب۔ یا عجز کہلاتا ہے اور باقی ارکان کو حشو کہتے ہیں۔

## بحور مستعملہ مع وزن و مثال

اب ہم مستعملہ بحور اور ان کے مشہور زحافات کے اوزان مع مثالوں کے دیتے ہیں اور کہیں کہیں اُن کی تقطیع بھی کرتے جائیں گے۔

## (۱) بحر ہزج

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| ہزج مثمن سالم | مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن دو بار | اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را<br>ستائش گر ہے زاہد اسقدر جس باغ رضواں کا<br>وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودوں کے طاق نسیاں کا |
| ہزج مثمن مسبغ | مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان دو بار۔ | بزاری میدہم جاں نمی پرسد مرا جاناں مسلمانی نمی دانم کجا شد اے مسلماناں<br>حباب آسا محیط عشق سے جو پار اُترتے ہیں گزر جاتے ہیں پہلا سر سے پیچھے پاؤں دھرتے ہیں |
| ہزج مثمن مقبوض | مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن دو بار | بنفشہ رستہ از زمیں بطرف جویبار ہا دیا گسستہ حور عین ز زلف خویش تار ہا<br>یہ تھوڑی تھوڑی مے نہ دے کلائی موڑ موڑ کر<br>بھلا ہو تیرا ساقیا پلا دے خم نچوڑ کر |
| ہزج مثمن اشتر | فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن دو بار | سرو من بسے بنشیں خانہ را گلستاں کن یا دو جام مے در کش قدر نوش گرداں کن |

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| ہزج مثمن اخرب | مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن<br>دوبار۔ | کہتے ہو نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا — دل کہاں کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا<br>دل باز بجوش آمد جاناں کہ می آید — بیمار بہوش آمد درماں کہ می آید<br>پھر موج ہوا پیچاں اے تیر نظر آئی — شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی |
| | | **تقطیع**<br>مفعول — مفاعیلن — مفعول — مفاعیلن<br>پھر موج — ہوا پیچاں — اے تیر — نظر آئی<br>شاید کہ — بہار آئی — زنجیر — نظر آئی |
| ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور۔ | مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل<br>دوبار۔ | تا چند مرا درغم او پند تواں گفت — چیزے کہ بجائے نہ رسد چند تواں گفت<br>تیرے لب جاں بخش سے پان یوں سرخ — عالم نے کہا چشمۂ حیواں میں لگی آگ |
| ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف الآخر | مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن<br>دوبار۔ | اے شیخ مرا راہ خرابات نمودی — میخواست ولم بادہ کرامات نمودی<br>مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کی رقم کا — حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا |
| ہزج مثمن مکفوف مقصور | مفاعیل مفاعیل مفاعیل مفاعیل<br>دوبار۔ | زہے حسن و زہے روئے و زہے نور و زہے ناز<br>زہے خط و زہے خال و زہے سور و زہے بار |
| ہزج مثمن مکفوف محذوف | مفاعیل مفاعیل مفاعیل فعولن<br>دوبار | مرا عشق تو تا کرد بہ ہنگام جوانی — چرا باز نہ پرسی تو ز حالم چو بدانی<br>تپ ہجر سے اے یار دل زار جلا ہے — ذرا دیکھ دل زار نیا باغ کھلا ہے |
| ہزج مسدس سالم[1] | مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن دوبار | قناعت گنج آباد است اگر دانی — از و تا میتوانی رو بگردانی<br>وہ الٹی لگ گئے ہم سے قسم لینے — جو سچ پوچھو قسم لیتے تو ہم لیتے |
| | | **تقطیع**<br>مفاعیلن — مفاعیلن — مفاعیلن<br>وہ الٹی لگ — گئے ہم سے — قسم لینے<br>جو سچ پوچھو — قسم لیتے — تو ہم لیتے |

[1] ہزج مسدس سالم اردو فارسی میں بہت کم استعمال ہوتی ہے

| بحر | وزن | مثال | |
|---|---|---|---|
| ہزج مسدس مقصور | مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل دوبار | نہیں دیتی دکھائی صورت زیست<br>الٰہی غنچۂ امید بکشا | غضب صورت ہوں آیا دیکھ کر آج<br>گلے از روضۂ جاوید بنما |
| ہزج مسدس محذوف | مفاعیلن مفاعیلن فعولن | دلاتا سکے دریں کاخ مجازی<br>کیے کیا اسے زخسم دل ہمارا<br>اگر غفلت سے باز آیا جفا کی<br>دم آخر بھی شکوہ کیا نہ کرتا | کنی مانند طفلاں عشق بازی<br>دہن پایا لب گویا نہ پایا<br>تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی<br>تمھیں بتلاؤ مرتا کیا نہ کرتا |
| ہزج مسدس مکفوف محذوف | مفاعیل مفاعیل فعولن دوبار | دل آزار جفا کار نگاری | جز آزار و ظلم کار نداری |
| ہزج مسدس اخرب مقبوض | مفعول مفاعلن مفاعلن دوبار | گل پھولے جو تھے چمن کے جھڑ گئے | وہ نقش و نگار سب بگڑ گئے |
| ہزج مسدس اخرب مقبوض سالم الآخر | مفعول مفاعلن مفاعیلن دوبار | اے از مژۂ تو رخنہ در جانہا<br>کہتے ہیں کہ وہ نگار آتا ہے | اے درد تو کیمیا سکے درمانہا<br>کیا فائدہ جی ہی تن سے جاتا ہے |

تقطیع

| مفاعیلن | مفاعلن | مفعول |
|---|---|---|
| ر آتا ہے | کہ وہ نگا | کہتے ہ |
| س جاتا ہے | دجی ہ تن | کا فا ر |

| بحر | وزن | مثال | |
|---|---|---|---|
| ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر | مفعول مفاعلن مفاعیل دوبار | گفتی لب من چو انگبین است | خود گو مزہ در کجائے این است |
| ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف الآخر | مفعول مفاعلن فعولن دوبار | تا عشق پریرخان گزیدم<br>بینا دی صبح کا بیاں ہے | از روز خوشی نشان ندیدم<br>تفصیل کتاب آساں ہے |

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| ہزج مسدس اخرب اشتر مقصور الآخر | مفعولن فاعلن مفاعیل دوبار | صد بارم بیش اگر کشی زار    برخیزم تا کشی دگر بار<br>چنچل پیاری تھی مادہ فیل ایک    جس پہ ہو جائیں غش بد و نیک |

## ۲- بحر رمل

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| رمل مثمن سالم[سلہ] | فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دوبار۔ | شکل دل بردن کہ تو داری نباشد دلبرے را<br>خواب بندیہائے چشمت کم بود جادو گرے را<br>ع :- تو جب آئی کوئی نقصان اے شب غم کر دیا ہے |
| رمل مثمن محذوف | فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار | ہر کرا بینم سخن با او ز ہر جا میکنم    تا کند ذکر تو صد تقریب را پیدا میکنم<br>عارض گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسد<br>جوشش فصل بہاری اشتیاق انگیز ہے |
| رمل مثمن مقصور | فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان دوبار | ہر کجا بینم مہے با عاشق خود مہرباں    افتد از بے مہری ماہ خودم آتش بجاں<br>اس چمن میں مرغ دل گائے نہ آزادی کا گیت<br>آہ یہ گلشن نہیں ایسے ترانے کے لئے<br>کہہ دو رضواں سے یہی پھل پھول سبزہ داں بھی ہے<br>اور کیا جنت میں رکھا ہے جو دکھلائیں گے آپ |
| رمل مثمن مخبون | فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن دوبار | شکر یست را شد اگرچہ پسر مرتب    کہ سے نیز بگو اہم کہ کند سایہ ترا بلب<br>گنہ و جرم پہ بھی کرتا ہے تو رزق رسانی    تیرے الطاف سے محروم نہ بیخوار نہ زانی<br>کر تو ستار ہے سب واقف اسرار نہانی    ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را غیب تو دانی<br>ہمہ را رزق رسانی کہ تو موجود عطائی |
| رمل مثمن مشکول | فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن دوبار | قدرے بخند دا از رخ قمرے نمائے مارا    سخنے بگو وا زلب شکرے نمائے مارا |

سلہ یہ بحر بھی اردو فارسی میں سالم الآخر بہت بے مزہ معلوم ہوتی ہے لہٰذا آخری رکن میں کوئی نہ کوئی زحاف ضرور ہو جاتا ہے۔

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| | | ترے وعدہ پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا<br>کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا |
| رمل مثمن مخبون مقصور | فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان دوبار | تپش دل نہیں ہے رابطۂ خوف عظیم — کشش دم نہیں ہے ضابطۂ جر ثقیل |
| رمل مثمن مخبون (مقطوع) | فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن دوبار | گرچہ مقصود بلائے دل و دین است مرا — ہیچ غم نیست کہ مقصود ہمین است مرا<br>شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری<br>غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری |
| رمل مثمن مسبغ | فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلیان دوبار | تا بکے گریم بزاری ہمچو ابر نوبہاراں — از سر اندوہ و حسرت در فراق گلعذاراں |
| رمل مسدس سالم | فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دوبار | اے نگارین روئے دلبر زان مائی — رخ مکن پنہاں چو اندر جان مائی<br>قتل عالم کر چکا غمزہ تو بولے — کیا کیا اے خانماں برباد تو نے |
| رمل مسدس مقصور | فاعلاتن فاعلاتن فاعلان دوبار۔ | ہو یہاں کس کو شب فرقت میں ہوش — ہو چکی ہو گی ہزاروں بار صبح |
| رمل مسدس محذوف | فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار۔ | بشنو از نے چوں حکایت میکند — وز جدائیہا شکایت میکند<br>کنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کھلا — کاشکے ہوتا قفس کا در کھلا |
| رمل مسدس مخبون محذوف | فاعلاتن فعلاتن فعلن دوبار۔ | گر سخن زاں لب چوں نوش بود — پستہ را خندہ فراموش بود |
| رمل مسدس مخبون مقصور | فاعلاتن فعلاتن فعلات دوبار | شکر بے لعل تو کان نمک است — گرچہ شکر نہ مکان نمک است |
| رمل مربع سالم | فاعلاتن فاعلاتن دوبار۔ | تیغ اٹھا کر دل پھنسا کر — جا ملا دشمن سے دلبر |
| رمل مربع مقصور محذوف | فاعلاتن فاعلان دوبار۔ | بوسہ رخ دو ہمیں — دل ہم اپنا دیں تمھیں<br>درد دل اپنا صنم — کیوں نہ ہم تم سے کہیں |

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| رمل مربع مخبون | فعلاتن فعلاتن دوبار | اری موتی ادھر آ تو کہ سکھائے ہنر آ تو<br>مرے دل کی بھی خبر ہو تجھے اے بیخبر آ تو |
| رمل مربع مشکول | فعلات فاعلاتن دوبار۔ | وہ غریب کھیت والے وہ امیدوار دہقان<br>کہ کھڑی ہو جنکی کھیتی کہیں کھیت کٹ رہا ہو |

## ۳۔ بحر رجز[۱]

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| رجز مثمن سالم | مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن دوبار | عیداست جام زرفشاں از مے گرانبار آمدہ<br>ہر زاہدے دامن کشاں در دیر خمار آمدہ<br>شاہا بہ تاآنی نگر خاقانی ثانی نگر<br>نے روح خاقانی نگر اینک بگفتار آمدہ<br>(یہ پورا قصیدہ مسجع ہے)<br>ہردم جو اُسکی ابرروان جنبش میں ہیں کانپے ہو جاں<br>لیتی ہیں آنکھیں جھپکیاں چلتی ہے تلوار اس قدر |
| رجز مثمن مطوی | مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن دوبار | می شگفد گل بچمنہا ز نسیم سحری وہ چہ شود دگر نفسے پہلوئے با بادہ خوری<br>خواب میں اک بوسۂ رنگ کف پا ہاتھ لگا رات اندھیری میں مجھے دزد حنا ہاتھ لگا |
| رجز مثمن مطوی مخبون | مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن دوبار | دیدہ ور آنکہ تا نہد دل بجمال دلبری<br>در رگ سنگ بنگرد رقص بتان آذری<br>دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں<br>روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں |

[۱] اس بحر کے خصوصیات حسب ذیل ہیں۔ (۱) رجز مثمن عربی میں بہت کم مگر مسدس و مربع زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔ برخلاف اس کے فارسی اور اُردو میں مثمن ہی زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ کیونکہ اُس کے ارکان کا ٹھہراؤ کانوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے (۲) اس بحر میں زحافات بہت کم آتے ہیں اس کے صرف پانچ زحاف مشہور ہیں یعنی خبن، طے، قطع، اذالہ اور ترفیل۔ (۳) فارسی و اردو میں ہشت رکنی اور شانزدہ رکنی بحر میں اکثر مسجع ہوتی ہیں۔ اور بہت پرلطف معلوم ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہوگا۔

| بحر | وزن | مثال |
| --- | --- | --- |
| رجز مثمن مخبون مطوی | مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن دو بار | فغاں کہ تاں ہمہ سحرے بکوئے تو می گزرم بہ چشم نیست رہ ہمہ شب کہ تو ام بہ بام و دری نگرم |
| رجز مثمن مطوی مرفل | مفتعلاتن مفتعلاتن مفتعلاتن مفتعلاتن دو بار | تو سر دنیا ظل الٰہی جھکم ترا ماہ زماہی — تخت ترا ہی تا بہ ثریٰ اور فوق ہو تیرا تا بہ ثریا (ذوق) |
| رجز سالم شانزدہ رکنی | مستفعلن ہر مصرع میں آٹھ بار | آئی بہار اب ہر چمن - ہے بلبل و گل کا ملن . دیر و حرم سے نعرہ زن - آئے ہیں شیخ و برہمن<br>زاہد سے کہہ دو بے سخن - ہے فصل گل تو بے شکن - گر چاہیے عیش جان و تن بیجا ادا کا سیکھے چلن (غلام امام شہید) |
| رجز مسدس سالم | مستفعلن مستفعلن مستفعلن دو بار | ہم کو ملا جو لطف کوئے یار کا — کب شہ صبا کو لطف ہے گلزار کا<br>ساقی بعشرت کوش در دوران گل — مگزار از کف جام تا پایان گل |
| رجز مسدس مطوی | مفتعلن مفتعلن مفتعلن دو بار | ظلم کا اب اس سے گلا لطف ہے — جو نہ سنے شکوے کا کیا فائدہ<br>نیست مرا جز تو نگار دگرے — می نکنی ہیچ بحالم نظرے |
| رجز مربع سالم | مستفعلن مستفعلن دو بار | اس عشق نے رسوا کیا — میں کیا بتاؤں کیا کیا<br>آہ دل ناشاد نے — اور آسماں پیدا کیا (واجد علی شاہ اختر) |

## ۴- بحر کامل[۵]

| بحر | وزن | مثال |
| --- | --- | --- |
| کامل مثمن سالم | متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن دو بار | بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ — حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ<br>رہ عشق کے کج و پیچ میں جو رفیق تھے سو جدا ہوئے<br>مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دم سے ہمسفری رہی<br>یونہی اشک کی ہے جھڑی لگی مری چشم تر سے ہر آن ہی<br>یہ عجیب لطف ہے ابر کا کہیں سماں ہو نہ گماں ہی |

۵ اس بحر میں زحافات کم آتے ہیں۔

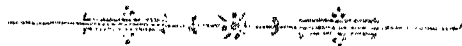

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| | **۵- بحر وافر[1]** | |
| وافر مثمن سالم | مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن دوبار | چہ شد صنما کہ سوئے کسے بچشم رضائی نگرے<br>ز رسم جفا نمی گذری طریق وفا نمی سپری |
| | **۶- بحر متقارب یا تقارب** | |
| متقارب مثمن سالم، | فعولن فعولن فعولن فعولن دوبار | کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا / مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا<br>اگر سرو من در چمن جا بگیرد / عجب باشد از سرو بالا بگیرد |
| متقارب مثمن سالم مضاعف یعنی شانزدہ رکنی، | فعولن ہر مصرع میں آٹھ بار | تمنا نہیں ہو کہ امداد دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مزد قلق ہو<br>یہی حق ہے قاتل اگر حق دلائے پہ پہلی ترے پاؤں پہ جان نکلی ہو |
| متقارب مثمن محذوف، | فعولن فعولن فعولن فعل دوبار | یہ حسن و جوانی اور اس پر یہ غم / ستم ہے ستم ہو ستم ہے ستم<br>چو آیم بکویت مکن عیب من / کہ بے اختیارم در ین آمدن |
| متقارب مثمن مقصور[2] | فعولن فعولن فعولن فعول دوبار | پلا ساقیا مجھ کو جام شراب / وہ پانی کہ جس میں ہو موتی کی آب<br>مراکشت آں مہ چو ہجراں نمود / زمر گم خبر بود از بیم بود |
| متقارب مثمن سالم الآخر | فعلن فعولن فعلن فعولن دوبار | دست جنوں سے اسے ڈالئے ڈیلا / سونے نہ پائے کسی پاؤں پھیلا<br>آشوب جانی شوخ جہانی / بے اعتقادی نامہربانی |

[1] یہ بحر عربی سے خصوصیت رکھتی ہے، فارسی اور اردو میں بہت کم مستعمل ہے۔

[2] دو مصرعوں میں اجتماع قصر و حذف یعنی ایک میں فعول اور ایک میں فعل جائز ہے مثلاً ؎

کوئی نا امیدانہ کرتے نگاہ / سو تم ہم سے منہ بھی چھپا کر چلے (میر)

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| متقارب مثمن اثلم | فعلن فعلن فعلن فعلن دو بار | دیکھ اُس رُخ کی نور افشانی    شمع مجلس پانی پانی |
| متقارب مثمن اثرم سالم الآخر | فعلُ فعولن فعلُ فعولن دو بار | شعر رواں سے اشک رواں ہو    راگ سننے سے مشق فغاں ہو |
| متقارب مثمن اثرم مضاعف | فعل فعولن ہر مصرع میں چار بار | اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا<br>دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا |
| متقارب مثمن مقبوض اثلم | فعول فعلن فعول فعلن دو بار | تڑپ رہا ہوں میں نیم بسمل    خبر لے میری شتاب قاتل |
| متقارب مثمن مقبوض مضاعف | فعول فعلن ہر مصرع میں چار بار | سدا ہی اُس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی زمیں پہ باراں<br>نکل کے دیکھو ٹک اپنے گھر سے فلک پہ بجلی زمیں پہ باراں<br>زہے دو چشمت بجون مردم کشادہ تیر و کشیدہ خنجر<br>رخ چو ماہت صباح دولت خط سیاہت شب معنبر |

## ۷۔ بحر متدارک[له]

| | | |
|---|---|---|
| متدارک مثمن سالم | فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن دو بار | ہاتھ کیا پہونچے گیسوئے خمدار تک    دور کھنچنے لگا دامن یار تک |
| متدارک مثمن محذوف | فاعلن فاعلن فاعلن فع دو بار | حُسن لطف ترا بندہ شد مہر و مہ    خط و خال ترا مشک چین خاک رہ<br>اپنی صورت ذرا تم دکھا دو    میرے دل کی لگی کو بجھا دو |
| متدارک مثمن محذوف مضاعف | فاعلن فاعلن فاعلن فع ہر مصرع میں دو بار | جان دیتی ہے لو رو رو کے دیکھو آنکھیں کھولو ذرا منہ سے بولو<br>اپنی بیکس بہن کی خبر لو میرے اچھے مظلوم بھائی<br>اکثر نوحے اسی بحر میں ہیں۔ |

له اس بحر کو خلیل بن احمد کے بعد اخفش نے نکالا تھا۔

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| متدارک مثمن مخبون | فعِلن فعِلن فعِلن فعِلن دوبار (عین کے کسرے سے) | مرا دشمن اگرچہ زمانہ رہا ترا یوں ہی میں دوست یگانہ رہا<br>چو رخت نہ بود گل باغ ارم چو قد تو نہ بود قد سرو چمن |
| متدارک مثمن مخبون مضاعف | فعِلُن ہر مصرع میں آٹھ بار | نہ گلوں میں گلوں کی سی بو وہ رہی نہ عزیزوں میں لطف کی خو وہ رہی<br>نہ وہ آن رہی نہ امنگ رہی نہ وہ رندی و زہد کی جنگ رہی |
| متدارک مثمن مقطوع[۱] | فعْلن فعْلن فعْلن فعْلن دوبار | ہردم کرتا ہوں میں زاری دیکھی بس بس تیری یاری<br>ہردم پیشہ ارم زاری از غم تا کے زارم داری |
| متدارک مثمن مقطوع المضاعف۔ | ہر مصرع میں فعْلن آٹھ بار | ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا<br>قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا |
| متدارک مثمن مخبون[۲] | فعلن فعلن فعلن فع دوبار مقطوع محذوف | کیا کہیے کیسا کچھ تھا القصہ ایسا کچھ تھا<br>چہرہ کا لطف طباقی ان کا آنکھیں میری باقی ان کا |

## بحور مرکبہ[۳]

## ۱۔ بحر منسرح

| | | |
|---|---|---|
| منسرح مثمن مطوی موقوف | مفتعلن فاعلان مفتعلن فاعلان دوبار | آنکہ دلم صید او ست سیر نگار من است دست بخونم نگار کردہ نگار من است |

[۱] اس کو صوت الناقوس بھی کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کہیں جا رہے تھے راہ میں ایک شخص ناقوس بجا رہا تھا آپنے فرمایا کہ ناقوس کہتا ہے سے حقا حقا حقا حقا صدقا صدقا صدقا صدقا۔ اور یہی اس بحر کا وزن ہے۔

[۲] اکبر الہ آبادی کا "جلوۂ دربار دہلی" اسی بحر میں ہے

[۳] حسب ذیل بحریں شعرائے عجم کے یہاں متروک ہیں یعنی طویل، مدید، بسیط، وافر، مقتضب اور جو بحریں فارسی میں رائج ہیں وہ یہ ہیں۔ ہزج، رجز، رمل، سریع، خفیف، مجتث، مضارع، منسرح، متدارک، متقارب۔ فارسی میں بحر کامل سوائے سالم کے حالت کبھی تغیر استعمال نہیں ہوتی۔

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| | | دل میں ہم اپنے نیاز رکھتے ہیں کس طرح راز — سو چھپے ہو اسکو یہ بھید جسکی نہو چشم کور |
| منسرح مثمن | مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن | اے ز رخت روشنی خانۂ چشم مرا — چشم و چراغ ہمہ خواجۂ ہر دو سرا |
| مطوی مکسوف | دوبار | یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھنا — میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا |
| منسرح مثمن | مفتعلن فاعلات مفتعلن فع دوبار | چوں غم ہجران او نداشت نہایت — عاقبت اندوہ عشق کرد سرایت |
| مطوی منحور | | آکہ میری جان کو قرار نہیں ہے — طاقت بیداد انتظار نہیں ہے |
| منسرح مثمن | مفتعلن فاعلات مفتعلن فاع | من نشنیدم کہ خط برآب نویسند — آیت خوبی برآفتاب نویسند |
| مطوی مجدوع | دوبار | شعر تو سب ربط و پوچ کہنے سے ہے شوق |
| | | تیرا انہیں خلق میں شہرے سے ہے ذوق |
| منسرح مسدس | مفتعلن فاعلات مفتعلن دوبار | شاہ جہاں بادتا زمانہ بود — کز کرمش خلق شادمانہ بود |
| مطوی | | نالۂ دل نارسا ہے یارتلک — اپنی پہنچ کب ہے گلعذار تلک |
| منسرح مسدس | مفتعلن فاعلات مفعولن دوبار | بسکہ بہ بیت اسیر شد جانم — گر بگذاری گریخت نتوانم |
| مطوی مقطوع | | آنکھوں میں مے کا خمار ابتک ہے — سچ کہیں ہم کو تو آپ پر شک ہے |

## ۲- بحر مقتضب

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| مقتضب مثمن | فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن | سرو گلعذار منی فصل نو بہار منی — من اگرچہ تنگ توام عز و افتخار منی |
| مطوی | دوبار | یار ہو نہ سکے ہیں کب امید وصل ہوئی — شوخ دلربا سے ہیں کب امید وصل ہوئی |
| مقتضب مثمن | فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن | کارگاہ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے |
| مطوی مقطوع | دوبار | برق خرمن راحت خون گرم دہقاں ہے |

## ۳- بحر مضارع

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| مضارع مثمن | مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن | ز مخموری رنج دارم بیا ساقی ساغرم دہ |
| سالم | فاع لاتن دوبار | دگر نقلے خواہم از تو ز گنج لب شکرم دہ |

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| مضارع مثمن اخرب | مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن<br>دوبار۔ | از تو وفا نیاید دانی کہ نیک دانم — وز من جفا نہ خیزد دانم کہ نیک دانی<br>دل کا پتہ نہ پایا زلفوں کو کھول دیکھا — گیسو کو ڈھونڈ مارا طرہ ٹٹول دیکھا |
| مضارع مثمن اخرب محذوف | مفعول فاعلاتن مفعول فاعلن<br>دوبار۔ | رکھتا نہیں ہے مطلق تاب عتاب دل<br>پہلو میں ہو گیا ہے مثل کباب دل |
| مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور | مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان<br>دوبار | بازم ہوائے آں لب میگوں گرفتہ است<br>معلوم می شود کہ مرا خون گرفتہ است<br>کیا کام ہمکو سجدۂ دیر و حرم کیساتھ — مستوں کا سر جھکے ہے صراحی خم کیساتھ |
| مضارع مثمن مکفوف مقصور | مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلات<br>دوبار | گر آں طرہ ہست مشک بے چوں نداد بوئے<br>در آں چہرہ ہست ماہ چرا در کشیدہ روئے<br>ارے دل کہا تو مان نہ زلف دوتا کو چھیڑ<br>خبردار کیا کرے ہے نہ کالی بلا کو چھیڑ |
| مضارع مثمن اخرب مکفوف | مفعول فاعلات مفاعیل فاعلاتن<br>دوبار۔ | دل بے رخ تو صورت جاں دانی شناسد<br>جاں بے لب تو گوہر کان دانی شناسد<br>اے عشق مجھ کو میرے ستانے سے فائدہ کیا<br>جب دل ہی جل چکا ہو جلانے سے فائدہ کیا |
| مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف، | مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن<br>دوبار۔ | اے پیک داستان خبر سرو ما بگو — احوال گل بہ بلبل دستانسرا بگو<br>ہرگز نہ آگ سینۂ پرسوز کی بجھی — گو سیل اشک آنکھوں سے میری بہا کیا |
| مضارع مسدس اخرب مکفوف سالم | مفعول مفاعیل فاع لاتن دوبار | شکوہ ہے کسی کا نہ ہم کو اے دل — دے بیٹھے جان اب تو اسکو دے دل |
| مضارع مسدس اخرب مکفوف مقصور | مفعول مفاعیل فاعلان دوبار | کیوں چاک گریباں گل نہو — ہو تنگ قبائے شکستہ رنگ |

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| مضارع مسدس اخرب مکفوف محذوف | مفعول فاعلات فعولن دوبار | تا صبح نیند آئی نہ دم بھر لو چکیاں چلیں میرے سر پہ |

## ۴- بحر مجتث

| | | |
|---|---|---|
| مجتث مثمن مخبون | مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن دوبار۔ | زدور نیست میسر نظر بروئے تو مارا چہ دولت است تعالی اللہ از قدر تو قبارا<br>موافقت میں عناصر کی گر نفاق نہوتا فراق روح کا قالب سے اتفاق نہوتا |
| مجتث مثمن مخبون مقصور | مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان دوبار۔ | زبسکہ درد تو درجان ناتوان من است بلاک من طلبد ہر کہ مہربان من است<br>اگر شراب کی موجیں بنیں شراب میں سانپ<br>خط شعاع سے لہرائیں آفتاب میں سانپ |
| مجتث مثمن مخبون محذوف | مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن (عین کے کسرے سے) دوبار | شفا جو در قدم تست مبتلائے ترا بردن خرام کہ دردسے مباد پائے ترا<br>جگر میں زخم کا شاید کہ اب نشان رہا جو اپنی چشم سے سیلاب خون رواں رہا |
| مجتث مثمن مخبون مقطوع | مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن (بسکون عین) دوبار | اگرچہ یار مرا نیست رسم دلداری بدین خوشم کہ ندارد بدیگرے یاری<br>شب وصال میں دل پر قلق ابھی سے ہے سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے |
| مجتث مثمن مخبون مقطوع مسبغ | مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان دوبار | چہ گویم از سر مستی لبت مئے ناب است<br>مرنج از سخن ما کہ عالم آب آب است<br>رہا ہے شانہ صفت کشمکش میں وہ اک عمر<br>رکھا ہے جس نے تری زلف عنبریں پر دانت |
| مجتث مثمن مشعث مخبون محذوف یا مسکن مقصور | مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلن (بسکون عین) دوبار۔ | کسی کو ہرگز اپنا نہ جانیوا سے شاد کہ دشمن جان ہوتا ہے بھائی بھائی کا |

## ۵- بحر طویل[1]

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| طویل مثمن سالم | فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن دو بار۔ | دلآرام یار اگر بوعدہ وفا بودے بنوعے بدرے کا خر تسلی بما بودے<br>تمہاری جدائی میں لبوں پر دم آیا ہے<br>کوئی تنگ جی سے یوں مسیحا کر آیا ہے |

## ۶- بحر مدید

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| مدید مثمن سالم | فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن دو بار | اے دل پرور دالعل تو درماں شدہ خاک پایت بندہ را چشمہ حیواں شدہ<br>اور تو باتیں بُری چھوڑ دیں سب خیر سے<br>پھر نہ اس کوچے کی باز آیا اب تک سیر سے |

## ۷- بحر بسیط

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| بسیط مثمن سالم | مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن دو بار | اے با وصالت دلم شاداں زدو رفلک<br>ہجر تو بر خاطرم چوں بر جراحت نمک<br>گھبرا گیا گھر میں دل الفت ہوئی دشت سے<br>بہلائیں دل اے جنوں جنگل کی اب گشت سے |
| بسیط مثمن مخبون | مفاعلن فعلن مفاعلن فعلن دو بار۔ | بچہرہ چوں قمرے بلعل لب چوں شکرے برُخ چو برگ گلے بزلف مشک ترے<br>دکھا دے شکل ذرا صنم برائے خدا یہ ہے سوال مرا گلہ رہے نہ ذرا |
| بسیط مسدس مطوی | مفتعلن فاعلن مفتعلن دو بار۔ | دل تو ربودی بتا از من نیست بغیر تو کس دلبر من<br>دیکھ سکے مجھ کو پری آنکھ ذرتی ہو گئی مجھ کو دیں بے خبری |

[1] بعض لوگ غلطی سے ہر اس بحر کو جس میں رکن زیادہ ہوں یعنی رکن یا ارکان کی بیسیوں بار تکرار ہو بحر طویل خیال کرتے ہیں حالانکہ اصل بحر طویل عربی کیساتھ مخصوص ہے اور اُردو اور فارسی میں اس بحر میں بہت کم شعر کہے گئے ہیں۔

# ۸- بحر سریع[1]

| بحر | وزن | مثال | |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱- سریع مسدس مطوی مکسوف | مفتعلن مفتعلن فاعلن دوبار | شیر خدا شاہ ولایت علی<br>غیر بھی کیوں تجھ سے نباہینگے گر | صیقلی شرک خفی و جلی (جامی)<br>جرم وفا قابل تعزیر ہے |
| ۲- سریع مسدس مطوی موقوف | مفتعلن مفتعلن فاعلان دوبار | دل کہ ز خوباں ہمہ غم دیدہ است<br>مرد سے بولے کہ نہ کر دو نکاح | بیشتر از عمر ستم دیدہ است<br>زن سے کہے چار ہیں شوہر مباح |
| سریع مسدس مطوی مقطوع مجدوع | مفتعلن مفعولن فاع دوبار | نالہ ہمارا ہے پُر زور | سنگ کو بھی کرتا ہے چُور |
| سریع مسدس مطوی مقطوع منحور | مفتعلن مفعولن فع دوبار | عشق کا دیوانہ ہے دل | ابرو سے اُس کی جان بسمل |
| سریع مسدس مخبون مکسوف | مستفعلن مستفعلن فعولن دوبار | اے دل نہ جا زلفوں میں اُس صنم کی<br>ہر چین اُس کی قید ہے ستم کی | |

# ۹- بحر خفیف[2]

| بحر | وزن | مثال | |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱- خفیف مسدس مخبون | فاعلاتن مفاعلن فعلاتن دوبار | اے صبا بوسہ زن زمین درا او را<br>دل مضطر تڑپ رہا ہے لیکن | ور نہ بخد لب چو شکر او را<br>نظر آتی نہیں وصال کی صورت |
| ۱- خفیف مسدس مخبون مقصور | فاعلاتن مفاعلن فعلان دوبار | ہم نبی را وصی و ہم داماد<br>نزع تک وصل کی ہے یار اُمید | چشم پیغمبر از جمالش شاد<br>ہے نفس ایک دم ہزار اُمید |

[1] یہ بحر شعرائے عرب و عجم نے بہت کم استعمال کی ہے اور اگر کی ہے تو صرف مسدس کی صورت میں۔

[2] فارسی شاعروں نے اس بحر کو سوائے مسدس کے اور کسی طریقہ سے نہیں برتا۔

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| خفیف مسدس مخبون محذوف | فاعلاتن مفاعلن فعلن دو بار | ہر شب از شوق جامہ پارہ کنم عاشقم عاشقم چہ چارہ کنم<br>انھیں باتوں میں تھا وہ رشکِ چمن کہ جو اٹھے میں قبل قطعِ سخن |
| خفیف مسدس مخبون مقطوع | فاعلاتن مفاعلن فعلن | با توے درد ما تواں گفتن ایں سخن را کجا تواں گفتن<br>شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے نگہِ چشمِ سرمہ سا کیا ہے |

## ۱۰- بحر جدید

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| جدید مسدس سالم | فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن دو بار | لے گیا وہ بے مروت آرامِ دل کچھ نہیں باقی رہا اب جز نامِ دل<br>ہر شبم گوئی کہ فردایت خوش کنم چند فردا رفت شاید فردا کنی |
| جدید مسدس مخبون | فعلاتن فعلاتن مفاعلن دو بار | غزل اب اور بھی بحروں میں کہہ کے پڑھ نہ ملا اس میں بھی انشا سراغ دل |

## ۱۱- بحر قریب[1]

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| قریب مسدس مکفوف | مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن دو بار | خداوند جہاں بخش شاہ عادل شہنشاہ جواں بخت زاد کامل |
| قریب مسدس مکفوف محذوف یا مقصور | مفاعیل مفاعیل فاع لان دو بار | بسودائے سر زلف مشکبار پریشانم وہم تیرہ روزگار |
| قریب مسدس اخرب مکفوف | مفعول مفاعیل فاعلاتن دو بار | تا طبع رہی برقرار باشد مداح در شہر یار باشد |

| مفعول | مفاعیل | فاعلاتن |
|---|---|---|
| تا طبع | رہی برق | رار باشد |
| مداح | در شہر | یار باشد |

[1] ان بحروں میں اردو میں بہت کم اشعار ملتے ہیں۔ اسی لئے ان کے بہت کم زحافات بیان کئے گئے ۔

## ۱۲- بحرِ مشاکل

| بحر | وزن | مثال |
|---|---|---|
| مشاکل مسدس مکفوف مقصور | فاعلات مفاعیل مفاعیل دوبار | یار غم شدہ ام در شب دیجور زاں سبب کہ نہ شد روزِ محن دور<br>بارِ غم کو اُٹھانا ہی پڑا آہ داغ ہجر کو کھانا ہی پڑا آہ |

# ۳- قافیہ کے متعلّق

**قافیہ کی تعریف** قافیہ اُن چند حروفِ معین کا نام ہے جو (درصورت مطلع غزل یا قصیدہ اور ابیات مثنوی کے) بیت کے دونوں مصرعوں کے آخر میں اور اس کے سوا دوسری صورتوں میں بیت کے دوسرے مصرعہ کے آخر میں مختلف الفاظ کے اندر مکرر آئیں اور مستقل نہ ہوں۔ مگر آج کل کی اصطلاح میں جو لفظ شعر کے آخر میں ردیف کے پہلے آئے (اگر غزل ردیف دار ہو) اور اگر غزل ردیف دار نہ ہو تو بیت کا پورا آخری لفظ قافیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ؎

کیوں کر اُس بت سے رکھوں جان عزیز — کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز

اس میں "عزیز" ردیف اور پورا لفظ "جان وایمان" قافیہ ہے۔ اسی طرح ان اشعار میں ؎

نے گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز

تو اور آرائشِ خمِ کاکل — میں اور اندیشہائے دور و دراز

چونکہ کوئی ردیف نہیں ہے۔ اس لئے مطلع میں دونوں آخری لفظ یعنی "ساز و آواز" اور باقی ابیات میں صرف دوسرے مصرعہ کا آخری لفظ یعنی دراز قافیہ ہیں[1]

**قافیہ کے اجزائے ترکیبی یعنی وہ حروف جن سے مل کر قافیہ بنتا ہے** ایسے حروف جن سے مل کر قافیہ بنتا ہے۔ تعداد میں نو ہیں یعنی (ا) روی اور چار حرف جو اس کے پیشتر آتے ہیں یعنی (۱) ردف (بکسر "ر") (۲) قید (۳) تاسیس (۴) دخیل۔ اور چار حرف جو روی کے بعد آتے ہیں

[1] بلاغت کی کتابوں میں اس پر بڑی بحث کی گئی ہے کہ آیا پورا لفظ قافیہ کہا جائیگا یا اُس کے چند آخری حروف جو نہیں بدلتے مثلاً اوپر کی مثال میں "الف" اور "ز" جن میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ اصلی قافیہ ہیں اور بدلنے والے حروف مثلاً اوپر کی مثال میں "س" "و" "ر" داخل قافیہ نہیں ہیں۔

یعنی (۱) وصل (۲) خروج (۳) مزید (۴) نائرہ۔

ان حروف کی ترتیب نقشہ کی صورت میں اس طرح دکھلائی جاسکتی ہے۔

(۱) الفاظ قسم۔ قدم۔ درم۔ مرہم میں حرف "میم" روی ہے اور باقی اجزائے مذکورہ بالا میں سے کوئی نہیں ہے

(۲) الفاظ کار۔ بار۔ یار۔ تار وغیرہ میں "ر" حرف روی اور "الف" ردف ہے۔ اور باقی اجزائے مذکورہ بالا میں سے کوئی نہیں ہے

(۳) الفاظ درد۔ سرد۔ زرد۔ مرد میں "د" حرف روی اور "ر" حرف قید ہے اور باقی اجزائے مذکورہ بالا میں کوئی نہیں ہے۔

(۴) حال۔ شامل۔ کامل۔ عامل میں "ل" حرف روی۔ "الف" تاسیس اور "میم" دخیل ہے۔

(۵) سوختہ۔ اندوختہ میں "ت" حرف روی۔ "خ" روی مضاعف (یا ردف زائد) "و" ردف اور "ہ" وصل ہے۔

(۶) بردمش۔ خوردمش میں "د" روی۔ "م" وصل۔ "ش" خروج ہے۔ کاذبیش، تراشش میں "الف" تاسیس۔ "ذ" دخیل۔ "ش" روی۔ "ی" وصل اور "نون" خروج ہے۔

(۷) برویم۔ خوردیم میں "د" روی "ی" وصل۔ "م" خروج "ش" مزید ہے۔ گرے گا۔ پھرے گا میں "ر" روی۔ "ے" وصل۔ "گ" خروج۔ "الف" مزید ہے۔ اسی طرح بردستمش۔ خوردستمش میں "ش" نائرہ۔ اور گھسینگے، چھینکے اور توڑینگے چھوڑینگے میں آخری "ے" نائرہ ہے

**حرف روی** | حرف روی کو جو مذکرۂ بالا حروف قافیہ کا حرف وسط ہے قافیہ کی اصل اور اساس سمجھنا چاہیئے۔ بغیر اس کے قافیہ کا وجود نہیں۔ اس کا تغیر قافیہ کا سخت ترین عیب ہے۔ گو کہ بعض صورتیں اس کے جواز کی بھی پیدا کر لی گئی ہیں جیسا کہ بعد کو معلوم ہوگا۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) روی مقید۔ (۲) روی مطلق۔

**روی مقید** | روی مقید وہ روی ساکن ہے جو مصرعہ یا بیت کے آخر میں کر آوے۔ مثلاً ؎

فجر ہوتے جو گئی آج میری آنکھ جھپک — وہی خوشی سے وہیں آکر در دل پہ دستک

---

[1] قافیہ کے یہ نو حروف ایک قطعہ میں اس طرح جمع کئے گئے ہیں ؎

قافیہ در اصل یک حرف است و ہشت آنرا تبع — چار پیش و چار پس این نقطہ آنہا دائرہ

حرف تاسیس و دخیل و ردف و قید آنگہ روی — بعد ازاں وصل و خروج است و مزید و نائرہ

ایک خورشید لقا طرفہ جوان ارشق — تاب رخسار فلک سرخی رخسار شفق

پہلے شعر میں "ک" اور دوسرے میں "ق" حرف روی ہے اور چونکہ ساکن ہے اس کو روی مقید کہتے ہیں۔

**روی مطلق** | جب روی کے بعد کوئی حرف وصل لگایا جائے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں روی متحرک ہو جائے گا۔ ایسے روی کو روی مطلق کہتے ہیں۔ جیسے ؎

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں — میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں

اس میں حرف "د" روی ہے جو بسبب ہائے وصل کے متحرک ہو گیا۔ اس کو روی مطلق کہتے ہیں۔

**روی مجرّد** | جب کسی مصرعہ یا بیت میں سوائے حرف روی کے اول و آخر کوئی دوسرا حرف قافیہ نہ ہو تو وہ روی مجرد کہلاتا ہے۔ جیسے اوپر کی مثال میں حرف "ک" "ق" روی مقید بھی ہے اور مجرد بھی۔

**حرف ردف** | وہ الف، واؤ، یا یائے ساکن جو حرف روی کے عین ماقبل واقع ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں (۱) جب کہ درمیان حرف روی اور ایسے الف، واؤ، یی کے کوئی دوسرا حرف واسطہ نہ ہو۔ جیسے جہاں، زماں، ستون، زبون، جبیں، مکیں وغیرہ۔ ایسے ردف کو **ردف اصلی** یا ردف مطلق یا ردف علی الاطلاق کہتے ہیں (۲) اگر کوئی دوسرا حرف درمیان میں واقع ہو تو یہ **ردف زائد** کہلاتا ہے۔ وہ حروف جو بطور ردف ردف زائد فارسی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد عموماً چھ ہے۔ خ۔ ر۔ س۔ ش۔ ف۔ ن[۵۱] جیسے ساخت۔ تاخت۔ آرد۔ کارد وغیرہ

مثلاً ؎ عید است و پیش از صبحدم مژدہ بخمّار آمدہ — ہر چرخ دوش از جام جم یک نیمہ دیدار آمدہ

خمار و دیدار قافیہ۔ "ر" حرف روی اور "الف" ردف اصلی ہے۔

؎ ہوئی جب جسم آدم کیلئے تخمیر مٹی کی — فلک سے اور ملک سے بڑھ گئی توقیر مٹی کی

تخمیر۔ توقیر۔ قافیہ۔ "ر" روی اور "ی" ردف اصلی ہے۔

؎ کہ بچشمان دل مبیں جز دوست — ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

اس میں "ت" حرف روی۔ "و" ردف اصلی اور "س" ردف زائد ہے[۵۲]۔

**حرکات ردف** | حروف ردف اصلی یعنی واؤ، الف، ی کی حرکتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ اگر ضمہ قبل واؤ اور کسرہ قبل ی خوب کھینچ کر پڑھا جائے تو ایسے واؤ اور ی کو معروف کہتے ہیں جیسے نُور

---

۵۱ ردف زائد شش بود اے ذوفنون — خا و را و سین و شین و فا و نون

۵۲ بعض محققین نے ایسے حرف کو ردف نہیں بلکہ روی شمار کیا ہے اور اس کا نام روی مضاعف رکھا ہے۔

نور، دید، عید وغیرہ۔ اور اگر ہلکے طور سے بغیر کھینچے ہوئے پڑھا جائے تو ایسے واؤ اور یٓ کو مجہول کہتے ہیں جیسے زور، گور کور، تیز، مہمیز وغیرہ۔

## واؤ اوری معروف و مجہول کا قافیہ میں جمع کرنا

فارسی اور اُردو دونوں میں جائز ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہوگا۔

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا　　موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا
ہم تو قفس میں آن کے خاموش ہی رہے　　اے ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا
(سودا)

اس میں ظہور اور طور کا واؤ معروف اور شور کا مجہول ہے

ع　رحم کے قابل ہے ظالم حال اُس نخچیر کا　　جلد چھوڑ اک ہاتھ کب ہنگام ہوا ہے دیر کا

نخچیر کی یٓ معروف اور دیر کی مجہول ہے۔

ع　عشق آوردہ در ستیز مرا　　کند ئی عقل کرد تیز مرا
خلوت خاص حسن و عشق نگر　　کہ برون کردہ اند نیز مرا

اس میں ستیز اور تیز کی یٓ مجہول اور نیز کی یٓ معروف ہے۔

ع　خاموش دبیر اب نہیں لکھنے کا ہے مقدور　　رن میں ہیں بہتر شہدا بے کفن و گور

مقدور کا قافیہ گور سے کیا ہے ناسخ ایسا مصلح زبان کہتا ہے ع

ہم نماز دن میں جو تا دیر کھڑے رہتے ہیں　　سامنے یہ بت بے پیر کھڑے رہتے ہیں

دیر یائے مجہول کا قافیہ پیر یائے معروف سے کیا ہے۔

یہ ایک مہمل سی بات ہے اور زبان کی کم مائگی اور شاعر کی مجبوری کی علامت ہے کہ دیر (یائے مجہول) کا قافیہ (پیر یائے معروف) اور ظہور، طور (واو معروف کا قافیہ زور، شور (واو مجہول) کے ساتھ کیا جائے۔ فارسی میں تو اس کیلئے ایک عذر معقول بھی ہے کیونکہ اہل عجم واؤ اور یائے مجہول کو بول چال میں مثل معروف کے استعمال کرتے ہیں مثلاً ستیز اور تیز کو وہ بولتے ہی اس طرح سے ہیں کہ یائے معروف معلوم ہوتی ہے۔ پس اس کا قافیہ وہ چیز اور نیز کے ساتھ بے تکلف کر سکتے ہیں مگر اُردو میں یہ صورت نہیں ہے۔ معروف و مجہول کا تلفظ بالکل علیحدہ علیحدہ ہے لہذا ایسے الفاظ کا خلط ملط اُستادی سے بعید اور کورانہ تقلید کی ایک بیّن مثال ہے۔

**حرف قید** | قید وہ حرف ساکن ہے جو سوائے حروف مدہ یعنی واؤ، الف، یٓ کے روی کے عین قبل آئے۔ جیسے درد، سرد میں حرف "ر"۔ ابر، صبر میں حرف "ب"۔ وجد، مجد میں "ج"۔ بزم، رزم میں "ز"۔

حشر، نشر میں "ش"۔ عقل، نقل میں "ق"۔ ذکر، فکر میں "ک" حرف قید ہے[1]

## اختلاف قید

قید کا اختلاف قافیہ میں ناجائز ہے مگر کہیں کہیں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ جیسے ؎

چہ مصر و چہ شام و چہ برّ و چہ بحر　　　همہ روستائید و شیراز شهر
(سعدی)

اس میں بحر (حائے حطی) کا قافیہ شهر (ہائے ہوز) سے کیا ہے اور یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ یہ حروف قریب المخرج ہیں

ناجائز استعمال کی مثالیں یہ ہو سکتی ہیں ؎

بدی کیا مجھ میں ہے اے سرو خوش قدر　　　جو دل میں مجھ سے تو ہے گا کدر
ولیکن تو ہی ہے شریعت کی حد　　　اسی واسطے ان کو کہتے ہیں عبد

## الف تاسیس اور حرف دخیل

الف تاسیس وہ الف ساکن ہے جو روی کے قبل آوے۔ اور اُس کے اور روی کے بیچ میں کوئی حرف متحرک واسطہ ہو یہی متحرک حرف دخیل کہلاتا ہے۔ جیسے ائل، شمائل میں الف تاسیس اور اس کے بعد ہمزہ دخیل ہے۔ اسی طرح تجاہل، تساہل میں "ہ"۔ باور، خاور میں "واو"۔ عاقل، ناقل میں "ق"۔ بعد الف تاسیس کے حرف دخیل ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ اگر ایک قافیہ میں الف تاسیس ہو تو دوسرے میں بھی ہو۔ عاقل کا قافیہ۔ دل اور کافر کا قافیہ سر۔ کاکل کا قافیہ سنبل بے تکلف ہو سکتا ہے اگر کوئی یہ التزام کرے کہ پوری غزل کے قافیوں میں الف تاسیس آئے تو یہ ایک صنعت مثل لزوم مالایلزم کے ہے۔ مثلاً خواجہ حافظ کی یہ غزل

ہر نکتہ کہ گفتم در وصف آں شمائل　　　ہر کس شنید گفتا للہ درّ قائل
دل دادہ ام بیارے عاشق کشے نگارے　　　مرضیۃ السجایا محمودۃ الخصائل
گفتم کہ کے ببخشی بر جان ناتوانم　　　گفتا آں زماں کہ نبود جاں در میانہ حائل
حلاج بر سر دار ایں نکتہ خوش سراید　　　از شافعی مپرسید امثال ایں مسائل
اے دوست دست حافظ تعویذ چشم زخم است　　　آیا بود کہ بینم در گردنت حمائل

تمام قافیوں میں الف تاسیس اور حرف دخیل ہمزہ ہے۔

---

[1] حروف قید اند در زبان فارسی　　　دہ دو بالا ہست بشنو اے فتا
باوفا و را و دال و سین و شین　　　غین و فا و نون و واو و ہا و یا

مگر یہ تعین صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے علاوہ اور بھی حروف بطور قید آ سکتے ہیں۔

اُردو کی بھی ایک غزل میں یہی صنعت ملحوظ رکھی گئی ہے جس کے دو شعر بطور نمونہ دیئے جاتے ہیں ؎

یا الٰہی بانکی صورت پر کوئی مائل نہ ہو    زخمی تلوار ہو ابرو کا پر گھائل نہ ہو
روئے جاناں دیکھ کر مہتاب کا ہو رنگ زرد    زلف کالی گورے مکھڑے پر اگر حائل نہ ہو

اشعار مذکورۂ بالا میں بعد الف تاسیس حرف دخیل جو ہمزہ ہے کہیں بدلا نہیں۔ گو یہ کچھ ضروری نہیں۔ کامل کا قافیہ عاقل اور کافر کا ظاہر ہو سکتا ہے ؎

اہل ایماں سوز کو کہتے ہیں کافر ہو گیا    آہ یا رب راز دل اُن پر بھی ظاہر ہو گیا

## حروف لاحقہ روی یعنی وہ حروف جو روی کے بعد آتے ہیں

یہ چار ہیں۔ وصل[1]، خروج[2]، مزید[3]، نائرہ[4]۔

## ۱ حرف وصل

یہ روی کے عین بعد آتا ہے۔ اور اگر سوائے حرف وصل کے کوئی دوسرا حرف خروج و مزید وغیرہ نہ ملا ہو تو یہ حرف وصل روی کو متحرک کر دیتا ہے اور خود ساکن ہو جاتا ہے۔ جیسے بُریدہ اور رسیدہ میں "ہ"۔ موڑا اور چھوڑا میں "الف"۔ بیماری و گرفتاری میں "ی" حرف وصل ہے۔

## حرف خروج

یہ بلا فاصلہ حرف وصل کے بعد آتا ہے جیسے آنا، جانا میں پہلا "الف" روی۔ "ن" وصل اور دوسرا "الف" خروج ہے۔

جو اس شور سے میرؔ روتا رہے گا    تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

اس میں روتا اور سوتا قافیہ ہیں "و" روی۔ "ت" وصل اور "الف" خروج ہے

## حرف مزید

جو حرف بعد خروج کے بلا فاصلہ آئے وہ مزید کہلاتا ہے جیسے گرے گا، پھرے گا۔ میں "ر" حرف روی۔ "ی" وصل۔ "گ" خروج اور "الف" مزید ہے۔

کہوں کیا میں اس آپ کی خوبیاں    پرند ورہیں کب ہوں یہ محبوبیاں

خوبیاں، محبوبیاں قافیہ ہیں۔ اس میں "ب" حرف روی۔ "ی" وصل۔ "الف" خروج اور نون مزید ہے۔

## حرف نائرہ

یہ بلا فاصلہ حرف مزید کے بعد آتا ہے۔ جیسے رہیں گے، کہیں گے میں آخری "ی"۔

ہم اُن کو نہ چھوڑیں گے ہمیں چھوڑیں گے عباس    تم پوچھ لو یا اسے کر توڑیں گے عباس

چھوڑیں گے، توڑیں گے قافیہ ہے "ڑ" حرف ردی "ی" وصل "ن" خروج۔ "گ" مزید اور "یائے آخر" نائرہ ہے۔

جو حروف نائرہ کے بعد آئیں وہ بھی نائرہ ہی کے حکم میں ہیں۔

## حروف قافیہ کی حرکتیں

قافیہ کی حرکتیں چھ ہیں۔ (۱) توجیہہ (۲) مجریٰ (۳) رس (۴) اشباع (۵) حذو (۶) نفاذ۔

**توجیہہ** حرف روی کے ماقبل کی حرکت کا نام ہے بشرطیکہ روی ساکن ہو۔ جیسے عَلَم، قَلَم، قدم میں "م" حرف روی ہے اور اس کے ماقبل کی حرکت فتحہ ہے جس کو توجیہہ کہتے ہیں۔ اسی طرح خُم، گُم، تُم میں "م" روی ہے۔ اور حرکت ماقبل ضمہ ہے

**مجریٰ** اگر حرف روی کسی دوسرے حرف کے ساتھ ملنے سے متحرک ہو جائے تو اس حرکت کا نام مجریٰ ہے جیسے بربادی، جلادی، آزادی وغیرہ میں "د" روی ہے گر بسبب "ی" کیساتھ ملجانے کے متحرک ہو گیا ہے لہذا اس کسرہ کا نام مجریٰ ہے۔ اسی طرح دیدہ، رسیدہ، دمیدہ وغیرہ میں "د" حرف روی ہے۔ اور اس کی حرکت فتحہ کا نام مجریٰ ہے۔

**رس** الف تاسیس کے ماقبل کی حرکت کو رس کہتے ہیں۔ جیسے عامل، کامل، شامل وغیرہ میں الف تاسیس ہے اس کے قبل کی حرکت فتحہ ہے۔ اسی طرح سراسر، برابر میں پہلے "ر" کی حرکت اور تجاہل، تساہل، تقابل میں ج، س ق کی حرکت جو سب فتحہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ الف تاسیس کے قبل ہمیشہ فتحہ ہی ہوگا۔

**اشباع** حرف دخیل کی حرکت کا نام ہے (دیکھو حرف دخیل)

**حذو** ردف اور قید کے ماقبل کی حرکت کا نام ہے (دیکھو حروف ردف و قید) جیسے کام اور نام وغیرہ میں "م" حرف روی۔ الف ردف ہے۔ اس کے قبل ک، ن کا جو فتحہ ہے وہ حذو کہلاتا ہے اسی طرح جوش، ہوش، نوش میں ج، ہ، ن کا ضمہ حذو ہے

**نفاذ** حروف وصل و خروج و مزید کی حرکتوں کا نام ہے۔ (دیکھو حروف وصل و خروج و مزید)

## عیوب قافیہ

قافیہ چونکہ شعر کا نہایت اہم اور ضروری جزو ہے یہاں تک کہ اکثر کے نزدیک بغیر قافیہ کے شعر ہی نہیں ہو سکتا لہذا اس کے عیوب بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں اور اُن کا جاننا بہت ضروری ہے۔ صاحب بحر الفصاحت لکھتے ہیں کہ قافیہ کے عیوب مجملاً تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ کہ اُن کا استعمال کسی

طرح جائز نہیں - دوسرے وہ کہ جن کا استعمال عند الضرورت جائز مگر قبیح ہے اور تیسرے وہ کہ بے ضرورت بھی جائز ہے گو کہ قبیح ہے۔ مختصر یہ کہ مشہور مشہور عیوب قافیہ حسب ذیل ہیں

**اقوا یا اختلاف توجیہ** | اس سے یہ مطلب ہے کہ حرکت ماقبل روی یعنی حرکت توجیہہ مختلف ہو جیسے دِل۔ گُل، بَغَل، شفق، اُفق وغیرہ۔

پھٹیں گے مثل تقویم کہن دیوان ہزاروں کے — ہوا عالم میں شہرہ میرے اشعار مجدّد کا
زمیں کے شاعروں کو کب مجال گفتگو مجھ سے — ترے صدقے سے میں محشور رہتا ہوں عطارد کا

اس میں مجدّد (بفتحہ دال مشدد) اور عطارِد (بکسر رائے مہملہ) کا قافیہ ہے جو ناجائز ہے - اگر روی کے بعد کوئی حرف وصل آئے تو اختلاف توجیہہ جائز ہو جاتا ہے، جیسے دلے اور گُلے - سکندری، مجاوری، عنصری وغیرہ جیسے ؎

نیامد در ایام او بد دلے — نگویم کہ خارے کہ برگ گُلے (سعدی)

**اکفا یا اختلاف روی** | اس سے یہ مطلب ہے کہ حرف روی بدل جائے - یہ قافیہ کا سخت عیب ہے مگر اس کے جواز کی یہ صورت نکالی گئی ہے کہ اگر قریب المخرج حروف ہوں مثلاً ب، پ - ک، گ، د - ہ، ح تو یہ اختلاف جائز سمجھا جاتا ہے مگر جمہور کی یہی رائے ہے کہ یہ بھی جائز نہیں ہے -

سُن کے یہ بات زاہد بیکش — بولا تم سب ہو پائے بند ہوس
اسی طرح مدت گئی جب اُسے — چڑھی گرمی عشق کی تپ اُسے

**اجازہ** | بحر الفصاحت میں بحوالہ محقق طوسی اور ابن حاجب لکھا ہے کہ حرف روی کا اختلاف اکفا ہے عام اس سے کہ الفاظ قریب المخرج ہوں یا بعید المخرج - لیکن صاحب مفتاح اور رخزرجیہ کے نزدیک اکفا اختلاف روی کا ہے بشرطیکہ الفاظ مخرج میں متقارب ہوں اور اگر بعید المخرج ہوں تو اس کو اجازہ کہتے ہیں -

**تحریف روی** | یعنی حرف روی کا کسی ایسے حرف سے بدلنا جو قافیہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو - یعنی کانوں کو چنداں بُرا نہ معلوم ہو - جیسے سیب کو سیلو اور رجب اور تب کو جدا اور رتد کر دینا تاکہ سیلو کا قافیہ ریوسہ اور جدا اور رتد کا قافیہ حد سے ہو جائے - اسی طرح ؎

عجب نہیں ہے نہ جانے جو میر چاہ کی ریت — سُنا نہیں ہے مگر یہ کہ جوگی کس کے میت
ہزار شانہ و مسواک و غسل شیخ کرے — ہمارے عندیہ میں تو ہے وہ خبیث پلیت

صحیح لفظ پلید ہے مگر بضرورت قافیہ د کو ت سے بدل دیا۔

**سِناد** | (بکسر سین) اشباع اور حذو کے اختلاف کا نام ہے (دیکھو اشباع اور حذو حرکات قافیہ میں)

اشباع یعنی حرف دخیل کی حرکت کا اختلاف جیسے ؎

وہ ظاہر ہیں ہر چند ظاہر نہیں پہ ظاہر کوئی اُس سے باہر نہیں (میر حسن)

اس میں نہیں ردیف، ظاہر اور باہر قافیہ ہے جسمیں "ر" حرف روی اور "ہ" دونوں لفظوں ظاہر و باہر میں حرف دخیل ہے اور مختلف حرکات رکھتا ہے اسی طرح ؎

پہ پریاں بہت گلنے میں ماہر وہاں تھیں سب چھٹ حاضر سراسر

ماہر کا قافیہ سراسر سے کیا ہے۔

مگر روی کے ساتھ حرف وصل ملکر اگر روی متحرک ہوجائے تو حرف دخیل کا اختلاف حرکت جائز ہے۔ جیسے حاضری اور داوری وغیرہ

حذو یعنی ردف کے ماقبل کی حرکت کا اختلاف۔ جیسے نور کا قافیہ۔ دَور (بالفتحہ) سے اور دِیر (بالکسر) کا قافیہ سَیر (بالفتحہ) سے۔ جیسے ؎

ایک دن مرزا گئے کرنے کو سیر ہوگئی اسمیں تک اک طمعہ کی دیر (مسعود)

قید کے ماقبل کی حرکت کا اختلاف جیسے وَرد اور وِرد۔ زَہر اور زُہر۔ عصر اور مصر وغیرہ جیسے ؎

اُٹھ گیا افسوس اپنے عصر سے کم نہ تھا وہ بھی عزیز مصر سے

ان تینوں عیوب کا نام سِناد ہے (بکسر سین)

**اختلاف ردف** حرف ردف کی حرکت کا اختلاف۔ یہ عربی میں تو جائز بلکہ عام ہے مثلاً جمیل کا قافیہ نزول سے اور منیر کا قافیہ بُدور سے مگر فارسی اور اردو میں کسی طرح جائز نہیں۔

**اختلاف قید** حرف قید کا اختلاف خواہ دونوں لفظ قریب المخرج ہوں یا بعید المخرج۔ قریب المخرج جیسے عصر اور نشر۔ نظم اور بزم اور بعید المخرج کی مثال جیسے نظم اور ختم۔ رزق اور فسق وغیرہ۔ قریب المخرج حروف چنداں معیوب نہیں جیسے ؎

نہایت اک کنیز کمسن و عصر کہ دلکش نظم سے جس کی ہر اک نثر (مسعود)

چہ شام و چہ مصر و چہ بر و چہ بحر ہمہ روستا یند و ایران شہر (فردوسی)

بعید المخرج ؎

برہمن کو وہاں ہے رزق حاصل ہے بدکار دں کو اُس کے فسق حاصل

**ایطا** | اس کو فارسی میں شائگان کہتے ہیں۔ ایطا سے یہ مطلب ہے کہ قافیہ کی تکرار ہو اور معنی ایک ہی ہوں۔ اگر قافیہ کرر مختلف معنوں میں ہوگا تو یہ ایک صنعت ہو جائے گی۔ ایطا کی دو قسمیں ہیں (۱) ایطائے خفی۔ (۲) ایطائے جلی۔

**ایطائے خفی** وہ ہے جسمیں تکرار کلمہ خوب ظاہر نہ ہو جیسے دانا اور بینا کہ ان میں اگر الف فاعلی نکال دیا جائے تو دان اور بین رہ جاتا ہے جو قافیہ نہیں ہے لیکن الف چونکہ بسبب کثرت استعمال جزو کلمہ معلوم ہوتا ہے لہذا یہ چنداں معیوب نہیں

**ایطائے جلی** وہ ہے جسمیں تکرار کلمہ ظاہر ہو اور یہ سخت عیب ہے مثلاً جمع کا الف نون یاراں دوستاں میں "یا" نون جسمیں وندیں میں (بیے ودی) اردو میں چلتا ہے، کہتا ہے۔ دیوے، جاوے۔ رونے والا، گانے والا وغیرہ کہ ان میں کلمہ "تا ہے" "وے" اور "نے والا" اگر نکال دئے جائیں تو قافیہ نہ رہے گا۔

بوقت سحر اُس کو ماریں گے ہم — لہو خاک میں اُسکا ڈالیں گے ہم
رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے — چمن میں پھول گویا آج ہیں تیرے شہیدوں کے

ماریں گے، اور ڈالیں گے، سے اگر "یں گے" نکال دیں تو "مار" اور "ڈال" رہ جاتا ہے جو قافیہ نہیں ہے اسی طرح عندلیبوں اور شہیدوں سے، اگر "وں" جمع کا نکال دیں تو "عندلیب" اور "شہید" رہ جائے گا۔ اسی طرح سے

پٹکا گاڑھے کا کب تلک باندھوں — موٹی شلوار تا کجا پہنوں (سودا)

اسی طرح سے

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بت خانہ تھا — ہم سبھی مہمان تھے واں وہی صاحب خانہ تھا (ذوق)

اسمیں چونکہ خانہ ایک ہی معنی میں مکرر آیا ہے لہذا اگر اس کو نکال دیں تو "بت"، اور "صاحب" رہ جاتا ہے بہرطور تکرار کلمۂ لفظ معیوب ہے بشرطیکہ وہ لفظ ایک ہی معنی رکھتا ہو۔ اگر ایک لفظ مختلف معنوں میں بار بار آئے یا ایک ہی معنی میں مختلف مضامین کے ساتھ چند اشعار میں باندھا جائے تو وہ عیب نہیں رہتا بلکہ شاعر کی زور طبیعت کا پتہ دیتا ہے۔

**معمول** | معمول سے یہ مطلب ہے کہ ایک جگہ قافیہ لفظ واحد ہو اور دوسری جگہ ترکیب سے حاصل ہو۔ جیسے "پیش آئی" اور "پیشانی"۔ "آئی نہ" اور "آئینہ"۔

مستم از بادۂ شبانہ ہنوز — ساقی ما نرفتہ خانہ ہنوز
میکشی دغمزہ میگوئی — توبہ کردی ز عشق یا نہ ہنوز (حافظ)

اس غزل میں شبانہ، خانہ وغیرہ قافیے ہیں۔ دوسرے شعر میں "یا" اور "نہ" کو مرکب کرکے قافیہ کیا ہے۔

آیا نہیں وہ ماہ مہینے گزر گئے — دنیا میں اسقدر کہ سفینے گزر گئے

پوچھا جو رشک کے یار نے ناسخ کے حال کو　　　ہنس کر کہا رقیب شقی نے گزر گئے

اس غزل میں سینے، سفینے، سینے، پسینے، قرینے قافیے ہیں۔ مقطع میں لفظ "شقی" اور "نے" کو مرکب کر کے قافیہ کر دیا ہے
اسی طرح ؎

ساقیا ہوں جو صبوحی کے نہ عادت ڈالے　　　صبح محشر کو بھی اٹھیں ترے متوالے (ذوق)

اس غزل میں "والے" ردیف اور عادت، محبت، وغیرہ قافیے ہیں۔ مطلع کے دوسرے مصرعے میں لفظ "متوالے" قافیہ معمولہ ہے۔

**غلو** غلو یہ ہے کہ ایک مصرعے میں حرف روی ساکن اور دوسرے میں متحرک ہو۔ جیسے ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا　　　ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا (حافظ)

پہلے مصرعے میں حرف روی "ب" ساکن اور دوسرے میں متحرک ہے ؎

میں اگر آپ سے جاؤں تو قرار آجائے　　　پر یہ ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو یار آجائے
کر دیا اور بھی اے جوشِ جنوں خوار و ذلیل　　　مجھ سے ایسا ہو کہ ناصح کو بھی عار آجائے
حسنِ انجام کا مومن مجھے باعث ہے خیال　　　یعنی کہتا ہے وہ کافر کہ تو مارا جائے

اس غزل میں "آجائے" ردیف "ر" روی ہے اور تمام اشعار میں وہ ساکن ہے سوائے مقطع کے کہ اس میں متحرک ہو گئی ہے۔

**تضمین** اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک مصرعے کے آخر میں ایسا لفظ بطور قافیہ لائیں کہ اس کے معنی مصرع ثانی پر موقوف ہوں۔ اسمیں بظاہر تو کوئی عیب معلوم نہیں ہوتا بلکہ ایک قسم کی صنعت ہے۔ مثال یہ ہے

در حسن ترا کسے نماند الا　　　خورشید کہ ہر صبح بروں آید تا
خدمت کند و پائے تو بوسد اما　　　نائی تو بسوئے او کہ تا بوسہ پا

اس میں تمام خط کشیدہ لفظ جو مصرعوں کے آخر میں ہیں وہ سب ایسے ہیں کہ اپنے بعد کے مصرعے سے انکا تعلق ہے۔ اسی طرح ؎

کچھ نہ کچھ کر گئے اثر نالے　　　کہ ہوا مہربان فلک یعنی
کئی دن بعد ایک شب تنہا　　　اتفاقاً ملی وہ مہ سیما (مومن)

لفظ "یعنی" جو پہلے شعر کے آخر میں ہے۔ دوسرے شعر سے متعلق ہے۔

**تغییر** یعنی قافیہ کا بدل دینا یہ سخت عیب ہے۔ الا یہ کہ اس کی نسبت اشارہ کر دیا جائے۔ مثلاً ؎

نماند بس کہ از گردش قضا و قدر　　　زبام چرخ بیفتاد خسرو خاور

بعد مصرعے کے تغیر قافیہ کا اشارہ کر کے کہتا ہے ؎

بشستہ قافیہ را ایک الف زیادہ کنم　　　بشرط آنکہ نگیرند خوردہ اہل ہنر
[illegible]　　　کہ ماہ بداشت و آوردہ کائنات قرار (آزری)

# علم بیان کے بیان میں

# علم بیان کے بیان میں

علم بیان سے وہ علم مراد ہے جس کے جاننے سے ایک معنی کو متعدد اور مختلف طریقوں سے ظاہر کرسکتے ہیں اس طرح کہ ایک معنی دوسرے سے زیادہ صاف ہوں۔ اس علم کا موضوع لفظ ہے اور اس کا مدار چار چیزوں پر ہے (۱) تشبیہ (۲) استعارہ (۳) مجاز مرسل (۴) کنایہ۔ یعنی اگر کسی معنی کے اظہار کے لئے دو یا زیادہ لفظ استعمال کئے جائیں تو انمیں نسبت تشبیہ کی ہوگی یا استعارہ کی یا مجاز کی یا کنایہ کی۔ اب ہم ان چار چیزوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

## تشبیہ

تشبیہ سے یہ مطلب ہے کہ دو ایسی چیزیں بیان کیجائیں جنہیں کسی ایک یا زیادہ معنی میں مشارکت ہو۔ مثلاً لفظ رخسار اور پھول یا پسینہ اور گلاب وغیرہ۔ رخسار اور پھول میں رنگ کی مشارکت ہے اور پسینہ اور گلاب میں بُو کی۔ لہذا رخسار کی تشبیہ گل سے اور پسینہ کی تشبیہ گلاب سے دے سکتے ہیں۔ (ان دو چیزوں میں سے ایک کو "مشبہ" اور دوسرے کو "مشبہ بہ" اور معنی مشترک یعنی جو صفت ان دونوں میں عام ہو اس کو "وجہ شبہ" کہتے ہیں۔ یہ لازمی ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ایک طریقہ سے تو اشتراک ہو اور دوسرے طریقہ سے افتراق ہو یعنی ایک معنی میں تو وہ آپسمیں مشارکت رکھتی ہوں یا ایک صفت میں مشارکت رکھتی ہوں اور دوسرے معنی یا دوسری صفات میں یکتائی سے علیحدہ ہوں مثلاً اوپر کی مثال رخسار اور گل میں رخسار کی مشابہت گل سے صرف ایک معنی میں یعنی باعتبار رنگ کے ہے دوسرے کسی اعتبار سے مشابہت نہیں ہے اگر یہ بات نہ ہوگی یعنی ایک معنی میں اتفاق اور دوسرے میں اختلاف نہوگا بلکہ ہر طرح اتفاق ہی اتفاق ہوگا تو تشبیہ باطل ہوجائیگی۔ اور تعدد لازم آئے گا یعنی وہ دونوں چیزیں ایک ہی جنس کی سمجھی جائیں گی جو تشبیہ کے اصول سے بالکل مغائر ہے اسی طرح تشبیہ کے لئے متکلم کی غرض کا ہونا بھی ضروری ہے۔

## طرفین تشبیہ یعنی مشبہ اور مشبہ بہ

مشبہ وہ ہے کہ جس چیز کو کسی دوسری چیز سے تشبیہ دیں اور جس چیز سے تشبیہ دیجائے اُسکو

مشبہ بہ کہتے ہیں ۔ مثلاً زید مثل شیر کے ہے ۔ اسمیں زید کو بہادری میں شیر سے تشبیہ دی ہے پس زید مشبہ ہے اور شیر جس سے تشبیہ دی گئی مشبہ بہ ہے اور بہادری کی صفت کہ جو دونوں میں عام ہے اس کو "وجہ شبہ" کہتے ہیں ۔

یہ ضروری ہے کہ جو صفت مشبہ اور مشبہ بہ دونوں میں عام ہو یعنی جو تشبیہ کی باعث ہو وہ مشبہ بہ میں بہ نسبت مشبہ کے زیادہ اور قوی تر ہونا چاہئے خواہ از روئے حقیقت اور خواہ از روئے ادعا یعنی متکلم کے خیال کے بموجب ۔ اگر ایسا نہ ہوگا یعنی وہ صفت مشبہ اور مشبہ بہ میں برابر ہوگی تو اس کو تشبیہ نہ کہیں گے بلکہ وہ "تشابہ" کہلاتی ہے ۔ یاد رکھنا چاہئے کہ تشبیہ میں دو چیزوں میں سے ایک کی فضیلت مقصود ہوتی ہے اور تشابہ میں مساوات پایا جاتا ہے ۔ مثلاً ؎

دشمن و دوست بد و نیک زمانہ کے بیچ
حکم یہ رکھتے ہیں تیرے پیش کرم چاروں ایک

انوری سعدی و خاقانی و ملا ترا
رتبۂ شعر و سخن میں ہیں بہم چاروں ایک (سودا)

پہلے شعر میں دشمن کی تشبیہ بد سے اور دوست کی نیک سے مقصود نہیں اسیطرح دوسرے شعر میں چاروں شاعروں میں سے کسی ایک کی تشبیہ دوسرے سے منظور نہیں بلکہ مساوات و تشابہ مقصود ہے ۔ *

تشابہ میں علاوہ اس بات کے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کوئی فاضل اور مفضول نہیں کہا جا سکتا (جیسا کہ اوپر بیان ہوا) ایک خاص بات یہ بھی ہوتی ہے کہ تشبیہ میں عکس صحیح ہوتا ہے یعنی مشبہ کو مشبہ بہ بنا سکتے ہیں مثلاً

خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہیں فقیر
اور وہ جانتے ہیں مسند کمخواب کو خاک (ظفر)

حقیقت میں یک رنگی و دو رنگی کہاں
جہاں ذرہ ہے اور ذرہ جہاں (مولوی اسمٰعیل میرٹھی)

مشبہ اور مشبہ بہ دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ (۱) حسی (۲) عقلی ۔

(۱) **حسّی** مشبہ اور مشبہ بہ وہ ہیں جو حواس خمسۂ ظاہری سے دریافت ہو سکیں ۔ اور حواس خمسۂ ظاہری یہ ہیں یعنی ۱ بصر (دیکھنا)، ۲ سمع (سننا)، ۳ شم (سونگھنا)، ۴ ذوق (چکھنا) اور ۵ لمس (چھو کر دریافت کرنا خواہ بذریعہ ہاتھ یا پورے جسم کے ہو)

(۲) **عقلی** مشبہ اور مشبہ بہ وہ ہیں جو بجائے حواس خمسۂ ظاہری کے عقل سے دریافت ہوں یعنی غیر مادی اشیاء ۔ مثل خوشی و غم ، شجاعت و ہمت وغیرہ ۔

مشبہ اور مشبہ بہ باعتبار حسّی اور عقلی ہونے کے صرف چار طرح پر ہو سکتے ہیں یعنی

(۱) مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسّی ہوں ۔

(۲) مشبہ اور مشبہ بہ دونوں عقلی ہوں ۔

(۳) مشبہ حسّی اور مشبہ بہ عقلی ہو ۔

---

* [illegible] چشم خون فشاں [illegible] شراب است [illegible] یا اشک [illegible] آنکھیں خون فشاں ہیں یعنی خون کے آنسو رو رہی ہیں اور میرے ہاتھ میں سرخ شراب سے بھرا ہوا پیالہ ہے [illegible] سمجھ میں نہیں آتا کہ جو کچھ اس پیالہ میں ہے وہ شراب ہے یا میرے خون کے آنسو ہیں ۔

(۴) مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسی ہو۔

ان سب کی مثالیں علیحدہ علیحدہ دیجاتی ہیں۔

(۱) مشبّہ اور مشبہ بہ حسی کی مثال متعلق بہ بصر سے

عذارے چو گل خاطر افسردہ زدید — فسردو زندہ چوں صبح نو روز دید

عذار یعنی رخسار کو پھول سے اور پھر صبح نو روز سے تشبیہ دی ہے اور یہ دونوں حسی ہیں

بڑھ چلا رُخ سے یہ اُن کے خط اخضر کیسا — پر طاؤس ہے قرآن سے باہر کیسا

رُخ کی تشبیہ قرآن شریف سے اور خط کی تشبیہ پرِ طاؤس سے دی ہے اور یہ دونوں مشبہ اور مشبہ بہ چونکہ مادی ہیں لہذا بذریعہ آنکھ کے دیکھے جا سکتے ہیں۔

(۲) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسی ہوں اور سامعہ سے تعلق رکھتے ہوں سے

گاہ چو حال عاشقاں صبح کند تلوّنے — گہ چو حلّی دلبراں مرغ کند نوا گری (خاقانی)

مقصود بالتمثیل دوسرا مصرعہ ہے۔ کہتا ہے کہ کبھی چڑیوں کا نغمہ ایسا خوش آیند معلوم ہوتا ہے جیسے معشوقوں کے زیور کی آواز۔ نوائے مرغانِ سحر (چڑیوں کا چہچہانا) کو حلی دلبراں (معشوقوں کے زیور کی آواز) سے تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا تعلق سامعہ سے ہے۔

نوبت ہے صدائے قمریاں کی — نیاری ہے باغ میں اذاں کی (محسن کاکوروی)

صدائے قمری کو اذان سے تشبیہ دی ہے اور یہ دونوں سامعہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۳) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسی ہوں اور شامّہ سے تعلق رکھتے ہوں سے

زاں مے گلگوں کہ بید سوختہ پرورد — بوئے گلے مشک بید خام بر آمد

خوشبوئے شراب کی تشبیہ بوئے گل مشک بید سے دی ہے اور یہ دونوں شامہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

کہوں میں کیوں نہ گل اندام ان حسینوں کو — گلاب کی سی کچھ آتی ہے بُو پسینے میں۔ (گویا)

(۴) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسی اور متعلق بہ ذائقہ ہوں سے

جھوٹی شراب اپنی مجھے کرتے دم تو دے — یہ آب تلخ شربت قند و نبات ہے (نزہت)

آب تلخ (شراب) کو شربت قند و نبات سے تشبیہ دی ہے جس کا تعلق ذائقہ سے ہے

(۵) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسی ہوں اور لامسہ سے تعلق رکھتے ہوں سے

جس کفِ پا کو برگِ گُل ہے خار — حیف ہے خار سے وہ ہووے فگار (دبیر)

کفِ پا کو نرمی میں برگِ گل سے تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا تعلق لمس سے ہے

(۶) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں عقلی ہوں یعنی جو حس سے دریافت نہ ہوں بلکہ عقل سے دریافت ہوں ۔

مردگی جہل و زندگی دین است — ہر چہ گفتند مغزِ آں این است (حکیم سنائی)

جہالت کو مردگی اور دین کو زندگی قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں عقلی ہیں

مست مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں — ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں

نگاہ کو آہ سے تشبیہ دی ہے یعنی نگاہ مشبہ اور آہ مشبہ بہ ہے اور یہ دونوں عقلی ہیں۔

(۷) جب مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہو ۔

جب نام خدا جوان ہوا وہ — مانندِ نظر رواں ہوا وہ (نسیم)

وہ شخص یعنی تاج الملوک مشبہ ہے اور نظر جو ایک مجرد عقلی چیز ہے مشبہ بہ ہے۔

ان شیروں کی شمشیریں ہیں یا قوتِ غفار — یا میان میں خوابیدہ اجل خون سے بیدار (دبیر)

شمشیر مشبہ حسی اور قوتِ غفار اور خوابیدہ اجل مشبہ بہ عقلی۔

(۸) جب مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسی ہو ۔

پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے — رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور (غالب)

طبع یعنی طبیعت مشبہ عقلی ہے اور نالے مشبہ بہ حسی ہیں۔

ہوں وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر — روح میری گل عارض میں رہے بو ہو کر (خواجہ وزیر)

مقصود بالتمثیل دوسرا مصرعہ ہے۔ روح مشبہ عقلی اور بوئے گل مشبہ بہ حسی ہے۔

**تشبیہِ خیالی** اس سے یہ مطلب ہے کہ کسی ایسی چیز سے تشبیہ دی جائے جس کا وجود خارج میں نہ ہو بلکہ قوتِ واہمہ (فینسی) اپنی کارفرمائی سے اس کو مرتب کرے۔ جیسے سونے کا پہاڑ۔ ظاہر ہے کہ اس کا وجود دنیا میں نہیں ہے مگر قوتِ واہمہ دو چیزوں یعنی سونے اور پہاڑ کی ترکیب سے ایک جدید چیز پیدا کر سکتی ہے۔ آدمی اس طرح کی چیزیں اکثر خواب میں دیکھتا ہے۔ اسی قسم سے ہے۔ دس سر کا آدمی، یاقوت کا نیزہ، بھوت کے دانت[۱] ایک ایسی

---

۱ امراء القیس عربی شاعر نے اپنی تلوار کے جوہروں کو غول کے دانتوں سے تشبیہ دی ہے۔ اسی طرح اردو میں بھی کسی شاعر نے چراغ سرد فن کو چشمِ غول سے تشبیہ دی ہے ۔

کون کرتا بیکسوں کے گور پر روشن چراغ — ہم کو چشمِ غول ہیں گویا سرِ دفن چراغ

چڑیا جس کے پر زمرّد کے اور چونچ یاقوت کی ہو وغیرہ وغیرہ یہ سب ترکیبیں انسانی دماغ کے اُس حصہ سے متعلق ہیں۔ جس کو متخیلہ یا واہمہ کہتے ہیں اسی قوت سے شعراء نے اپنی خیالی نظموں میں بڑا کام لیا ہے۔ مثلاً ملٹن نے "پیراڈائز لاسٹ" میں۔ ڈینٹی نے "انفرنو" میں۔ نظیر اکبرآبادی نے "مہادیو کے بیاہ"، "راجہ رام چندر کی پیدائش" کے بیان میں واضح رہے کہ علم بیان والے اس قسم کی تشبیہوں کو کوئی خاص صنف نہیں قرار دیتے بلکہ ان کو بھی تشبیہات حسی سمجھتے ہیں اور یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ اگر اس قسم کی تشبیہ کا تجزیہ کیا جائے تو اُس کے اجزا جو آخر میں نکلیں گے سب حسی ہوں گے شلاً زمرد کا نیزہ ظاہر ہے کہ زمرد اور نیزہ دونوں حسی چیزیں ہیں اور دیکھنے اور چھونے میں آسکتی ہیں مگر جب ان کو ترکیب دیدیا تو پھر ان کا وجود ظاہر میں نہیں ہے ؎

ہے عشق کا دریا دل پرسوز میں پنہاں حیراں ہوں کہ ہے آتش سوزاں کے تلے آب (ظفر)

آتش سوزاں کے تلے آب کا ہونا۔ ظاہر ہے کہ اس کا وجود دنیا میں نہیں ہے مگر شاعر نے اپنی قوت فکر سے دریائے عشق کے دل پرسوز میں پنہاں ہونے کو اس سے تشبیہ دی ہے۔

## وجہ تشبیہ یا وجہ شبہ

وجہ شبہ سے وہ صفت یا صفات مراد ہیں جنہیں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں شریک ہوں اور وہ معنی مقصود بھی ہوں اور مشبہ اور مشبہ بہ سے ان کو بہت خصوصیت ہو۔ ظاہر ہے کہ اگر ہم کسی چیز کو کسی دوسری چیز سے تشبیہ دیتے ہیں تو ان دونوں چیزوں میں ایک سے زیادہ صفات میں اشتراک ہوتا ہے مگر تشبیہ دینے کے وقت ہم سوائے کسی خاص صفت کے اور صفات مشترکہ کا خیال نہیں کرتے اور یہی ایک صفت جس کا ہم قصد یا خیال کرتے ہیں وجہ شبہ کہی جاتی ہے۔ فرض کیجئے کہ کسی شخص کو شجاعت کی وجہ سے ہم شیر کہیں تو گو کہ انسان اور شیر میں علاوہ بہادری کے اور بہت سی چیزوں میں بھی اشتراک ہے مثلاً جسم، رنگ وغیرہ مگر ان صفات سے ہم کو غرض نہیں ہوتی ہم کو صرف صفت شجاعت سے غرض ہوتی ہے لہذا یہی صفت انسان اور شیر کی تشبیہ میں وجہ شبہ کہی جاسکتی ہے اور وجہ شبہ مفرد اور مرکب دونوں ہوسکتی ہے اور اگر مرکب ہو تو اس کے اجزا حسی ہوں گے یا عقلی۔

جاننا چاہئے کہ طرفین تشبیہ (یعنی مشبہ اور مشبہ بہ) اور وجہ شبہ کی مفرد اور مرکب ہونے کے اعتبار سے متعدد صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً۔

(۱) مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مفرد ہوں اور وجہ شبہ مرکب حسی ہو

(۲) مشبہ اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ سب حسی ہوں

(۳) مشبہ مفرد حسی اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ مرکب حسی ہوں۔

(۴) مشبہ اور وجہ شبہ مرکب اور مشبہ بہ مفرد ہو
انکے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں ہیں۔

اب ہم بعض صورتیں مع امثال کے بیان کرتے ہیں۔

(۱) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسی ہوں اور وجہ شبہ عقلی ہو ؎

اپنی ہستی میں تو آثار فنا سارے ہیں — شام کو ذرّے ہیں اور صبح کو ہم تارے ہیں (وزیر)

متکلم اپنے آپ کو ذرے اور تارے سے تشبیہ دیتا ہے جو حسّی ہیں اور وجہ شبہ معدومیت ہے جو عقلی ہے۔

(۲) مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسّی اور وجہ شبہ مفرد عقلی ؎

بس اب جہاں میں کوئی ہو جو مجھ سے کا بدخواہ — ہے زہر مرگ حلال اُس پہ شہد زیست حرام (سودا)

یہاں مرگ و زیست مشبہ عقلی۔ زہر و شہد مشبہ بہ حسّی اور مصرع ثانی کے اول میں تمنا کرنا اور دوسرے حصہ میں رغبت وجہ شبہ ہے جو مفرد عقلی ہیں۔

(۳) برعکس نمبر (۲) کے یعنی جب مشبہ حسّی، مشبہ بہ عقلی اور وجہ شبہ مرکب عقلی ہو ؎

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل — خواص اُس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا (شہیدی)

ذات والاصفات رسالتمآب صلعم کی مشبہ - برزخ اور حرف مشدد مشبہ بہ اور مصرع اولیٰ یعنی اللہ سے واصل اور مخلوق میں شامل ہونا مرکب عقلی ہے۔

(۴) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مرکب ہوں ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وجہ شبہ بھی مرکب ہوگی ؎

روتا ہوں مرے ساتھ ذرا ہنستے رہو تم — بجلی بھی چمکتی رہے باراں کے برابر (گویا)

پورا پہلا مصرعہ یعنی عاشق کے رونے کے ساتھ معشوق کا ہنستا رہنا اس مرکب خیال کو مشبہ قرار دیا ہے اور دوسرا مصرعہ یعنی باراں کے ساتھ بجلی کا چمکتا رہنا مشبہ بہ ہے - وجہ شبہ محذوف ہے مگر ظاہر ہے یعنی ایک سیّال اور رواں چیز میں بسبب تواتر اور کثرت کے ایک قسم کی تاریکی پیدا ہوجاتی ہے اور جب کوئی چمکدار چیز اسمیں نمایاں ہوتی ہے تو وہ تاریکی دور ہوجاتی ہے

مختصر یہ ہے کہ مشبہ، مشبہ بہ اور وجہ شبہ کی اقسام اور ترتیب کے لحاظ سے بیسیوں صورتیں ہوسکتی ہیں یہاں بوجہ اختصار صرف دو ہی چار پر اکتفا کی گئی۔

## ۱۳۔ غرض تشبیہ

واضح رہے کہ غرض تشبیہ زیادہ تر مشبہ سے متعلق ہوتی ہے اور اُس کی کئی صورتیں ہیں
(۱) تشبیہ سے مشبہ کے وجود کا امکان ظاہر ہو۔ گر اُس کا امتناع بھی ممکن ہو مختصر یہ کہ کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جائے جو بظاہر ناممکن ہو گر اُس کے امکان کی صورت نہایت خوبصورتی سے پیدا کیجائے۔ مثلاً ؎

جوں شمع جمع ہوں اگر اہل سخن ہزار — آپس میں چاہئے کہ کبھو گفتگو نہ ہو (درد)

شاعر کا دعویٰ ہے کہ اگر ہزاروں اہل سخن بھی ایک جگہ جمع ہوں تو اُن کو چاہئے کہ آپس میں کبھی بات چیت نہ کریں اور دم بخود رہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ عجیب دعویٰ ہے اور قرین عقل نہیں معلوم ہوتا مگر جب اس خیال کی تمثیل شمع سے دیدی تو وہ بالکل قرین عقل و ممکن ہو گیا یعنی محفل میں سیکڑوں ہزاروں شمعیں جلتی ہیں مگر سب خاموش ہیں۔ یہی تعلیم شاعر اہل سخن (یعنی اہل عرفاں) کو دیتا ہے کہ وہ بھی تو آخر نور الٰہی سے منور ہیں وہ کیوں نہیں شمع کی طرح خاموش رہتے۔ مختصر یہ کہ جب وجہ شبہ میں ایک ندرت پائی گئی تو شعر کسقدر بلیغ ہو گیا۔
(۲) تشبیہ سے غرض یہ دکھانا مقصود ہو کہ مشبہ کسی وصف کے ساتھ متصف ہے مثلاً سیاہی، سفیدی وغیرہ مگر اس موقع پر یہ شرط ہے کہ مشبہ بہ وجہ تشبیہ کے ساتھ مشہور ہو ورنہ تشبیہ بیکار ہوگی مثلاً ؎

رکھتا ہے پر غرور کو جوں نیزہ سر بلند — جوں جادہ خاکسار کو ہے ہو زمیں پہ ڈال[1] (سودا)

یہاں سر پر غرور کو بلند نیزہ سے اور خاکسار کو جادہ (یعنی پگڈنڈی) سے کس قدر خوبصورت تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ دونوں مشبہ بہ یعنی نیزہ کی سر بلندی اور جادہ کی خاکساری کو سب جانتے ہیں
(۳) تشبیہ کی غرض یہ ہو کہ مشبہ کے حال کی مقدار مثلاً جسامت، قوت، ضعف وغیرہ بیان کرنا منظور ہو ؎

حدیث سرین میانش چہ گو یم — کہ وید ست کوہے معلق بہ کاہے؟ (انوری)

(گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے کہ اُس کے پٹھوں اور کمر کی کیا تعریف کروں بس سمجھ لو کہ ایک پہاڑ ایک گھاس کے تنکے میں لٹکا ہوا ہے) پٹھوں کو پہاڑ سے اور کمر کو گھاس کے تنکے سے تشبیہ دی ہے جس سے مشبہ یعنی پٹھوں اور کمر کی تعریف میں کمال مبالغہ ظاہر ہوتا ہے۔

یہ حالت قامت خمیدہ — جیسے شجر خزاں رسیدہ (مومن)

کمزوری اور لاغری میں اس تشبیہ سے کمال مبالغہ مقصود ہے۔

---

[1] مقابلہ کرو ؎ پا برہنہ دھوپ میں مجھ کو پھرا وے دربدر — خار کے سر پر کرے دامان گل کا سائباں (سودا)

ع جو انگرکھا تھا ہمارا وہ لبادہ ہوگیا (ناسخ)

(۴) تشبیہ کی غرض یہ ہو کہ سُننے والوں کو مشبہ کا حال اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اس میں اور نمبر(۲) میں یہ فرق ہے کہ اس میں مشبہ کی حالت بذریعہ کسی مثال کے ذہن نشین کرانا مقصود ہوتا ہے اسواسطے کہ مثال سے کیفیت اصلی اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے ؎

صورت ابلہاں چو دیگ تہی است از درون خالی و برون سیہ است (حکیم سنائی)

یعنی جاہل لوگوں کو جو دیکھو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک خالی دیگ ہیں جو اندر سے خالی اور باہر سے سیاہ ہوتی ہے جہل سے جو کورسوادی اور تاریکی قلب میں پیدا ہوتی ہے وہ اس مثال کے ذریعہ سے بہترین طریقہ سے سمجھ میں آسکتی ہے ؎

مے عشرت طلب کرتے تھے ناحق آسماں سے ہم کہ آخر جب اُسے دیکھا فقط خالی سبو نکلا (ذوق)

فلک کی خالی سبو کی تمثیل سے یہ ذہن نشین کر دیا کہ اُس سے کسی قسم کے عیش و آرام اور کامیابی کی امید رکھنا فضول ہے اسی مضمون کو سودا نے بھی کہا ہے ؎

نہیں ہوں طالب رزق آسماں سے کہ مجھے یقیں ہے کاسۂ وارُوں میں کچھ نہیں ہوتا (سودا)

(۵) تشبیہ سے یہ غرض ہو کہ مشبہ سُننے والے کی نظر میں اچھا معلوم ہو جیسے سیاہ چہرے کو ہرن کی پتلی سے تشبیہ دینا ؎

ببیں وقت سخن گفتن لب شیریں و دنداں کہ گوئی درّ عمان است در لعل بدخشانش (انوری)

یعنی جب وہ بات کرتا ہے تو اُسکے لب شیریں اور دانت ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا عمان کے موتی لعل بدخشاں کیساتھ رکھے ہوئے ہیں ؎

لال ہونٹوں سے نمایاں دانت موتی سے نہیں کان ہیرے کی نہاں یاقوت کی معدن میں ہے (ذوق)

(۶) برعکس نمبر (۵) کے تشبیہ کی یہ غرض ہو کہ مشبہ سُننے والے کو بُرا معلوم ہو۔ واضح رہے کہ پھبتیاں وغیرہ اسی صنعت میں آتی ہیں ؎

کچھ نہ پوچھو غرض کہ تھے کیسے سر تھا اُنکا چکوترا جیسے
چڑھا رہتا تھا اُن پہ کالا بھوت اُنکی دونوں بھویں تھیں جوں شہتوت
چاٹ کھانا ہی اُنکا تھا پیشہ اُن کی پلکیں تھیں آم کا ریشہ

رکھتے تھے آپکے وہ دونوں گال — سوکھے سا کھے انار کی سی چھال
ہو بیاں کس سے وہ شکوہ و شان — مثل اشرفی تھے دو دونوں کان
میں کروں عرض آپ جو پوچھیں — تھیں کیسر و کے بال کی سی مونچھیں
جب انھیں سوجھتا لطیفہ تھا — تب وہ منھ کھلتا جوں شریفہ تھا
بھٹے کی داڑھی جیسی تھی داڑھی — بلکہ کچھ اور اُس سے تھی گاڑھی
بسکہ پینک کا ان کو تھا آسیب — ٹھڈی جو بن گئی تھی جیسے سیب (انشا۔ ماخوذ از بحر الفصاحت)

(۷) تشبیہ کی یہ غرض ہو کہ مشبہ میں ایک خصوصیت اور ندرت پیدا ہو جائے اور وہ سننے والے کے ذہن میں اس طرح آئے کہ بغیر تشبیہ کے اس کی وہ صورت ذہنی ناممکن ہو اس قسم کی تشبیہ کو ایک وہمی یا خیالی تشبیہ سمجھنا چاہئے ؎

کھلی عارض پہ زلف یار کیوں کر — حلب سے آ گیا تاتار کیوں کر (منیر)

کجا حلب و کجا ملک تاتار، ہزاروں میل کا فاصلہ۔ ان دونوں مقاموں کا مل جانا درحقیقت محال ہے مگر جب عارض کی تشبیہ حلب سے اور زلف کی تشبیہ تاتار سے دی تو بسبب ندرت اور جدت کے تشبیہ پُر لطف ہو گئی۔

**ادات تشبیہ** | ادات تشبیہ سے وہ چھوٹے چھوٹے الفاظ مراد ہیں جو ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دینے میں استعمال کئے جاتے ہوں مثلاً جوں - جیسے - جیسی - مانند - مثل - آسا - انا - سا - سے - وغیرہ - بعض کی مثالیں دی جاتی ہیں ؎

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا — نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا (ناسخ)
مسی آلودہ سر انگشت حسیناں لکھئے — سر پستان پریزاد سے مانا کہئے (غالب)
جب نام خدا جواں ہوا وہ — مانند نظر رواں ہوا وہ (نسیم لکھنوی)
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی — زمانے میں ماں جائی بہنیں ہوں جیسی (حالی)
گاہ آواز خوش سنا دینا — جوں سحر گاہ مسکرا دینا (مومن)

**اقسام تشبیہ** | تشبیہ کی متعدد قسمیں ہو سکتی ہیں جن میں سے بعض مشہور یہ ہیں -

**تشبیہ جمع** | وہ ہے کہ جب مشبہ واحد اور مشبہ بہ متعدد ہوں جیسے ؎

عارض است ایں یا قمر یا لالہ احمر است ایں — یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہا ست ایں (جامی)

عارض (رخسار) مشبہ واحد ہے اور مشبہ بہ (۱) قمر (۲) لالۂ سرخ (۳) شعاع آفتاب (۴) آئینۂ دل ہیں -

خنجر سے زیادہ تیز رواں تھی خنجر تھا آہی یا زباں تھی
یا شعلۂ آتش جہنم تھی یا کوئی تیغ آتشیں دم (مومن)

یہاں ایک مشبہ یعنی زبان کو تین چیزوں سے تشبیہ دی ہے (۱) خنجر (۲) تیغ آتشیں دم (۳) شعلۂ آتش جہنم۔ اگر صورت برعکس اس کے ہو یعنی مشبہ کئی ہوں اور مشبہ بہ ایک ہو تو اس کو تشبیہ تسویہ کہتے ہیں۔ جیسے

عجب نہیں ہے کہ آرائش زمانہ سے حنائی پنجہ ہوں تاک و چنار و بید انجیر (ذوق)

یہاں (۱) تاک (۲) چنار (۳) بید انجیر مشبہ ہیں اور مشبہ بہ ایک ہے یعنی آرائش زمانہ سے حنائی پنجہ ہو جانا۔

**تشبیہ اضمار** اُس کو کہتے ہیں کہ ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دیں مگر ظاہر میں اُس سے انکار کریں اور سننے والے کو یہ نہ معلوم ہو کہ قائل کا مقصد تشبیہ ہے مگر حقیقت میں غرض تشبیہ سے ہو یہ تشبیہ چھپی ہوئی ہوتی ہے اسی لئے اس کو تشبیہ اضمار کہتے ہیں۔ مثال کیلئے وہ قطعہ دیکھنا چاہیئے جس میں مرزا غالب نے چکنی ڈلی کو جو ایک شخص کے ہتھیلی پر رکھی ہوئی تھی متعدد چیزوں سے تشبیہ دی ہے جس کا مطلع ہے ؎

ہے جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہئے

اسی میں بطور اضمار یا انکار کہتے ہیں ؎

کیوں اسے قفل در گنج محبت لکھئے کیوں اسے نقطۂ پرکار تمنا کہئے
کیوں اسے گوہر نایاب تصور کیجے کیوں اسے مردمک دیدۂ عنقا کہئے
کیوں اسے تکمۂ پیراہن لیلےٰ لکھئے کیوں اسے نقش پئے ناقۂ سلمیٰ کہئے

ان اشعار میں چکنی ڈلی کو ان چھ چیزوں سے تشبیہ دی ہے (۱) قفل در گنج محبت (۲) نقطۂ پرکار تمنا (۳) گوہر نایاب (۴) مردمک دیدۂ عنقا (۵) تکمۂ پیراہن لیلیٰ (۶) نقش پئے ناقۂ سلمیٰ۔ اور ہر شعر میں لفظ کیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر ان چیزوں سے تشبیہ نہیں دینا چاہتا بلکہ ان سب سے مشبہ کو اعلیٰ و افضل سمجھتا ہے۔

**تشبیہ قریب** یعنی ایسی تشبیہ جو جلد سمجھ میں آجائے خواہ اس وجہ سے کہ وجہ شبہ واحد ہو یا اس وجہ سے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں قریب کی نسبت ہو۔ مثلاً کسی آدمی کے دانت اگر معمول سے بڑے ہوں تو کہیں کہ اس کے ہاتھی کے ایسے دانت ہیں یا وہ چیز جس سے تشبیہ دی جائے ذہن میں آسانی سے اور اکثر گزرتی ہو۔ مثلاً زلف کی تشبیہ سانپ سے۔ آنکھ کی تشبیہ نرگس سے۔ قد کی تشبیہ سرو سے۔

اہل بلاغت تشبیہ قریب کو اچھا نہیں سمجھتے اور اس کو تشبیہ مبتذل کہتے ہیں مگر جب یہ ابتذال بسبب کسی

خاص تصرف کے دور ہو جاوے تو وہ تشبیہ بہت لطف دیتی ہے۔ مثلاً

ماہی اگر ماہ را دُسرو بود قد   سروی اگر سرو را زماہ بود بر   (مختاری)

شاعر کہتا ہے کہ تو چاند ہے (یعنی ہم تیری پیاری صورت کو چاند سے تشبیہ دیتے) اگر چاند کا قد سرو کا ایسا ہوتا۔ اور تو سرو ہے (یعنی تیرے قد کو ہم سرو سے تشبیہ دیتے) اگر سرو کا سینہ چاند کا ایسا ہوتا۔ یہاں چہرے کی تشبیہ چاند سے اور قد کی تشبیہ سرو سے تشبیہ مبتذل ہے یعنی اس میں کوئی خاص بات نہیں مگر جب کہ کچھ شرطیں اُس میں اضافہ کر دی گئیں تو تشبیہ میں غرابت پیدا ہو گئی۔ یا ؎

ابرو نہیں تماشا ترے اے رشک قمر دو   یکجا مہ نو سامنے آتے ہیں نظر دو   (ظفر)

ابرو کی تشبیہ بسبب خمدار ہونے کے مہ نو سے دی ہے جو ایک معمولی بات ہے مگر دو چاندوں کا یکجا جمع ہو جانا ایک نئی بات ہے جس سے تشبیہ میں لطف پیدا ہو گیا ہے۔

**تشبیہ بعید** | جس کو تشبیہ غریب بھی کہتے ہیں۔ یعنی ایسی تشبیہ جس میں وجہ شبہ بعد تأمل کے سمجھ میں آئے خواہ اس وجہ سے کہ وجہ شبہ متعدد ہو یا مرکب ہو یا مشبہ کو مشبہ بہ کیسا تھ دور کی نسبت ہو یا مشبہ بہ وہمی یا خیالی ہونے کی وجہ سے ذہن میں ندرت کے ساتھ آئے واضح رہے کہ تشبیہ میں جس قدر وجہ شبہ ترکیب زیادہ رکھتی ہوگی۔ اسی قدر اس میں بعد اور غرابت زیادہ ہوگی اور اسیقدر زیادہ بلیغ اور پر لطف بھی ہوگی۔ برخلاف اس کے معمولی تشبیہیں جن میں تفصیل و ترکیب کم ہوتی ہے وہ بلاغت میں کم مرتبہ رکھتی ہیں۔ الاّ یہ کہ اُستادانہ بندش سے وہ پر لطف کر دی جائیں۔ مثلاً ؎

گورے گالوں پر ترے زیبا ہے خال عنبریں   تھا یہی بیناسزاوار ایسی لوح سیم کا   (آتش)

گورے گورے گالوں کو لوح سیمیں (چاندی کی تختی) سے اور خال عنبریں (معشوق کے سیاہ تل) کو مینا سے تشبیہ دی ہے۔ ہر چند کہ علٰحدہ علٰحدہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کوئی دور کی نسبت نہیں ہے مگر مل کر ایک ندرت اور غرابت پیدا ہو گئی۔

دی ہے واعظ نے کن آداب کی تکلیف نہ پوچھ   ایسے اُلجھاؤ تری کاکل پیچاں میں نہیں   (حالی)

شاعر واعظ کی مذاق آمیز لہجے میں شکایت اور مذمت کرتا ہے کہ واعظ مذہبی معاملات میں ایسی پیچیدہ اور مشکل باتیں پیدا کر دیتا ہے جو اصل اصول مذہب کے بالکل منافی ہیں۔ کیونکہ ارشاد نبویؐ ہے اَلدِّیْنُ یُسْرٌ اس شعر میں مذہبی پیچیدگیوں کو کاکل پیچاں سے کس قدر خوبصورت تشبیہ دی ہے۔ وجہ شبہ لفظ الجھاؤ سے

ظاہر ہے جو تامل کے بعد ذہن میں آتی ہے۔ کاکل پیچاں سے سرورِ عالم صلعم کے ارشادات مراد ہیں۔

شاہد ہے کمر یار کے اوپر رگِ جاں کا  کیسی رگ گل رشتۂ باریک کہاں کا؟  (آباد)

کمر یار کو شعراء ہمیشہ نازک باندھتے ہیں۔ اسی اعتبار سے کمر کو (۱) رگ گل اور (۲) رشتۂ باریک (پتلے ڈورے) سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایک پیش پا افتادہ مضمون ہے مگر جب یہ مضمون بطور استفہام انکاری کے بیان کیا گیا نیز یہ کہ جب مبالغہ کر کے کمر کو رگ جاں سے تشبیہ دی تو غرابت و لطف پیدا ہو گیا۔

**تشبیہ مشروط** | اگر تشبیہ قریب یا مبتذل میں کوئی شرط لگا دی جائے تو اس میں ایک ندرت پیدا ہو جاتی ہے اسی کو تشبیہ مشروط کہتے ہیں۔ مثال کیلئے دیکھو مختاری کا شعر صفحہ ۱۶۷۔ اسکی ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دیں مگر مشبہ بہ میں کوئی نقص یا خرابی نکال کر مشبہ کو اس سے اعلیٰ و افضل قرار دیں۔ مثال کیلئے حضرات عون و محمدؑ کے سراپا کے یہ دو بند دئے جاتے ہیں۔

رو دار ہے خورشید پہ ابرو نہیں رکھتا  ابرو مہِ نو رکھتا ہے پر رو نہیں رکھتا
قد رکھتا ہے طوبیٰ پہ یہ گیسو نہیں رکھتا  سنبل کے ہیں گیسو قد دلجو نہیں رکھتا
گر آنکھ ہے نرگس کی تو بینائی نہیں ہے
غنچہ کے دہن ہے تو یہ گویائی نہیں ہے

بو ہے گل جنت میں یہ رخسار نہیں ہے  ایمن میں تجلّی ہے یہ دیدار نہیں ہے
قد رکھتا ہے طوبیٰ پہ یہ رفتار نہیں ہے  شیریں لب کوثر ہے یہ گفتار نہیں ہے
آئینے میں رو ہے یہ خط سبز کہاں ہے
غنچہ کے دہن ہے نہ زباں ہے نہ بیاں ہے  (دبیر)

ان اشعار میں (۱) رو کی تشبیہ خورشید سے (۲) ابرو کی تشبیہ مہِ نو سے (۳) قد کی طوبیٰ سے (۴) گیسو کی سنبل سے (۵) آنکھ کی نرگس سے (۶) دہن کی غنچہ سے (۷) خوشبوئے جسم کی گل جنت سے (۸) دیدار کی وادی ایمن سے (۹) لب کی لب کوثر سے (۱۰) رو کی آئینہ سے اور (۱۱) دہن کی غنچہ سے دی ہے مگر بعد کو مشبہ بہ میں کوئی نہ کوئی نقص نکال کے مشبہ یعنی حضرات عون و محمد کے سراپا کو فضیلت دی ہے۔

**تشبیہ مفصّل** | وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ بیان کر دیجائے۔ جیسے ؎

جہاں پیمانہ را مانند بینہ  کہ چوں پر شد تہی گردد بہ یکبار  (خاقانی)

جہاں کو پیمانہ ٹھہرایا ہے اور وجہ شبہ دوسرے مصرعہ میں بیان کر دی۔

چمک رہے ہیں درِ نظم اختروں کی طرح — ادا ہے شاہد مضموں میں دلبروں کی طرح (نفیس)

**تشبیہ مجمل** اگر وجہ شبہ مذکور نہ ہو تو اس کو تشبیہ مجمل کہتے ہیں۔ جیسے

از عارض در وی و زلف داری — طاؤس بہشت و مار باھسم (خاقانی)

اس میں عارض کو طاؤس سے۔ رد کو بہشت سے۔ اور زلف کو مار سے تشبیہ دی ہے مگر وجہ شبہ کوئی بیان نہیں کی۔

واہ واہ کیا معتدل ہے باغ عالم کی ہوا — مثل نبض صاحب صحت ہی ہر موج صبا (ذوق)

یہاں موج صبا کو صاحب صحت کی نبض کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ کی تصریح نہیں کی البتہ ایک مجمل طور پر لفظ معتدل سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

**تشبیہ مؤکد** اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی لفظ تشبیہ (جن کو ادات تشبیہ کہتے ہیں) مذکور نہ ہو جیسے ؎

مے آفتاب زرفشاں جامش بلوریں آسماں — مشرق کف ساقیش داں مغرب لب یار آمدہ (خاقانی)

مے کو آفتاب سے۔ جام کو بلوریں آسمان سے۔ کف ساقی کو مشرق سے اور لب یار کو مغرب سے تشبیہ دی مگر کوئی لفظ تشبیہ مذکور نہیں ہے۔

**تشبیہ مرسل** جس کو تشبیہ صریح بھی کہتے ہیں وہ ہے جس میں لفظ تشبیہ مذکور ہو۔ جیسے ؎

خدا نے اس کو دیا ایک خوبرو فرزند — ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوئے ماہ (غالب)

خوبرو فرزند کو ستارہ سے تشبیہ دی اور لفظ جیسے جو تشبیہ کا پتہ دیتا ہے۔ مذکور ہے۔

**مراتب تشبیہ باعتبار مبالغہ کی قوت و ضعف کے** واضح رہے کہ تشبیہ کا استعمال نظم و نثر میں مشبہ کی اہمیت ظاہر کرنے اور اس کو مہتم بالشان بنانے کے لئے حسب ذیل طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ مثالیں یہاں نثر سے دی جاتی ہیں تاکہ صاف طور پر اور آسانی سے ذہن نشین ہو جائیں۔

(۱) جب مشبہ[۱]، مشبہ بہ[۲]، وجہ شبہ[۳] اور لفظ تشبیہ[۴] چاروں ذکر کئے جائیں۔ جیسے یہ گنڈیریاں[۱] مٹھاس[۳] میں مثل[۴] برفی[۲] کی ڈلیوں کے ہیں۔ تشبیہ کی یہ صورت نہایت ضعیف و مبتذل خیال کی جاتی ہے۔

(۲) جب حرف تشبیہ حذف کر دیا جائے۔ باقی تین قائم رہیں۔ جیسے یہ گنڈیریاں[۱] مٹھاس[۳] میں برفی کی ڈلیاں[۲] ہیں

(۳) جب وجہ شبہ حذف کردیں اور باقی تین قائم رہیں۔ جیسے یہ گنڈیریاں کیا ہیں برفی کی ڈلیاں ہیں۔

(۴) جب وجہ شبہ اور لفظ تشبیہ دونوں حذف کردئے جائیں۔ صرف مشبہ اور مشبہ بہ باقی رہیں جیسے یہ گنڈیریاں برفی کی ڈلیاں ہیں۔

(۵) جب وجہ شبہ، لفظ تشبیہ اور مشبہ تینوں حذف کردئے جائیں جیسے گنڈیریوں کو دکھلا کے سودے والا صرف یہ کہتا ہے "یہ برفی کی ڈلیاں کون لے گا"۔ یہ صورت نہایت بلیغ ہے۔

(۶) جب تشبیہ کے چاروں اجزا حذف کردئے جائیں صرف مشبہ بہ کی صفت کا اعلان کیا جائے۔ جیسے (گنے والے کی آواز) "کنکوے کون لوٹے گا"۔ اس مختصر جملے سے یہ مطلب ہے کہ ہمارے گنے لمبائی میں مثل بانس کے ہیں۔ یہ پورا جملے کا جملہ محذوف ہے صرف ۲ یعنی مشبہ بہ کی صفت (کنکوے لوٹنا) بیان کی ہے غرض یہ ہے کہ لوگ مشتاق ہوکر اس اصل چیز کو ضرور خریدیں۔ یہ صورت بھی شکل (۲) کے نہایت بلیغ ہے۔

This is syllabus    Guidance

## استعارہ

تشبیہ اور استعارہ میں اکثر چیزوں میں مشارکت ہے لہذا اس کا ذکر یہاں نہایت اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ تشبیہ کے بیان میں ان تمام باتوں کی تصریح کردی گئی ہے۔ جاننا چاہئے کہ جس طرح تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفین تشبیہ کہتے ہیں۔ اسی طرح استعارہ میں یہی دو چیزیں طرفین استعارہ کہلاتی ہیں مگر استعارہ میں مشبہ کو مستعار لہ اور مشبہ بہ کو مستعار منہ کہتے ہیں اور تشبیہ میں جو چیز وجہ شبہ کہلاتی ہے اس کو استعارہ میں وجہ جامع کہتے ہیں۔ تشبیہ اور استعارہ میں یہ بڑا فرق ہے کہ مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ٹھہرا لیتے ہیں عام اس سے کہ وہ متروک ہو یا اس کا ذکر کیا جائے۔ یعنی فرض کیجئے کہ ایک بہادر کو بعینہ شیر کہیں گے۔

## اقسام استعارہ

استعارہ کی خاص خاص اقسام حسب ذیل ہیں۔

**استعارہ بالتصریح**۔ وہ ہے جسمیں مشبہ متروک اور مشبہ بہ مذکور ہو۔

**استعارہ بالکنایہ**۔ وہ ہے جس میں مشبہ بہ متروک اور مشبہ مذکور ہو۔

**استعارہ وفاقیہ**۔ وہ ہے جسمیں صفات مستعار منہ و مستعار لہ ایک شخص میں جمع ہوسکیں۔ جیسے

یہ راعی نے للکار کر جب پکارا    یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا    (حالی)

راعی چرواہے کو کہتے ہیں۔ مراد اس سے یہاں ذات قدسی صفات رسالتمآب صلعم کی ہے۔ اسی طرح لفظ گلہ سے

Urdu [illegible] Book

قوم عرب مراد ہے۔

**استعارہ عنادیہ** - برخلاف استعارۂ وفاقیہ کے اگر مستعار لہٗ و مستعار منہ کا جمع ہونا شخص واحد میں ناممکن ہو تو اُس کو استعارہ عنادیہ کہتے ہیں۔ جیسے کسی ایسے مردہ شخص کو جس کے کار خیر دنیا میں باقی رہ گئے ہوں زندہ سے اور ایسے زندہ شخص کو جو جاہل ہو یا خواب غفلت میں پڑا ہوا ہو مردہ سے تعبیر کریں۔ جیسے ؎

کوئی آج سے ہے فلک مدعی کیا　　ہمیشہ مرے حال پر مہرباں ہے　(میر)

یہاں فلک کا استعارہ مہربان سے بمعنی نامہربان کے کیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دو صفتیں یعنی مہربانی اور نامہربانی ایک ذات میں جمع نہیں ہوسکتیں اسی طرح ؎

شریعت ہوئی ہے نکونام اُن سے　　بہت فخر کرتا ہے اسلام اُن سے　(حالی)

یہاں بدنام کا استعارہ نکونام سے اور ننگ و عار کرنے کا استعارہ فخر کرنے سے ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ایک دوسرے کے نقیض ہیں۔ اسی ذیل میں ایسے استعارے بھی سمجھنا چاہئے جو بہ سبیل مذاق و ظرافت برعکس معنی میں استعمال ہوں جیسا کہ تشبیہ کے ذکر میں بیان کیا گیا۔

**وجہ جامع** وجہ جامع کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) یہ کہ وجہ جامع مستعار منہ اور مستعار لہٗ کا جز و ہو۔

(۲) یہ کہ وجہ جامع مستعار منہ اور مستعار لہ کے مفہوم کا جز و نہ ہو۔

(۳) یہ کہ وجہ جامع ایسی ہو جو بہت جلد سمجھ میں آجائے۔ ایسے استعارہ کو استعارۂ عامیہ یا مبتذلہ کہتے ہیں

(۴) یہ کہ وجہ جامع بوجہ نادر ہونے کے ہر شخص کی سمجھ میں نہ آئے (اس کو استعارۂ غریبہ بھی کہتے ہیں) جیسے ؎

ہوا یہ جوش میں سودا کہ میری آنکھوں سے　　بجائے لعل نکلتے ہیں اب سلیمانی　(سودا)

بسبب جوشِ سودا سے سیاہ ہونے کے اشک خونی کو دانۂ سلیمانی سے استعارہ کیا ہے

کبھی استعارۂ مبتذلہ بسبب تصرف کے استعارۂ غریبہ ہوجاتا ہے۔ جیسے ؎

از فیض تو در دو گا ہوارہ　　دو ہند و طفل شیر خوارہ　(خاقانی)

(یعنی یہ تیرا ہی فیض ہے کہ دو پالنوں میں دو سیاہ رنگ ہندو کے بچے دودھ پی رہے ہیں) سیاہ رنگ ہندو کے بچوں سے آنکھ کی دو پتلیاں اور دودھ سے آفتاب کی روشنی مراد ہے۔ علٰحدہ علٰحدہ یہ استعارۂ عامیہ ہے مگر

مل کر ایک ندرت اور غرابت پیدا ہوگئی ہے

پا برہنہ دھوپ میں مجھ کو پھرا دے دربدر — خار کے سر پر کرے دامان گل کا سائباں (سودا)

دامان گل کو سائبان سے تشبیہ دینا ایک عام بات ہے مگر پہلے مصرعہ کے تقابل سے شعر بہت بلیغ ہوگیا ہے (اس کی مثالیں تشبیہ کے ذکر میں بھی دیکھنا چاہئے)

## اقسام استعارہ باعتبار مستعارلہٗ مستعار منہ و جامع تینوں کے

اس کی چھ قسمیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) مستعار منہ، مستعار لہٗ اور وجہ جامع تینوں حسّی ہوں اور چونکہ حس کا تعلق حواس سے ہے لہذا اس کی مثل تشبیہ کے پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں۔ متعلق بہ باصرہ، سامعہ، شامہ وغیرہ (دیکھو اس کی بحث تشبیہ میں)

(۲) طرفین حسّی ہوں اور وجہ جامع عقلی ہو۔

(۳) مستعار لہٗ حسّی ہو اور مستعار منہ و وجہ جامع عقلی ہوں۔

(۴) مستعار منہ حسّی ہو اور مستعار لہٗ و وجہ جامع عقلی ہوں۔

(۵) مستعار لہٗ، مستعار منہ اور وجہ جامع تینوں عقلی ہوں۔

(۶) طرفین حسّی ہوں اور وجہ جامع مرکب ہو حسّی اور عقلی دونوں سے۔

## استعارۂ تمثیلیہ

استعارہ کی ایک صورت یہ ہے کہ اس میں مستعار لہٗ، مستعار منہ، وجہ جامع کئی چیزوں سے حاصل ہوتی ہوں۔ اس میں اور تشبیہ تمثیلی میں یہ فرق ہے کہ جہاں کہیں مطلقاً تمثیل ہو وہ استعارہ ہے اور اگر الفاظ تشبیہی ہوں تو وہ تشبیہ ہے (تشبیہ تمثیل کی مثال کے لئے دیکھو تشبیہ) استعارہ تمثیلی کی یہ مثال ہو سکتی ہے

یک جہاں خانہ زہیر ایں افلاک — کام پُر زہر و خانہ پُر تریاک (سنائی)

علمائے جاہ طلب کی ہجو میں کہتا ہے کہ اس دنیا میں ایک بڑی جماعت ایسی ہے کہ جن کا تالو زہر سے اور گھر تریاک سے بھرا ہوتا ہے۔ یعنی جن کا ظاہر نہایت چکنا چپڑا اور بظاہر مفید اور باطن مثل زہر کے مضر۔ اس شعر کا مصرع ثانی تمثیل ہے۔

دنیا و دین میں رہتا ہے آوارہ جو فقیر — دھوبی کا کتّا ہے نہ وہ گھر کا نہ گھاٹ کا

مقصود بالتمثیل دوسرا مصرع ہے جو ایک مثل ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ بیکار محض یعنی جو کوئی مفید کام نہ کرتا ہو۔

تھی لاگ اس کی تیغ کو ہم سے سو عشق نے
دونوں کو معرکے میں گلے سے ملا دیا (میرؔ)

گلے سے ملانا یعنی دو چیزوں میں آشتی و محبت پیدا کرنا محاورہ ہے، یہاں تلوار گلے پر رکھنے کو گلے ملانے سے استعارہ کیا ہے۔

## استعارہ بالکنایہ

یعنی ایسا استعارہ جو کنایہ کے ساتھ ہو۔ اس میں مشبہ بہ کا ذکر نہیں ہوتا اور مشبہ سے مشبہ بہ کا ارادہ کیا جاتا ہے اور وہ چیز جو مشبہ بہ سے خصوصیت رکھے اُس کو مشبہ کے لئے ثابت کرنے کا نام استعارۂ تخئیلیہ ہے جیسے ؎

بروئے کردہ ہمہ حجرہ بوستانِ ارم
بزلف کردہ ہمہ خانہ طبلۂ عطار (مسعود سعد)

یعنی اپنے چہرہ سے تمام حجرہ کو باغ بنا دیا (چہرے کی تشبیہ پھول سے ہے) اور زلف سے پورے گھر کو عطار کا بکس کر دیا۔ (زلف کی تشبیہ مشک وغیرہ وغیرہ سے ہے) اس میں مشبہ بہ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا استعارہ بالکنایہ ہے۔

روشن ہے، چپکے مرنا پروانے کا تو لیکن
اے شمع کچھ تو تو کہہ تیرے بھی تو زباں ہے (میرؔ)

شمع کو ایک جاندار بولنے والے انسان سے تشبیہ دی ہے (جس کا ذکر متروک ہے) اور لوازم تشبیہ یعنی دونوں میں زبان کا ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

پی گئی کتنے کے لہو تیری یاد
غم ترا کتنے کلیجے کھا گیا (دردؔ)

محبوب کی یاد اور غم (محبت) کو ایک درندہ جانور سے تشبیہ دی ہے۔ اور اس کے واسطے خون پینا اور کلیجہ کھانا کہا ہے۔ پس یہ استعارہ بالکنایہ اور تخئیلیہ ہے۔

---

## مجاز مرسل

مجاز مرسل اصطلاح میں اُس لفظ کو کہتے ہیں کہ معنی موضوع لہٗ کے سوا کسی دوسرے معنی میں استعمال نہ ہو اور اُس لفظ کے حقیقی و مجازی معنی میں کوئی علاقہ سوائے علاقۂ تشبیہ کے ہو۔ علم بلاغت میں اس کی متعدد قسمیں ہیں۔ یہاں صرف چند پر اکتفا کی جاتی ہے۔

(۱) کُل بجائے جزو کے استعمال کیا جائے۔ جیسے نبض پر ہاتھ رکھنا یعنی نبض دیکھنا۔ ظاہر ہے کہ نبض پر پورا ہاتھ نہیں رکھا جاتا بلکہ صرف دو تین انگلیاں رکھی جاتی ہیں

(۲) جزو بجائے کل کے استعمال کیا جائے۔ جیسے ؎

عشق را بحر بود و دل را کاں     شرع را دیدہ بود دین را جان     (سنائی در منقبت)

مقصود بالتمثیل دوسرا مصرع ہے جس میں لفظ دیدہ بمعنی پاسبان کے استعمال ہوا ہے۔

محفل میں شور قلقل مینائے مُل ہوا     لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قل ہوا     (ذوق)

مقصود بالتمثیل لفظ قُل ہے جو بمعنی فاتحہ استعمال ہوا ہے جس میں چاروں سورتیں قرآن مجید کی جن کے شروع میں لفظ قُل ہے پڑھی جاتی ہیں۔

(۳) مسبب بجائے سبب کے استعمال کیا جائے۔ جیسے ساغر عیش بمعنی ساغر شراب عیش مسبب ہے اور شراب سبب کیونکہ عیش شراب سے پیدا ہوتا ہے۔

(۴) سبب بجائے مسبب کے استعمال کیا جائے۔ جیسے بادل کا برسنا یعنی پانی کا برسنا۔ دست بمعنی قدرت بازو بمعنی مددگار وغیرہ

(۵) ظرف بجائے مظروف کے استعمال کیا جائے۔ جیسے پرنالہ بہنا۔ دریا بہنا۔

پلا ساقیا ساغر بے نظیر     پھنسی دام ہجراں میں بدر منیر     (مثنوی میر حسن)

ساغر سے مراد شراب ہے جو مظروف ہے۔

(۶) مظروف بجائے ظرف کے استعمال کیا جائے۔ جیسے ؎

گئے بتخانہ پوجا گہ کیا طوف حرم ہم نے     اُڑائی تیری خاطر خاک کن کن رہ گزاروں میں     (آتش)

بتخانہ پوجنے سے مراد بت کا پوجنا ہے۔

# کنایہ

کنایہ کے لغوی معنی ہیں پوشیدہ بات کرنا۔ یہ تصریح کا برعکس ہے۔ اصطلاح میں کنایہ اُس لفظ کو کہتے ہیں جو معنی موضوع لہ کے لئے مستعمل ہو۔ لیکن مقصود وہ معنی نہ ہوں بلکہ ایک دوسرے معنی ہوں۔ اس کی تین قسمیں ہیں

(۱) ایک یہ کہ کنایہ سے مقصود موصوف کی ذات ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ کنایہ سے مقصود موصوف کی صفات میں سے کوئی صفت ہو۔
(۳) تیسرے یہ کہ کنایہ سے مقصود کسی صفت کا اثبات یا نفی کسی موصوف کے واسطے ہو۔

**کنایہ قریب** جب کوئی صفت جو کسی موصوف سے خصوصیت رکھتی ہو بیان کیجائے اور اُس سے مراد موصوف ہو تو اس کو کنایہ قریب کہتے ہیں جیسے لولیٔ فلک سے مراد زہرہ خسرو انجم سے مراد آفتاب۔ ترک فلک سے مراد مریخ ہے۔ اسی طرح آب آتشیں سے کنایہ شراب۔ مگس کی قے سے کنایہ شہد ہے ؎

کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد ‏ ‏ ‏ ‏ مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے ‏ ‏ (غالبؔ)

**کنایۂ بعید** جب بہت سی صفتیں مل کرایک موصوف کے ساتھ مختص ہوں۔ اگرچہ علیحدہ اور چیزوں میں بھی پائی جاتی ہوں اور ایسی تمام صفات کے مجموعہ سے موصوف مراد لیں تو یہ کنایہ بعید ہے اس لئے کہ تعدد صفات سے ذہن آسانی سے موصوف کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ جیسے ؎

صبح آیا جانب مشرق نظر ‏ ‏ ‏ ‏ اک نگار آتشیں رُخ سر کھلا ‏ ‏ (غالبؔ)

اس سے مراد آفتاب ہے کیونکہ اُس میں یہ سب صفتیں موجود ہیں (۱) صبح کو جانب مشرق نظر آنا (۲) نگار یعنی خوبصورت ہونا (۳) آتشیں رُخ یعنی اس کے چہرے میں گرمی اور سُرخی ہونا (۴) سر کھلا یعنی وہ ایک گول شکل کا ہے اور بالکل کھلا ہوا ہے۔

**تلویح** کنایۂ بعید ہی کو جو عام طور پر کثیر الوسائط ہوتا ہے تلویح کہتے ہیں اور تلویح سے یہ مطلب ہے کہ لازم سے ملزوم کی طرف کئی واسطوں سے ذہن منتقل ہو جیسے عربی میں ایک ایسے شخص کو جو مہمان دوست ہو اور جس کے یہاں برابر دعوتیں ہوتی رہتی ہوں۔ کثیر الرماد کہتے ہیں۔ (رماد کے معنی راکھ کے ہیں پس وہ شخص جس کے باورچی خانہ میں راکھ کثرت سے ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اُس کے یہاں لکڑی بہت جلتی ہوگی۔ یعنی کھانا کثرت سے پکتا ہوگا اور کھانے کی کثرت سے انتقال ذہنی مہمانوں کی کثرت کی طرف ہوتا ہے)

بزرگی بایدت دل در سخا بند ‏ ‏ ‏ ‏ سرِ کیسہ بہ برگِ گندنا بند ‏ ‏ (نظامیؔ)

(اگر تم کو بزرگی کی طلب ہے تو سخاوت کی عادت ڈالو اور اپنی تھیلی کو برگ گندنا سے باندھا کرو جو ایک نہایت کمزور چیز ہوتی ہے) برگ گندنا سے تھیلی باندھنا یعنی کمزور باندھنا یعنی اُسکا جلد کھلجانا۔ یعنی دینے میں جلدی کرنا۔

الغرض مطبخ اس گھرانے کا ‏ ‏ ‏ ‏ رشک ہے آبدار خانے کا ‏ ‏ (سوداؔ)

یہ ایک بخیل کی شان میں ہے جس سے مطلب یہ ہے کہ اس کا باورچی خانہ مثل آبدار خانہ کے ہمیشہ ٹھنڈا پڑا رہتا ہے۔

**تعریض** | یہ بھی کنایہ کی ایک قسم ہے اور اس سے یہ مطلب ہے کہ جو الفاظ موصوف کے لئے استعمال کئے جائیں ان سے بالکل برعکس صفت مراد لیجائے۔ جیسے ؎

ستونِ چشم بد دور ہیں آپ دیں کے  نمونہ ہیں خلق رسولؐ امیں کے  (حالی)

یہ شعر اس زمانہ کے علماء کے حال میں کہا گیا ہے۔ دین کے ستون اور خلق رسول اللہ کا نمونہ ہونا بڑی تعریف کی بات ہے مگر جب تعریض کے طور پر استعمال کیا گیا تو معنی برعکس ہو گئے۔

دیکھ کر ہنستے ہو کیا تم صورت پاک ریاضؔ  یہ بڑے پہنچے ہوئے اللہ والے لوگ ہیں

صورت پاک اور اللہ والے لوگ بالکل اُلٹے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

---

# سرقۂ شعری کے بیان میں

اُردو اور فارسی کی بلاغت کی کتابیں عام طور پر سرقۂ شعری کے بیان پر ختم ہوتی ہیں۔ میری سمجھ میں اصول بلاغت اور سرقۂ شعر کا تعلق نہیں آتا مگر چونکہ عام طور پر اس کا رواج ہو گیا ہے نیز یہ کہ اس ذریعہ سے شعراء کی افکار کا مقابلہ اچھی طرح کیا جا سکتا ہے اور عمدہ عمدہ اشعار پڑھنے میں آتے ہیں لہذا دوسری کتابوں کی تقلید میں اس کتاب کے خاتمہ پر بھی ایک مختصر بیان سرقۂ شعر کا دیا جاتا ہے مگر میں اپنی ذاتی رائے سرقۂ شعر کے متعلق ظاہر کر دینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں ہر اُس شعر کو جو کسی دوسرے شاعر کے کلام سے ماخوذ ہو خواہ لفظاً یا معناً دوسرے لوگوں کی تقلید میں سرقہ نہیں سمجھتا بلکہ سرقہ کی قانونی تعریف پر نظر رکھ کے نیت کو بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک کسی شاعر کو سارق ٹھہرانے سے پہلے یہ ثابت کرنا بہت ضروری ہے کہ اُس کی نظر سے کلام مسروق لازمی طور پر گزرا۔ نیز یہ کہ سارق نے بُری نیت سے یعنی بغیر اصلی شاعر کا ذکر یا حوالہ دیتے ہوئے اُس کے کلام میں دستبرد یا تصرف کیا۔ اس اصول سے تمام ایسی صورتیں خارج ہو جاتی ہیں جو قدما کے دیوانوں میں توارد و تکرار کی ملتی ہیں اس لئے کہ یہ ثابت کرنا اتنے دنوں کے بعد بہت مشکل ہے کہ شاعر سارق نے کلام مسروق ضرور ضرور دیکھا۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ابن یمین کا کلام حافظ شیرازی کے سامنے یا سعدی کا کلام سلمان ساوجی کے سامنے تھا۔ اگر

ان شعراء کا کلام کہیں کہیں لڑ گیا یعنی بعض غزلیں ایک کی دوسرے کے یہاں پائی جاتی ہیں تو میں اس غلطی کو کاتب و ناقل کے سر منڈھوں گا نہ کہ ایسے بڑے بڑے شاعروں پر سرقہ کا الزام لگاؤں اور نہ معاصرین کے کلام میں بھی بعض صورتوں میں سرقہ سمجھا جا سکتا ہے گو کہ معاصرین کو ایک دوسرے کا کلام دیکھنے کا موقع ملا ہو فرض کیجئے کہ انیس و دبیر آتش و ناسخ ۔ حالی و داغ وغیرہم معاصر تھے ۔ ان کے اکثر اشعار ایک دوسرے سے لڑ جاتے ہیں ہم اس کو سرقہ ہرگز نہیں کہہ سکتے بلکہ تخیل کا مقابلہ اور فکر کی جنگ کہیں گے ۔ مثالاً یہ دو شعر دیئے جاتے ہیں

نکلتا ہے جو ہر گل زر بکف گلزار عالم میں　　خدا جانے زمیں میں دفن یہ کیسا خزانہ ہے　　(ناسخ)
زمیں سے آتا ہے جو گل سو زر بکف　　قاروں نے راستہ میں لٹایا خزانہ کیا　　(آتش)

اُن کے جانے سے یہ کیا ہو گئی گھر کی صورت　　نہ وہ دیوار کی صورت ہے نہ در کی صورت　　(حالی)
رہی آشفتہ سری سے نہ وہ گھر کی صورت　　وہی دیوار کی صورت ہے جو در کی صورت[1]　　(داغ)

اب ان میں پہلے دو شعروں میں الفاظ گل، زر بکف، خزانہ، ناسخ اور آتش دونوں کے یہاں مشترک ہیں۔ آتش نے خزانہ کی رعایت سے قارون اور بڑھا دیا ہے دونوں شعر اپنے اپنے رنگ میں اچھے ہیں مگر آتش کا شعر زیادہ پر لطف ہے ۔ اسی طرح حالی اور داغ کے شعروں میں گھر اور در و دیوار کی صورت دونوں شاعروں کے یہاں مشترک ہیں مگر داغ نے اپنی طباعی سے لفظ آشفتہ سری بڑھا کے شعر میں ایک مزہ پیدا کر دیا ۔ اب فرمایئے کہ ان بڑے بڑے شعراء میں ہم کس کو شعر کا چور ٹھہرائیں یہ ضرور ہے کہ ایک کا کلام دوسرے کے سامنے ہے مگر وہ اسمیں کچھ اضافہ کرکے کچھ جدت و مزہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے

**اقسام سرقہ** بہر طور سرقۂ شعر کچھ بھی ہو اور اُس کی نوعیت کسی قسم کی ہو اہل بلاغت نے اُس کی دو قسمیں مقرر کی ہیں (۱) سرقۂ ظاہر ۔ (۲) سرقۂ غیر ظاہر ۔

**اقسام سرقۂ ظاہر** (۱) **نسخ و انتحال** اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا شعر بغیر کسی لفظی یا معنوی تغیر کے اپنا کرلے جو ظاہر ہے کہ چوری کیا سرزوری ہے اس کو نسخ و انتحال کہتے ہیں ۔ اس کی مثالیں فارسی و اُردو کتابوں میں اکثر دی ہیں مگر میں ان سے قطع نظر کرتا ہوں اس لئے کہ وہ سب بڑے بڑے لوگوں کا کلام ہے جو میرے نزدیک کاتب کی غلطی یا بدنیتی سے ادھر سے اُدھر ہو گیا ہے ۔ نیز

---

[1] مقابلہ کرو نہ

شب جو زنداں میں ہوئی ماندہ گرفتاروں کو　　سر وہ ٹکرائے کہ در کر دیا دیواروں کو　　(انیس)

اپنے نظریہ کے مطابق ہرگز ہرگز ایسے اساتذہ کو سرقہ کا ملزم نہیں قرار دے سکتا۔ مثلاً ایک شعر فارسی کا اور ایک اُردو کا پیش کیا جاتا ہے۔

(بحوالۂ حدائق البلاغت) خواجہ حافظ کی وہ غزل جس کا مطلع ہے ؎

زباغ وصل تو یابد ریاض رضوان آب　　　زتاب ہجر تو دارد شرار دوزخ تاب

من اولہ الی آخرہ سلمان ساوجی کے دیوان میں موجود ہے۔

(بحوالۂ بحر الفصاحت) ؎

جانیں مشتاقوں کی لب تک آگئیاں　　　بل بے ظالم تیری بے پروائیاں

میر محمدی بیدار اور خواجہ ہینگا شیدا دونوں کے کلام میں موجود ہے اور مولوی نجم الغنی صاحب مصنف بحر الفصاحت صاف طور پر لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صاحبوں میں سے ایک نے سرقہ کیا ہے۔

(۲) **مسخ و اغارہ** ۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کا کلام (یعنی اُس کا مضمون) کل الفاظ یا بعض الفاظ کے تغیر کے ساتھ اخذ کریں اور ترتیب الفاظ کو بھی بدل دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ بلغا کی رائے ہے کہ اگر شعر ماخوذ شعر ماخوذ منہ سے بہتر ہو تو وہ نہایت مقبول و ممدوح ہے ؎

کہیو قاصد جو وہ پوچھے ہمیں کیا کرتے ہیں　　　جان و ایمان و محبت کو دعا کرتے ہیں　　　(تیر)

اسی کے کچھ الفاظ کم کرکے اسیر کہتے ہیں

وہ جو پوچھے ہمیں کیا کرتے ہیں　　　کہیو قاصد کہ دعا کرتے ہیں

سرو گفتم کہ بپائے تو بماند لیکن　　　نتوانم کہ ازیں شرم ببالا نگرم　　　(امیر خسرو)

(میں نے سرو کو تیرے پاؤں سے مشابہت دی لیکن اس تشبیہ سے اسقدر شرمندہ ہوں کہ اب سر اونچا نہیں کرسکتا)

اسی مضمون کو اختصار لفظ کیساتھ جامی کہتے ہیں ؎

سرو گفتم قد ترا وز شرم　　　سر ببالا نمی توانم کرد

اگر شعر ماخوذ و ماخوذ منہ دونوں مرتبہ میں مساوی ہوں تو "الفضل للمتقدم" کے اصول پر عمل کیا جائے گا یعنی فضیلت اول کو ہے۔ جیسے ؎

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا　　　مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی　　　(سراج)

چلی باد گرم فراق سے جلا سب وجود نیاز کا　　　مگر ایک عشق کی کشت غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

(شاہ نیاز احمد نیاز)

اسمیں فضیلت متقدم یعنی سراج کو ہے۔

اگر شعر ماخوذ ماخوذ منہ سے کمتر ہے تو وہ نہایت مذموم و مردود ہے جیسے ؎

کہا اُس بت سے جب مرتا ہے مومن — کہا میں کیا کروں مرضی خدا کی

کہوں جب میں کہ بے تیرے ہوں مرتا — تو کہتا ہے وہ جنت مرضی خدا کی (خواجہ وزیر)

اس میں دوسرا شعر پست ہے

(۳) **سلخ و المام** - اس سے یہ مطلب ہے کہ مضمون تو پورا لے لیا جائے مگر الفاظ بالکل بدل دئے جائیں اس صورت میں بھی یہی تینوں شرطیں ملحوظ رکھی جائیں گی جن کا ذکر مسخ و اغارہ میں ہوا۔ ؎

برمن از جور تو ہرچند کہ بیداد رود — چوں رخ خوب تو بینم ہمہ از یاد رود (جامی)

ہرچند کہ از ہجر توام خوں رود از دل — از در چو در آئی ہمہ بیروں رود از دل (آہی شیرازی)

دونوں شعر مساوی ہیں لہذا فضیلت جامی کو ہے۔

براں ناتواں صید بیداد رفت — کہ در دام از یاد صیاد رفت (ظہوری)

اے وائے بر اسیرے کز یاد رفتہ باشد — در دام ماندہ باشد صیاد رفتہ باشد (حزیں)

اس میں بسبب اختصار الفاظ کے شعر اول کو ترجیح ہے۔

رات ساری تو کٹی سنتے پریشاں گوئی — میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات — اب آئی سحر ہونے کو ٹک تو کہیں مر بھی

دونوں شعر میرے نزدیک مساوی ہیں اگر کچھ ترجیح ہوسکتی ہے تو سودا کے شعر کو

یہ ناتواں ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا — مرا بھی حال ہوا ہے تری کمر کا سا (مومن)

زار ہوں ایسا کسی کو میں نظر آتا نہیں — عشق میں گھل گھل کر کمر کا یار کی مو ہو گیا (آتش)

بسبب اختصار الفاظ اور چستی بندش کے مومن کا شعر اچھا ہے۔

اسی قبیل سے وہ اشعار بھی ہوسکتے ہیں جو بذریعہ ترجمہ کے فارسی اور عربی سے لئے گئے ہیں۔ جیسے ؎

کردم ہمہ مشکلات عالم را حل — ہر بند کشودہ شد مگر بند اجل (بو علی سینا)

عقدے سب حل ہوئے مگر آہ نہیں — یہ بند اجل کسی سے کھولا نہ گیا

گشت چوں رشتۂ عمرم کوتاہ — معنی سال گرہ فہمیدم (غنی کشمیری)

جب سالگرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا — یاں اور گرہ سے اک برس جاتا ہے (انیس)

در فراق تو چہ لاف بت محبوب کنم — صبر ایوب کنم گریۂ یعقوب کنم (مخلص کاشی)

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا — صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا (ذوق)

آلودہ ز قطرات عرق دیدہ جبیں را — اختر ز فلک می نگرد روئے زمیں را (محمد جان قدسی)

آلودۂ قطرات عرق دیکھ جبیں کو — اختر پڑے جھانکے ہیں فلک سے زمیں کو (سودا)

گفتی شبے بخواب تو آیم ولے چہ سود — چوں من بعمر خویش ندیدم کہ خواب چیست (جامی)

وہ آکے خواب میں تسکین اضطراب تو دے — ولے مجھے تپش دل مجال خواب تو دے (غالب)

## اقسام سرقۂ غیر ظاہر

(۱) اس کی ایک قسم ایسا سرقہ ہے جو معنوی ہو یعنی معنی میں تشابہ ہو اور الفاظ بدلنے کی کوشش کی جائے۔

کعبہ میں جاں بلب تھے ہم دوری بتاں سے — آئے ہیں پھر کے یارو ابکی خدا کے ہاں سے (میر)

گر ابکی پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے — تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے (ذوق)

---

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا — دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا (سودا)

پاس جا بیٹھا جو میں کل اک ترے ہمنام کے — رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے (جرأت)

---

تفاوت قامت یار و قیامت میں ہے کیا مومن — وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچہ میں ڈھلتا ہے

ترے سرو قامت سے اک قد آدم — قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں (غالب)

(۲) دوسری قسم سرقۂ غیر ظاہر کی یہ ہے کہ ایک شخص شعر میں ادعائے عام کرے اور دوسرا ادعائے خاص۔

اذا غضبت علیک بنو تمیم — وجدت الناس کلهم غضابا (جریر)

(اگر قبیلہ بنو تمیم تمہارے خلاف ہو جائیں تو سمجھو کہ دنیا تمہارے خلاف ہو گئی)

ولیس للہ بمستنکر — ان یجمع العالم فی واحد (ابو نواس)

یہ شعر فضل بن جعفر برمکی کی تعریف میں ہے شاعر کہتا ہے کہ اللہ کے نزدیک محال نہیں ہے کہ تمام دنیا کو یعنی تمام دنیا کی فضیلتوں کو ایک شخص واحد میں جمع کر دے۔

ترا اہر آئینہ باید بشہر دیگر رفت کہ دل نماند دریں شہر تا ربائی باز (سعدی)

(معشوق سے کہتا ہے کہ اب تم کو کسی دوسرے شہر میں چلا جانا چاہئے۔ کیونکہ اب اس شہر میں تو کوئی دل باقی نہیں رہا جس کو تم نے اپنے قبضہ میں نہ کیا ہو۔)

کسے نماند کہ اورا بہ تیغ ناز کشی مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی (امیر خسرو)

(اب کوئی باقی نہیں رہا کہ جس کو تو نے اپنی تیغ ناز سے قتل نہ کیا ہو۔ مگر تیرے شوق قتل کے پورا کرنے کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ ان مُردوں کو زندہ کرا در پھر قتل کر)

دوسرے شعر میں پہلے شعر سے ادعائے عام زیادہ ہے لہذا اُس سے بہتر ہے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ مضمون ایک ہی ہو مگر موقع بدلا ہوا ہو۔ جیسے ؎

زلف تو سیہ چراست ماناک بسیار در آفتاب گشتہ است (امیر خسرو)

(تیری زلف اس قدر سیاہ کیوں ہے شاید دھوپ میں بہت پھری ہے) چہرہ کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے

ز سیر خانہ آئینہ چوں بروں آید گمان برند کہ در آفتاب گردیدست (صائب)

(جب اس کو آئینہ دیکھ کر فراغت ہوتی ہے تو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ دھوپ میں پھر کے آیا ہے۔) دونوں شعروں کا مضمون ایک ہے مگر جو چیز امیر خسرو نے زلف کی نسبت کہی ہے وہ صائب نے چہرہ کے متعلق کہی دونوں شعروں میں چہرہ کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے۔ پہلا شعر حُسن تعلیل کی بہت اچھی مثال ہے۔ میرے نزدیک دوسرا ابسبب لطیف مبالغہ کے پہلے سے بہتر ہے۔

اُردو کی مثالیں یہ ہو سکتی ہیں ؎

چمن میں گل نے جو کل دعوئ جمال کیا جمال یار نے منہ اُسکا خوب لال کیا (میر)

برابری کا تیرے گل نے جب خیال کیا صبا نے مار طمانچہ منہ اُس کا لال کیا (حیدری)

دعوی کیا تھا گل نے اُس رُخ سے رنگ و بو کا ماریں صبا نے دھولیں شبنم نے منہ میں تھوکا (میر سوز)

(۴) چوتھی قسم یہ ہے کہ دوسرے شعر کا مضمون پہلے شعر کی ضد ہو ؎

ایں کہ زد ناقۂ لیلیٰ دو سہ گامے بغلط آسماں تا چہ بلا بر سر مجنوں آرد (اہلی شیرازی)

(ناقۂ لیلیٰ غلطی سے دو تین قدم مجنوں کی طرف بڑھ گیا دیکھئے اب بیچارے مجنوں پر کیا مصیبت آتی ہے۔)

بغلط ہم نہ رود بر سر مجنوں لیلے عاشق ایں بخت ندارد سخنے ساختہ اند (شفائی)

(غلطی سے بھی کبھی لیلےٰ مجنوں کی طرف نہیں جاتی۔ عاشق کا یہ نصیب بھلا کہاں لوگوں نے ایک بات بنا لی ہے) ظاہر ہے کہ مضمون ایک دوسرے کا برعکس ہے۔

شال بدر جو حاصل ہوا کمال مجھے — گھٹا گھٹا کے فلک نے کیا ہلال مجھے (انیس)
علیؑ کی مہر سے ہے بدر کا کمال مجھے — مجال کیا جو بنائے فلک ہلال مجھے (لاحید)

حضرت علی علیہ السلام

---

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنوں — شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد (دبیر)
خار صحرائے جنوں یونہی اگر تیز رہے — کوئی آئے گا نہیں آبلہ پا میرے بعد (ظفر)

اب ہم یہاں بعض اساتذہ کے چند متحد المضمون اشعار دیتے ہیں جو لطف سے خالی نہیں ان کو سرقہ کہنا خواہ وہ ظاہر ہو یا غیر ظاہر کس قدر ظلم ہے ؎

ہوگئی شہر شہر رسوائی — اے مری موت تو بھلی آئی (میر)
مارا دیار غیر میں مجکو وطن سے دور — رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم (غالب)
ہنسنے والا نہیں ہے رونے پہ — ہم کو غربت وطن سے بہتر ہے (آتش)
رونے والے نہ تھے غربت کی اجل پہ نہ سہی — ہنسنے والا تو وہاں کوئی دل زار نہ تھا (ناطق)

---

بالیں پہ میرے گھر سے تو آویگا جب تلک — کر جاؤں گا سفر ہی میں دنیا سے تب تلک (میر)
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن — خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک (غالب)
کی تو تھی تاثیر آہ آتشیں نے اُس کو بھی — جب تلک پہنچے ہی پہنچے راکھ کا یاں ڈھیر تھا (درد)

---

کیوں نہ ہو فسخ ضعف اعضا پر — مر گئے اس قشون کے سردار (میر)
دل نہیں ورنہ دکھاتا تمکو داغوں کی بہار — اس چراغاں کا کہوں کیا کارفرما جل گیا (غالب)

---

مت ڈھلک مژگاں سے میرے اے سرشک آبدار — مفت ہی جاتی رہے گی تیری موتی کی سی آب (میر)
توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ جو گوہر نہ ہوا تھا (غالب)

---

کو گل و لالہ - کہاں سنبل سمن اور نسترن
خاک سے یکساں ہوئے ہیں ہائے کیا کیا آشنا (دبیر)

ہیں مستحیل خاک سے اجزائے نوخطاں — کیا سہل ہے زمیں سے نکلنا نبات کا (//)
سب کہاں کچھ لالۂ و گل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں (غالب)

---

میرے تغییر حال پر مت جا — اتفاقات ہیں زمانے کے (دبیر)
میرے تغیُّر رنگ کو مت دیکھ — یوں بھی سے مہربان ہوتا ہے (درد)
میرے تغیُّر رنگ کو مت دیکھ — تجھ کو اپنی نظر نہ ہو جائے (مومن)

---

دوستاں منع کنندم کہ چرا دل بتو دادم
باید اول ز تو گفتن کہ چنیں خوب چرائی (سعدی)

پیار کرنے کا جو خوباں ہم پر رکھتے ہیں گناہ — اُنسے تو پوچھے کوئی تم اتنے کیوں پیارے ہوئے (دبیر)

**تضمین** اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک شاعر دوسرے کا پورا شعر یا مصرعہ اپنے کلام میں باندھے اور اس کا نام بھی ظاہر کر دے یا بسبب شعر اول کے مشہور ہونے کے نہ بھی کرے۔ جیسے ؎

شبے با صراحی ہمیگفت شمع — کہ اے ہر شبے مجلس آرائے دوست
ترا با چنیں قدر پیش قدح — سجود دمادم بگو از چہ رو دست
صراحی بہ دو گفت نشنیدۂ — تواضع ز گردن فرازاں نکوست (اثیر شاہی)
آخری مصرعہ شیخ سعدی کا ہے اور بہت مشہور ہے

---

مرا بہ سادہ دلیہائے من تواں بخشید — گنہ نمودہ ام و چشم آفریں دارم (نظیری)
مرزا غالب اسی طرح کی غزل کے مقطع میں نظیری کا مصرعہ ثانی تضمین کرتے ہیں ؎
جواب خواجہ نظیری نوشتہ ام غالب — گنہ نمودہ ام و چشم آفریں دارم

---

اغیار کی جو سعی سے بالفرض جاؤں میں — واللہ ہو نگاہ میں مثل سقر بہشت

مجھ کو نوائے بلبل شیراز یاد ہے — کیا لکھنؤ کہ منھ نہ کروں ہو اگر بہشت (ناسخ)

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است — رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت

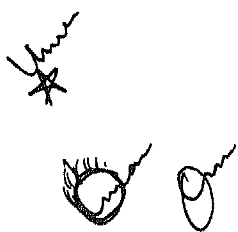

ضمیمۂ آئینۂ بلاغت

# اصطلاحات علم عروض و علم بدیع مع ترجمہ انگریزی

Nami Press, Lucknow. Phone No. 575.

# فرہنگ الفاظ و اصطلاحات علم عروض و علم بدایع بزبان فارسی و انگریزی

## الف

| | |
|---|---|
| الف قطع ... | Pronounced *Alif* ... ... ... |
| الف وصل ... | Conjunctive or unpronounced *Alif* ... |
| ابتدا | First foot of the second *Misra* as opposed to *Zarb* ... |
| ابداع | Reconstructing, Recreating ... ... ... |
| اختصار | Brevity ... ... ... ... |
| ادماج | Ambiguous expression (see ایہام) ... ... |
| ارسال المثل | Proverbial commission, Paramia ... |
| استخدام (یا قول با لموجب) | Ambiguous discourse, Amphiboly |
| استدلال (مذهب کلامی) ... | Arugmentative ... ... |
| استعاره | Metaphor (۱) ... ... ... ... |

(۱) Metaphor سے یہ مطلب ہے کہ دو چیزون مین مقابلہ صراحتاً نہین بلکہ ضمناً کیا جائے یعنی مستعارمنہ کا نام نہ لیاجائے بلکہ ایک ہی لفظ مقابلہ یا تشبیہ کے لئے کافی ہو جیسے His victory was brilliant (اسکی فتح درخشان تھی) اس جملے مین فتح کو ضمناً کسی روشن و درخشان چیز سے تشبیہ دی گئی ہے مگر اوس چیز کا نام نہین لیا گیا۔اسی طرح Sinews of war (عضلات جنگ) سے زر مراد ہے کیونکہ بغیر زر کے سامان جنگ فراہم نہین ہوسکتا اور اسکو قوت نہین حاصل ہو سکتی۔افلاطون عبارت کی درستی اور تزئین کو Combing and curling (کنگھی کرنا اور گھونگھر بنانا) سے تعبیر کرتا تھا۔ یعنی عبارت کی تشبیہ بالون سے ہے اور کنگھی کرنا اور گھونگھر بنانا اوسکی آرائش اور تزئین ہے۔ (بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| Exclamation (١) | ... | ... | ... | استعجاب |
| Interrogation (٢) | ... | ... | ... | استفہام |
| | | | | استہزا (دیکہو تمسخر) |

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق) — جب بنظر اختصار کئی Metaphor ملا دئے جاتے ہیں اسکو Mixing of Metaphors (خلط استعارہ) کہتے ہیں مثلاً

I *bridle* in my straggling muse with pain.
That longs to *launch* into bolder *strain* (Addison.)

اس شعر میں شاعر اپنی تخیل کی پرواز کو پہلے گہوڑے سے پہر ایک جہاز یا کشتی سے پہر موسیقی کے راگ سے تشبیہ دیتا ہے جس سے استعارہ میں خلط واقع ہوگیا —

(١) فوری یا گہرے جذبات کے موقع پر ہمارا دل نہیں چاہتا کہ اظہار خیال محض معمولی لفظوں کے ذریعہ سے کیا جائے - ایسے مقام پر ہم زوردار الفاظ استعمال کرتے ہیں اسکو Exclamation کہتے ہیں -

کبھی عبارت کا زور اسطرح دکھایا جاتا ہے کہ جملے کے شروع میں کوئی حرف استعجاب مثلاً O ! لاتے ہیں جیسے O insupportable ! O heavy hour !

کبھی تکرار لفظ کے ذریعہ سے جیسے
Late, late, so late ! and dark the night and chill (Tennyson)

کبھی لفظ How یا What شروع میں لانے سے جیسے "*How* pure at heart and sound in head, With *What* divine affections bold."
O earth ! *how* many changes hast thou seen. (Tennyson)

اُردو میں اسکی مثالیں حسب ذیل ہوسکتی ہیں —

ملتفت ہوتا نہیں ہے گاہ تو * کسقدر مغرور ہے اللہ تو (میر)

جمال و عظمت دادار خالق ملکوت * خیال کرکے یہ کہتا ہوں بھلا رے جبروت (آتش)

اسمیں "اللہ" اور "بھلا رے" کلمۂ استعجاب ہیں -

(٢) اس سے یہ مطلب ہے کہ کوئی جملہ بطور سوال کے بولا جائے مگر یہ غرض نہو کہ اوس کا جواب بھی مطلوب ہو کبھی ایسا استفہام بطور شرط کے ہوتا ہے جیسے

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

| | | |
|---|---|---|
| Mould, Model ... ... | | اسلوب (جمع اسالیب) |
| Prolongation of a vowel ... ... | | اشباع |
| Etymology, Radical splitting ... ... | | اشتقاق |
| | | اعتراض (دیکھو حشو) |
| | | اغراق (دیکھو مبالغہ) |
| Change in the letter روي ... ... | | اِکفا |
| Consequential indication ... | | التزامي (دلالت)... |
| | | انتقال صفت (دیکھو صفت منتقلہ) |
| Epigram (۱) ... ... ... ... | | ایجاز |
| Equivocation ... ... ... | | ایہام (توریہ) |

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق)

Is any among you afflicted? let him pray.
Is any merry? Let him sing psalms.

کبھي بطور انکار کے جیسے

Is there a man with soul so dead?
Who ne'er to himself has said
This is my own my native land.

کبھي سوال کے ساتھ جواب بھی دیدیا جاتا ھے جیسے

What makes all physical or moral ill?
There deviates Nature, and here wanders Will. (Pope)

اس میں پہلے مصرع میں سوال اور دوسرے میں جواب ھے -

کبھي بطور تجاھل عارفانہ ایک تشبیہ کي صورت میں ھوتا ھے جیسے

O cuckoo, shall I call thee bird,
Or but a wandering voice? (Wordsworth)

(۱) ایجاز کے لغوي معنی اختصار کے ھین ، مگر ھم نے اوسکا انگریزي مرادف لفظ Epigram قرار دیا ھے Epigram کے اصلي معني کتبہ (Inscription) کے ھین - اھل یونان اپنی ستگي یادگارون پر کچھ مختصر مگر نہایت پر معني اشعار کندہ کراتے تھے انہین کو وہ Epigram کہتے تھے - بعد کو اس لفظ کا اطلاق تمام ایسے اشعار یا مصرع یا فقرہ پر ھونے لگا جسمین کوئی دلچسپ مضمون زور دار الفاظ مین بہت اختصار کے ساتھ ادا کیا جائے -

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

## ب

| | |
|---|---|
| Hidden or latent (ي) as in ... ... ... مفاعیلن = مفے بیدل = من بیدل | باطنی (ي) |
| Metre ... ... ... ... | بحر |
| Art of verbal embellishment, Euphuism ... ... | بدیع (علم) |

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق)
اور اب اس لفظ کا مفہوم صرف ایسے مختصر جملوں پر محدود ہوگیا جنکے معنی بظاہر تو صحیح نہوں مگر در اصل غور کرنے سے اون میں کوئی حقیقت مضمر ہو - مثلاً The child is father of the man اس کے لفظی معنی تو یہ ہیں کہ بچہ آدمی کا باپ ہے جو بظاہر غلط ہے - مگر حقیقی معنی یہ ہیں کہ انسان کی آئندہ ترقی یا تنزل کے آثار اوس کے بچپن ہی سے معلوم ہونے لگتے ہیں - یعنی بچہ اپنی آئندہ ترقی یا تنزل کا خلاق ہے - (ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات) یا مثلاً

Language is the art of concealing thought. اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ زبان خیالات چھپانے کا ایک فن ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے مگر قائل کا اصلی مطلب یہ ہے کہ انسان کسی مصلحت سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہوجاتا ہے - لہذا وہ اپنے اصلی خیالات کو زبان ہی کے ذریعہ سے چھپاتا ہے -

He is all fault who has no fault at all (Tennyson) اسی طرح جو شخص بے قصور ہے وہ سراسر قصور وار ہے مگر شاعر کا اصلی مطلب یہ ہے کہ ہر انسان میں کچھ نہ کچھ کمی یا خرابی ضرور ہوتی ہے - بے عیب خدا کی ذات ہے - (بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا)

عربی میں بھی اس قسم کے اکثر جملے پائے جاتے ہیں مثلاً فی القصاص حیاۃ سیدالقوم خادمھم - الامر بین الامرین (ابن رشد) یعنی امر واقعی دو امروں کے درمیان ہے - دو امروں سے مراد جبر و اختیار ہے - مطلب یہ ہے کہ انسان نہ پوری طرح سے مجبور ہے نہ پوری طور سے مختار ہے - بلکہ حقیقت بین بین میں ہے -

Improvisation ... ... ... بدیہہ گوئي ...

براعۃ الاستہلال (دیکہو حسن مطلع مع مثال)

Rhetoric ... ... ... بلاغت (علم) ...

Stanza ... ... ... ... بند

Spring Poem ... ... ... ... بہاریہ

Art of exposition ... ... بیان (علم) ...

Anthology ... ... ... ... بیاض

Couplet, verse, sticho .. ... ... بیت

Refrain ... ... ... بیت راجع ...

## ت

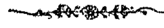

Pathos ... ... ... تاثیر (کلام) ...

Chronogram (۱) ... ... ... تاریخ

Quiescent *Alif* before (دخیل) (which see)... تاسیس (الف)

Praise implying satire, Praiseworthy Satire. تاکید الذم بمایشبہ المدح

Satire implying praise, Satirical praise. تاکید المدح بمایشبہ الذم

تبدیل (دیکہو طرد و عکس)

تبلیغ (دیکہو مبالغہ)

Aporia ... ... ... تجاہل العارف

(۱) اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ کسي واقعہ کا سن وقوع بجائے اعداد کے الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر کیا جائے - اُردو اور فارسي مین اس کا بہت رواج ہے قدیم اقوام مثلاً رومیون اور یونانیون نے بہي حروف کے کچہ عدد مقرر کرلئے تہے جس کے ذریعہ سے وہ واقعات کا سن نکالتے تہے اس کي نمایان مثال گہڑیون کے ڈائیل کے حروف ہین جو رومن اعداد کہلاتے ہین - انگریزي مین اس صنعت کا زیادہ رواج نہین - مگرپہر بہي رومیون کي تقلید مین انگریزي حروف کي بہي مثل ہمارے حروف تہجي کے قیمت مقرر ہے مثلاً حرف I ایک کے برابر ہے V پانچ کے X دس کے L پچاس کے C سو کے چنانچہ اکثر انگریزي کتابون کا سن طباعت بجائے عربي اعداد کے رومي اعداد مین لکہا جاتا ہے مثلاً سنہ ۱۸۵۵ع کو اس طرح لکہین گے — MDCCCLV

| | |
|---|---|
| Self address ... ... ... | تجرید |
| Wordplay, Homonym ... ... ... | تجنیس |
| Complete Homonym as bear (noun), bear (verb) ... | تجنیس تام |
| Redundant Homonym as bear, forbear ... | تجنیس زائد |
| Defective Homonym ... ... ... | تجنیس ناقص |
| Compound Homonym as "In Bengal there is a plentiful *rain*, *dear*, but there are no *reindeer* there." ... | تجنیس مرکب |
| Repeated Homonym ... ... ... | تجنیس مکرر |
| Lopsided or Terminal Homonym ... ... | تجنیس مطرف |
| Linear or Scriptory Homonym (۱) ... ... | تجنیس خطی |
| Vocal Homonym (۲) ... ... ... | تجنیس صوتی |
| Separation, breaking up of a word in a rhyme ... | تحلیل |
| Deducting a number from a chronogram ... | تخرجہ |
| Pen-name, Pseudonym Nom de guerre (۳) ... | تخلص |
| Imagination, Ideality ... ... ... | تخییل |

(۱) انگریزی میں چونکہ نقطہ دار حروف نہیں ہیں لہذا صحیح معنوں میں تجنیس خطی انگریزی میں نہیں ہوسکتی —

(۲) یعنی ایسے الفاظ جو تحریر میں مختلف مگر تلفظ میں متفق ہوں جیسے (انگریزی میں) sun, son, seen, scene (فارسی اور عربی میں) صور- سور عمل- امل- زال- ضال وغیرہ — کہ یا رب مرسنائی راصناعی دہ تو در حکمت + تو ان کزوے برشک آید روان بو علی سینا (حکیم سنائی) —

(۳) انگریزی میں ایسے تخلص جو ہمارے ایشائی شاعر اختیار کرتے ہیں کم ہیں یعنی ہر شاعر کے لئے ضروری نہیں کہ اپنا نام بدل کے ایک فرضی نام Pseudonym رکھ لے مگر پھر بھی بعض لوگوں نے دوسرے ناموں سے کتابیں لکھی ہیں- لہذا وہی انکا تخلص سمجھنا چاہئے- مثلاً Miss Mary Evans معروف بہ George Elliot کے ناول مشہور ہیں- Revd. Richard Barham نے Ingoldsby کے اسم فرضی سے اپنی دلچسپ کتاب Ingoldsby Legends لکھی اور بعض لوگوں نے تو ایسا گہرا پردہ اپنے ناموں پر ڈالا کہ آج تک انکا اصلی نام کسی کو نہیں معلوم- مثلاً Letters of Junius اور Ossian's Pœms کے مصنفین کے نام- ہمارے شہر کے مشہور جرنلسٹ سید جالب مرحوم کا نام بھی بہت کم لوگ جانتے ہیں —

| | |
|---|---|
| Antithetical colouring ... ... ... | تدبیج |
| Lives of the poets, Memoirs ... ... | تذکرہ |
| | ترانہ (دیکھو رباعي) |
| Return tie, Pœm with a refrain (۱) ... ... | ترجیع بند |
| Composite tie, Strophe ... ... ... | ترکیب بند |
| Ornation ... ... ... ... | ترصیع |

(۱) انگریزي میں ترجیع بند کي مثال یہ نظم هوسکتي هے - بند راجع (refrain) کے مقابل خط کهینچ دیا هے —

I come from haunts of coot and hern,
I make a sudden sally
And sparkle out among the fern,
To bicker down a valley.
By thirty hills I hurry down,
Or slip between the ridges
By twenty thorps, a little town
And half a hundred bridges.
Till last by Phillip's farm I flow,
To join the brimming river,
For men may come and men may go,
But I go on for ever.

I chatter over stony ways,
In little sharps and trebles,
I bubble into eddying bays,
I babble on the pebbles.
With many a curve my banks I fret
By many a field and fallow
And many a fairy foreland set,
With willow-weed and mallow.
I chatter, chatter, as I flow,
To join the brimming river,
For men may come and men may go,
But I go on for ever. (The Brook, Tennyson).

| | |
|---|---|
| Climax (۱) ... ... ... ... | ترقي |
| Melody ... ... ... ... | ترنم (موسيقيت)... |
| Prolongation of, or adding *Alif* to a سبب خفيف ... | تسبيغ |
| Exordium ... ... ... ... | تشبيب |

(۱) کلام میں احساسات کو ابہارنے اور جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے ضروري ہے کہ جزئیات کي تفصیل و ترتیب اس طرح کي جائے کہ کلام کا زور درجہ بدرجہ اور زینہ بزینہ بڑھتا اور ترقي کرتا جائے - اسي کو Climax کہتے ہیں - جذبات کسي نہج کے ہوں اونکو برانگیختہ کرنے کے لئے یہ طریقہ اہل بلاغت نے ضروري سمجہا ہے - انتعاش کیفیت کے واسطے ابتدا میں ایک خفیف سي تحریک کي ضرورت ہوتي ہے مگر جب تک کوئي دوسرا محرک جو اوس سے بہي زیادہ موثر نہو نہ پیدا کیا جائے پہلي تحریک مضمحل اور بیکار ہوجائیگي - اسي طرح دوسري تحریک کو چاق کرنے کے واسطے تیسري کي اور تیسري کے واسطے چوتہي کي ضرورت ہوتي ہے - قس علي ہذا قدما میں اسکا بہت رواج تہا - مثلاً مشہور رومي خطیب سسرو ایک اسپیچ کے موقع پر کہتا ہے —

It is an outrage to *bind* a Roman citizen ; to *scourge* him is an atrocious crime ; *to put him to death* is almost a parricide, but to *crucify* him – what shall I call it ? ”

(ایک رومي کي مشکیں باندہنا نہایت بے شرمي ہے - اوسکو کوڑون سے مارنا سخت جرم ہے - اوسکي جان لینا گویا اپنے باپ کو قتل کرنا ہے مگر اوسکو سولي پر چڑہانا — اسکے لئے کوئي لفظ مجہکو نہیں ملتا) —

“ For, lo, the winter is past, the rain is over and gone ; the flowers appear on the earth, the time of the singing of birds is come, and the voice of the turtle isheard in our land ; the fig tree putteth forth her green figs, and the vines with the tender grape give a good smell.” (Song of Soloman.)

(دیکہو سرما ختم ہوگیا - بارش بہي اب ختم ہے - پہول نکل رہے ہیں - چڑیونکے چہچہانے کا زمانہ آگیا - قمري کي اواز سنائي دیني لگي - انجیر کے درخت میں گدر انجیر نظر آنے لگے - تاک (درخت انگور) میں کچے انگورون کے خوشے اپني بہیني بہیني خوشبو دے رہے ہیں) اسمیں موسم بہار کا سمان تدریجي طریقے سے نہایت عمدگي سے دکہایا گیا ہے —

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| Comparison, Simile (۱) | | ... | ... | ... | | تشبیہ |
| Absolute | ,, | ... | ... | ... | مطلق | ,, |
| Preferential | ,, | ... | ... | ... | تفضیل | ,, |
| Emphatic | ,, | ... | ... | ... | تاکید | ,, |
| Conditional | ,, | ... | ... | ... | مشروط | ,, |
| Implicit | ,, | ... | ... | ... | اضمار | ,, |
| Equivalent | ,, | ... | ... | ... | تسویہ | ,, |
| Metaphorical | ,, | ... | ... | ... | کنایہ | ,, |
| Antithetical | ,, | ... | ... | ... | عکس | ,, |

(۱) اگر دو چیزون مین مقابلہ صراحتاً کسي لفظ کے ذریعہ سے کیا جائے تو اسکو Simile کہتے هین - جو فعل Metaphor مین ضمناً هوتا هے وہ Simile مین بالصراحت عمل مین آتا هے Simile مین عام طور پر کوئي ایسا لفظ جس سے تشبیہ کا اظہار هو (ادات تشبیہ) استعمال کیا جاتا هے مگر بعض وقت اسکي ضرورت نہین سمجھي جاتي . البتہ طرفین تشبیہ یعني مشبہ اور مشبہ بہ کا لانا بہت ضروري هے جیسے -

He who ascends to mountain tops shall find
The loftiest peaks most wrapt in clouds and snow;
He who surpasses or subdues mankind
Must look down on the hate of those below. (Byron's Childe Harold)

(جو شخص پہاڑ کي بلندیون پر چڑھتا هے وہ اوسکي بلند چوٹیون کو برف اور ابر سے ڈھکا هوا پاتا هے (اسي طرح) جو انسانون پر سبقت لیجاتا یا اونکو دبالیتا هے وہ اپنے نیچے والون کي نفرت کو نگاہ حقارت سے دیکھتا هے) اسمین مشبہ اور مشبہ بہ علي الترتیب "انسانون پر سبقت لیجانیوالا" اور "پہاڑ کي بلندیون پر چڑھنے والا" هین مگر کوئي لفظ جس سے تمثیل و تشبیہ ظاهر هوتي هو مذکور نہین هے -

"Good nature is the most precious gift of Heaven; spreading itself *like* oil over the troubled sea of thought, and keeping the mind smooth and equable in the roughest weather"

(Washington Irving.)

(نیک نفسي اللہ کا ایک بیش قیمت عطیہ هے جو همارے خیالات کے متلاطم سمندر مین مثل روغن کے کام دیتي هے اور سخت سے سخت طوفان (اضطراب) مین بھي دل کو خوش اور مطمئن رکھتي هے) اسمین مشبہ اور مشبہ بہ کے علاوہ لفظ تشبیہ "مثل" بھي موجود هے - اسي طرح -

"Princes are like to heavenly bodies, which cause good or evil times, and which have much veneration but no rest." (Lord Bacon)

(بادشاہ مثل ستارون کے نیکي یا بدي پھیلانے والے (سعد و نحس) هوتے هین اور بڑے صاحب عظمت هین لیکن خود آرام نہین لیتے) اس مثال مین بھي طرفین تشبیہ وجہ شبہ ' اور ادات تشبیہ ' سب موجود هین —

| | |
|---|---|
| Personification (۱) ... ... ... | تشخیص |
| Change of dots or diacritical points ... ... | تصحیف |
| Antithesis, syncrisis (۲) ... ... ... | تضاد (یا طباق) |
| Elliptical indication ... ... ... | تضمني (دلالت) |
| Insertion, quotation ... ... ... | تضمین |
| Diffuseness ... ... ... ... | تطویل |
| | تعجب (دیکھو استعجاب) |
| Adding a number to a chronogram ... ... | تعمیه |
| Separation ... ... ... ... | تفریق |
| Explanation ... ... ... ... | تفسیر |
| Latent Explanation ... ... ... | تفسیر خفي |
| Patent Explanation ... ... ... | تفسیر جلي |
| Discrimination ... ... ... | تقسیم |
| Scansion ... ... ... ... | تقطیع |

(۱) بیجان چیزون کو جاندار تصور کرنا اور اونکو صفات انساني سے متصف کرنا Personification هے جیسے Silent night (خاموش رات)۔ Angry sea (غضب ناک سمندر) Dying lamp (چراغ کشته) The broud sun above laughed a pitiless laugh (Browning) (مریض آفتاب اوپر سے ایک بے رحم هنسي هنسا۔

اسي صنعت کي کورانه تقلید نے هماري اردو زبان کو آجکل غارت کردیا هے۔

(۲) مثل تشبیه کے تضاد بهي ایک بڑي صنعت هے جس سے مختلف چهوٹي چهوٹي صنعتین مستخرج هوئي هین۔ان کا ذکر فٹ نوٹون مین موقع موقع سے کردیا گیا هے۔

ایک صورت تضاد کي یه بهي هے که ایک کلمے کے معني ایک دوسرے کلمے کے ذریعه سے جو متضاد هو محدود کردئیے جائین گویا کلمه ثاني کلمه اول کي تعریف هوجاتا هے۔جیسے

All *nature* is but *art*, unknown to thee;
All *chance*, *direction*, which thou dost not see;
All *discord*, *harmony* not understood;
All *partial evil*, *universal good*. (Pope)

(تمام فطرت ایک صنعت هے جس کا علم تجهکو نهین هے۔تمام اتفاق ایک هدایت هے جسکو تو نهین دیکه سکتا۔تمام اختلاف دراصل اتفاق هے جسکو تو نهین سمجه سکتا۔تمام جزئي نقصان کلي فائده هے)۔خط کشیده الفاظ مین تضاد واقع هے مگر کلمه ثاني کلمه اول کي معني کي تشریح کرتا هے۔یعني فطرت کیا هے؟۔ایک غیر معلوم صنعت هے۔اتفاق کیا هے؟ ایک غیر مرئي هدایت هےوغیره

| | |
|---|---|
| Conversion ... ... ... ... | تقلیب |
| Repetition, reiteration, palilogia (۱) ... ... | تکرار |
| Homonymies ... ... ... ... | تلازمہ لفظي |
| Allusion (۲) ... ... ... ... | تلمیح |
| Allegory (۳) ... ... ... ... | تمثیل |
| Ridicule ... ... ... | تمسخر (یا استہزا) |
| Arrangement of attributes | تنسیق الصفات ... |

(۱) تکرار کی مثال حسب ذیل ہے —

"O earth, earth. earth, hear the word of the Lord."

اگر لفظ یا الفاظ کی تکرار جملوں کي شروع میں کیجائے تو اوسکو Epanaphora کہتے ہیں - اسکی مثال کے لئے دیکھو برک کی وہ مشہور اسپیچ جو اوسنے وارن ہیسٹنگز کے مقدمہ میں دي تھی - جس کے اکثر جملوں کے شروع میں الفاظ "I impeach him" کي بار بار تکرار ہے - اور اگر لفظ یا الفاظ کی تکرار بطور خبر کے جملوں کے آخر میں کیجائے تو اوسکو Antistrophe کہتے ہیں جیسے —

"Wit is dangerous, eloquence is dangerous, a talent for observation is dangerous, everything is dangerous that has efficacy and vigour for its characteristics"

(۲) تلمیح (Allusion) سے یہ مطلب ہے کہ کسی شعر میں کسی تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا جائے - انگریزي میں علاوہ واقعات تاریخی کے رومی و یونانی اصنامیات کی طرف بھی اشارہ کیا جاتا ہے اور اسکی متعدد مثالیں انگریزي شاعري میں موجود ہیں - نمونے کے طور پر یہاں ایک مثال پر کفایت کیجاتی ہے —

And the king seized a flambeau, with zeal to destroy;
Thais led the way,
To light him to his prey.
And like another Helen, fired another Troy. (Dryden.)

(اور بادشاہ (سکندر) نے تباہ کرنے کے شوق میں ایک مشعل اپنے ہاتھہ میں لی اور تھیئس آگے آگے چلی تاکہ اوسکو اوس کے شکار (منزل مقصود) تک لیجائے اور ایک دوسری ہیلن کی طرح اوسنے ایک دوسرے ترائے میں آتشزنی کی) شاعر ڈرائیڈن کی اس نظم کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سکندر اعظم نے ایران فتح کیا تو ایران کے قدیم پایہ تخت اصطخر میں ایک بڑي مجلس عیش و طرب منعقد کی جسمیں تمام اوسکے بڑے بڑے افسر مع اپنی معشوقاؤں کے موجود تھے - سکندر کے حکم اور اجازت سے سب لوگ نہایت بے تکلفی سے شراب نوشي کر رہے تھے اسی اثنا میں سکندر کے محبوب جنرل بطلیموس (جو بعد کو بادشاہ مصر ہوا) کی معشوقہ تھئیس نے یہ تجویز پیش کی کہ اس مبارک موقع پر شاہ فارس زرکسیز کا قدیم تاریخی محل جو اصطخر میں واقع ہے اس فتح کی خوشی میں جلا کے خاک کردیا جائے - چونکہ سکندر کو اس ماہ جبین حسینہ یعنی تھئیس پر ایک خاص نظر التفات تھی لہذا اوسنے یہ تجویز خوشي سے فوراً منظور کرلی اور اپنے ہاتھہ میں ایک مشعل لیکر اوٹھہ کھڑا ہوا - آگے آگے وہی حسینہ تھی اور پیچھے سکندر اعظم اور اوسکے جانباز سردار اوسکی اس خواہش کو پورا کرنے جارہے تھے - چوتھے مصرع میں صنعت تلمیح ہے اور اشارہ ہے یونان کے قدیم شہر ترائے کی تباہی و بربادي کی طرف جو ملکہ ہیلن کی گرفتاري کی وجہ سے عمل میں آئی تھي

(۳) جب تشبیہات پے در پے مسلسل پوري نظم میں واقع ہوں تو اسکو Allegory کہتے ہیں جیسے انگریزي میں Bunyan's Pilgrim's Progress اور فارسی میں خواجہ فریدالدین عطار کی منطق الطیر —

| | | |
|---|---|---|
| Douple facedness ... ... ... | | توجیہ |
| | | توریہ (دیکھو ایہام) |
| | | توشیح (دیکھو موشح) |

## ح

| | |
|---|---|
| Personal poem ... ... ... | حالیہ |
| Shortening a *Rukn*; dropping the last two letters of مفاعیلن when only مفاعي remains. ... | حذف |
| Poetical ætiology ... ... ... | حسن تعلیل |
| Beauty of demand, apposite request ... ... | حسن طلب |
| Apt transition ... ... ... | حسن مخلص |
| Beauty of Exordium (۱) ... ... ... | حسن مطلع |
| Beauty of Conclusion ... ... ... | حسن مقطع |
| Padding, Pleonasm (۲) ... ... .. | حشو (اعتراض) |
| Cacopleonasm ... ... ... | حشو قبیح |
| Indifferent pleonasm ... ... ... | حشو متوسط |
| Eupleonasm ... ... ... | حشو ملیح |
| Praise of God ... ... ... | حمد ✓ |

(۱) مثال کے طور پر Keats کي مشہور نظم Endymion کے چند ابتدائي اشعار بطور حسن مطلع کے دئیے جاتے ہیں —

A thing of beauty is a joy for ever.
Its loveliness increases; it will never
Pass into nothingness; but still will keep
A bower quiet for us, and a sleep,
Full of sweet dreams and health and quiet breathing.

اسي کے قریب قریب وہ صنعت بھي ہے جسکو برا عتہ الاستہلال کہتے ہیں — چونکہ انگریزي میں اس کے لئے کوئي خاص اصطلاح نہیں ہے لہذا یہي لفظ Beauty of exordium اوسکو بھي کہہ سکتے ہیں — مثال ملٹن کي مشہور کتاب Paradise Lost کے ابتدائي اشعار ہیں جن سے کتاب کا اصل موضوع پوري طرح معلوم ہو جاتا ہے —

"Of Man's first disobedience, the fruit of that forbidden tree,
Whose mortal taste brought death into this world,
And all its woes, heavenly goddess, sing."

Ah! there my *young* footsteps in *infancy* wander'd; (Byron) (۲)
(وهاں میرے چھوٹے پاوں بچپن میں جاتے تھے) اس مصرع میں لفظ young حشو و زائد ہے —

## خ

| | |
|---|---|
| Predicate ... ... ... ... | خبر |
| Dropping the second letter of مستفعلن thus reducing it to مفتعلن = مفتعلن ... | خبن |
| Dropping the first and the last letter of مفاعیلن which makes it مفعول = فاعیل ... | خرب |
| Dropping the first letter of مفاعیلن leaving مفعولن = فاعیلن ... | خرم |
| A letter added to وصل (which see) ... ... | خروج |
| Apostrophe (۱) ... ... ... | خطاب |
| Epitome ... ... ... ... | خلاصہ |
| Quintet ... ... ... ... | خمسہ |
| Wine-poems ... ... ... ... | خمریات |
| Piebald; a figure in which undotted words are followed by dotted words and *vice versa* ... | خیفا |

(۱) عمیق جذبات کے اظہار کے موقع پر غیر حاضر اشخاص اور بیجان چیزوں سے اسطرح خطاب کیا جاتا ہے گویا کہ وہ سامنے موجود ہیں-

خطاب غیر حاضر اشخاص سے —

Ben Jonson کا خطاب Shakespeare سے —

"Soul of the age !
The applause, delight, the wonder of our stage !
My Seakespeare rise !"

اردو میں اسکی یہ مثال ہو سکتی ہے - اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے +
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے — (حالی)

خطاب بیجان چیزوں سے - (ملک یونان سے خطاب)

"Shrine of the mighty ! can it be
That this is all remains of thee ? " (Lord Byron)

خاک ایران سے خطاب —

"اے تربت پاک - واے کحل الجواهر دیدۂ نمناک - شکر خدایرا کہ دیدارت بمن روزي شدودیدہ بدیدار توام روشنائي گرفت توئي کہ مامن نیازمندان و مدفن نیاکان مائي - توئي کہ درمہد ناز خود مارا پروردي و نز وعزت نشوو نما دادي" — (سیاحت نامہ ابراہیم بیگ)

خطاب مجردات سے :— (موت سے خطاب)

"O Death, all-eloquent ! you only prove
What dust we dote on, when'tis man we love " (Pope)

امید سے خطاب : -

بس اے ناامیدي نہ یوں دل بجھا تو جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو
ذرا نا امیدوں کی ڈھارس بندھا تو فسردہ دلوں کے دل آ کر بڑھا تو
ترے دم سے مردوں میں جانیں پڑي ہیں جلي کھیتیاں تو نے سرسبز کي ہیں
(حالی)

د

| | |
|---|---|
| Circle ... ... ... ... | دائرہ |
| Uniform Circle ... ... ... | دائرہ متفقہ |
| Transferred „ ... ... ... | „ منتقلہ |
| Doubtful „ ... ... ... | „ مشتبہہ |
| Different „ ... ... ... | „ مختلفہ |
| Unitary „ ... ... ... | „ منفردہ |
| Allied „ ... ... ... | „ مؤتلفہ |
| A quiescent letter between روي and تاسیس ... as ش in عاشق - م in شامل ... ... ... | دخیل |
| Indication ... ... ... ... | دلالت |
| | دوبیتي (دیکھو رباعي) |

ذ

| | |
|---|---|
| Thesaurus, encyclopaedia ... ... ... | ذخیرہ |
| Havihg two metres, double metred ... ... | ذوبحرین |
| Having two rhymes, double-rhymed ... ... | ذوقافیتین |
| Pun (۱) ... ... ... .. | ذومعنیین |
| | ذوالوجہتین (دیکھو دوجہیہ) |

(۱) انگریزي میں Pun یعني ذومعنیین الفاظ کا بہت رواج ہے - مثلاً کوئي سوال کرے Is life worth living? اورجواب میں کہا جائے That depends on the *liver* اس جملے میں liver کے دومعني ہیں (۱) زندہ رہنے والا یعني خود آدمي (۲) جگر -
ملٹن سے اوسکے ایک دوست نے کہا اپني لڑکیوں کولیٹن کیوں نہیں سکہاتے - جواب دیا One tongue is sufficient for a woman (عورتوں کیلئے ایک زبان کافي ہے) لفظ زبان ذومعنیین ہے -

# ر

| | |
|---|---|
| Quatrain (see مربع) ... ... | رباعي (دوبیتي - ترانه) |
| Spring-poem (see also بهاریه) ... ... | ربیعیه |
| A metre consisting of مستفعلن eight times ... | رجز (مثمن سالم) |
| Contradiction... ... ... ... | رجوع |
| Concatenation, chain-verse ... | ردالعجز علي الصدر |
| The *Alif* which stands before روي as the *alif* in شباب | ردف اصلي |
| Quiescent letter before روي as خ in گداخت ... | ردف زاید |
| (Lit. one who rides a horse behind the principal rider; co-rider) The word repeated at the end of a verse. (۱) ... | ردیف |
| A figure in which dotted and undotted letters are ... used alternately (see خیفا) (۲) | رقطا |
| (Lit. the galloping of horses) the metre متدارک مثمن سالم | رکض الخیل |
| Foot of a verse ... ... ... | رکن |
| Perfect *rukn* ... ... ... | " سالم |
| Imperfect *rukn* ... .. | " غیر سالم یا مزاحف |
| Fundamental basis or the last radical letter in a قافیه ... | روي |

(۱) انگریزي میں ردیف کا وجود نہیں ہے مگر پھر بھي بعض شعر ایسے ملتے ہیں جنہیں اُردو فارسي کي طرح مصرع کا آخري لفظ دوہرایا جاتا ہے— اسي کو ردیف کہ سکتے ہیں حالانکہ انگریزي میں یہ Double-rhyme کہلاتا ہے مثال حسب ذیل ہے—

"Round your people and *over them*
Night like raiment is drawn,
Close as a garment to *cover them*"

(۲) چونکہ انگریزي میں نقطہ دار حروف کي بہت کمي ہے لہذا رقطا اور خیفا وغیرہ قسم کي لفظي صنائع اوسمیں ممکن نہیں مگر اسي کے قریب قریب وہ صنعت ہے جب کوئي خاص حرف ایک یا دو دو حروف کے بعد برابر لایا جائے— مثلاً

ADA SAW AN AMANA MAN AT AMANA EAT AWAY AT A BANANA.

اس جملے میں ہر دوسرا حرف 'A' ہے— (یہ مثال السٹرٹیڈ ویکلي مورخہ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۳۲ع سے لیگئي ہے)—

## س

| | |
|---|---|
| Quiescent ... ... ... ... | ساکن |
| Entire, perfect ... ... ... ... | سالم |
| Cord ... ... ... ... | سبب (عروض) ... |
| A word or a syllable of which the second letter is ساکن as مل و گل | ,, خفیف |
| A word or a syllable having two letters both متحرک as گل‌سرخ | ... ,, ثقیل |
| (Lit. The cooing of a dove) Concordance, harmonious cadence. ... ... ... | ... سجع |
| Parallel concordance ... ... ... | ,, متوازي ... |
| Rythmical ,, ... ... ... | ,, متوازن ... |
| Lopsided ,, ... ... ... | , مطرف ... |
| Capapie, personal delineation (۱) ... ... | سراپا |
| Plagiarism ... ... ... ... | سرقہ |
| Difference of vowels in ردف as عہید و عہود ... | سناد |
| Dialogue ... ... ... | سوال و جواب (یامکالمہ) |
| Proposition of multiples ... ... ... | سیاق‌الاعداد |

(۱) معشوق کے اعضا کي تعریف جسکو ہمارے یہاں سراپا کہتے ہیں انگریزي میں بہت کم رائج ہے - بہت تلاش کے بعد ایک مثال ملي جو پیش کي جاتي ہے - جس سے انگریزي دان اصحاب یہ دیکھہ لیں گے کہ یہ چیز بھي انگریزي میں مفقود نہیں ہے —

Hadst thou lived in days of old, — اگر تو قدیم زمانہ میں ہوتي
O what wonders had been told — تو کیا کیا تعریفیں کیجا تیں
Of thy lovely *countenance*, — تیرے حسین چہرے
And thy humid *eyes*, that dance — اور تیري طراوت دار انکھوں کي
In the midst of their own brightness, — جو خود اپني روشني میں
In the very fane of lightness, — اپنے نور کے قبوں میں ناچا کرتي ہیں —
Over which thine *eyebrows*, leaning, — جن کے اوپر تیري خمدار بھویں
Picture out each lovely meaning: — ہر دلکش جذبے کي تصویر کھینچا کرتی ہیں
In a dainty bend they lie, — اونکا خم نہایت نازک ہے
Like the streaks across the sky, — جیسے کہ آسمان پر دھاریاں —
Or the feathers from a crow, — یا مثل کوے کے پروں کے
Fallen on a bed of snow: — جو برف کے فرش پر پڑے ہوں
Of thy *dark hair*, that extends — اور تیرے سیاہ بالوں کي جنہیں
Into many graceful bends: — خوبصورت پیچ و تاب ہیں —

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

# ش

Pseudo-etymology ... ... ... شبہ اشتقاق

Dropping the م and ي of مفاعيلن thus ... ... شتر
reducing to فاعلن

Blasphemous or heretic poem ... شطحیہ (یا کفریہ)

Couplet, verse ... ... ... شعر

A poem complaining of the vicissitudes .. شکایت روزگار
of the times (see also حالیہ)

(Lit. Tying up) Combination of خبن & کف (which see) .. شکل

An invective against the people of a town ... شہر آشوب

---

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق)

As the leaves of hellebore جو مثل "ہیلي بور" کي پتيون کے ہين
Turn to whence they sprung before—
جو اُس مقام پر پہر ملجاتي ہين جہان سے وہ نکلتي ہين
And behind each ample curl اور تيرے ہر گھونگر کے پيچھے
Peeps the richness of a *pearl*, ايک نہايت عمدہ قيمتي موتي جھمکتا ھے
Downward too flows many a *tress* اور تيري لمبي زلفونکي جو چمکدار
With a glossy waviness, لہرون کے ساتھہ نيچے لٹکتي رہتي ہين
Full, and round like globes that rise يہ معلوم ہوتا ھے کہ گويا بخوردان سے
From the censer to the skies—
گولے کي صورت مين بخور کا دھوان آسمان کيطرف اوٹھہ رہا ھے
Through sunny hair. Add too, the sweetness اسکے علاوہ تيري شيرين
Of thy honied *voice*; the neatness آوازکي حلاوت کي - اور
Of thine *ankle* lightly turn'd: تيرے خوبصورت نازک گٹے کي
With those *beauties* scarce discern'd,
اور اُن حسين چيزون کي جوکہ بہت کم نظر آتي ہين
Kept with such sweet privacy, اور ہميشہ ايسے پيارے پردے مين رہتي ہين
That they seldom meet the eye کہ بمشکل دکہائي ديتي ہين
Of the little loves that fly اون چھوٹے چھوٹے عشق کے ديوتاؤن کو بہي
Round about with eager pry—
جو متجسس آنکہون کے ساتھہ اونکي تاک جہانک مين رہتے ہين
Saving when with freshening lave, سوائے اس کے کہ جب نہانے کے موقع پر
Thou dipp'st them in the taintless wave;
تو صاف پاني کي لہرون مين اونکو ڈبوتي ھے
Like twin water-lilies born
اور وہ مثل نيلوفر کے دو ہرےپھولون کے معلوم ہونے لگتي ہين
In the coolness of the morn جو صبح کي ٹھنڈک مين کھلتے ہين
(Miscellaneous poems—Keats)

## ص

| | |
|---|---|
| First foot of the first مصرع as apposed to عروض (which see) | صدر |
| Oxymoron (۱) | صفت متضاد |
| Transferred epithet (۲) | صفت منتقلہ |
| Verbal embellishment | صنائع لفظی |
| Embellishment in meaning | صنائع معنوی |
| Figure of speech | صنعت (جمع - صنائع) |
| (Lit. the sound of the bell) the metre متدارک مثمن مقطوع (see also رکض الخیل) | صوت الناقوس |

## ض

| | |
|---|---|
| Second foot of the second مصرع as opposed to ابتدا (which see) | ضرب |

## ط

| | |
|---|---|
| ... ... ... | طباق (دیکھو تضاد) |
| Transposition and inversion | طرد و عکس |
| Dropping the fourth letter (ت) of مستفعلن thus reducing it to مفتعلن = مستعلن | طے |
| Irony (۳) | طنز |
| Ironical | طنزیہ |

## ظ

| | |
|---|---|
| Humour | ظرافت |
| Humorous | ظریفانہ |

(۱) جیسے Cruel kindness (ظالمانہ رحم) — Laborious idleness (محنت آمیز سستی) - Horribly beautiful (خوفناک حسین - یعنے بے انتہا حسین)

(۲) اس سے یہ مطلب ہے کہ کسی صفت کا موصوف حذف کرکے بنظر اختصار وہ کسی دوسرے موصوف سے متعلق کیجائے جیسے Restless pillow (بیچین تکیہ) ظاہر ہے کہ بیچین تکیہ کی صفت نہیں ہوسکتی بلکہ اوس شخص کی جس کا سر تکیہ پر ہے - اسیطرح "A lackey presented an obsequious cup of coffee" (Carlyle) (خدمتگار نے ایک خوشامدانہ پیالی قہوہ کی پیش کی) - خوشامد پیالی کی صفت نہیں بلکہ خدمتگار کی ہے —

(۳) جو بات Innunendo میں کنایۃً کہی جاتی ہے وہ Irony میں صاف طور پر کہتے ہیں مگر معکوس طریقہ سے - البتہ طرز کلام سے معلوم ہوجاتا ہے کہ کہنے والے کا اصلی مطلب کیا ہے - مثلاً بیوقوف آدمی کو کہیں آپ کتنے عقلمند ہیں - انگریزی میں اسکی مثالیں حسب ذیل ہیں :- Bentham انگلش لا (قانون انگلستان) کی تنقید و مذمت کرتے ہوے کہا کرتا تھا Our matchless constitution (ہمارا لاجواب قانون) یعنی جو حماقت میں لاجواب ہے - فلسفی Locke جو بدیہیات کا منکر اور نظریات کا قایل تھا - مذاق و طنز سے کہا کرتا تھا —

"If ideas were innate, it would save much trouble to many worthy persons."

(اگر ہمارے خیالات وہبی ہوتے تو اکثر قابل لوگ بہت سی تکلیفوں سے بچ جاتے) مطلب یہ ہے کہ انسانی خیالات اگر اکتساب کا نتیجہ نہوتے تو پھر تعلیم و تربیت کی یہ زحمتیں اوٹھانا فضول اور تحصیل حاصل تھا —

## ع

Naked, simple, inornate ... ... ... عاري
Erotic pœm, amatory verses ... ... عاشقانه (نظم)
Last *rukn* of the second hemistich as opposed to ابتدا (which see) ... ... عجز يا ضرب
(1) Last foot of the first hemistich as opposed to صدر (which see) ... ... عروض
(2) Prosody
Prosodian ... ... ... ... عروضي
عكس (د يكهو طرد و عكس)

## غ

Ode ... ... ... ... غزل
غلو (د يكهو مبالغه)
غير سالم (د يكهو مزاحف)
Blank verse, heroic ... ... غير مقفي نظم ...

## ف

Stay ... .. ... فاصله (عروض)...
A word or a syllable consisting of four letters the first three of which are متحرك as شكنم و صنما ... ,, صغري
A word or a syllable consisting of five letters the first four of which are متحرك as شكنهش ... ,, كبري
Boasting verse or pœm ... ... ... فخريه
Separation-pœm ... ... ... فراقيه
Unitary or single verse ... ... ... فرد

## ق

Rhyme ... ... ... ... قافيه
When the الف تاسيس runs throughout a pœm ... قافيه موسسه
Dropping the fifth letter (ي) in مفاعيلن thus reducing it to مفاعلن ... قبض
Dropping the last letter (ن) of مفاعيلن and making the penultimate ساكن ... قصر
Purpose pœm, panegyric ... ... ... قصيده
Panegyrist ... ... ... ... قصيده گو

| | | |
|---|---|---|
| Dropping the last three letters of a rukn as اتن of فاعلاتن thus reducing it to فعلن = فاعل | ... | قطع |
| Fragmentary poem ... ... | ... | قطعه |
| (see ایہام and استخدام) | | قول با لموجب |
| The penultimate ساکن before the letter روي as ن in جنگ , آهنگ | ... | قید |

## ک

| | | |
|---|---|---|
| (Lit. complete, perfect) a metre consisting of متفاعلن eight times | ... | کامل (بحر) |
| Dropping the final letter (ت) of مفعولات, thus reducing it to مفعولا = مفعولن, | .. | کسف (یا کشف) |
| Dropping the last quiescent letter (ن) ... of مفاعیلن thus reducing it to مفاعیل | ... | کف |
| | | کفریه (دیکھو شطحیه) |
| Works, collected works ... ... | ... | کلیات |
| Innuendo, insinuation (۱) ... ... | . | کنایه |
| Thesaurus ... ... ... | ... | کنز |
| Transition-verse ... ... | ... | گریز |

## ل

| | | |
|---|---|---|
| Imposing a thing upon one's self unnecessarily ... | ... | لزوم مالا یلزم |
| Lexicon .. ... ... | ... | لغت |
| Enigma ... ... ... | ... | لغز |
| Folding and unfolding ... ... | ... | لف و نشر |
| Regular ,, ,, ... ... | . . | ,, مرتب |
| Irregular ,, ,, ... ... | ... | ,, غیر مرتب |
| Inverted ,, ,, . ... | | ,, معکوس الترتیب |

(۱) Innuendo عموماً ایسے موقعون پر استعمال کیا جاتا هے جبکه کسی کی مذمت کھلے الفاظ مین کرنا منظور نہو - بلکه ایسے الفاظ استعمال کئے جائین جن سے ظاهری طور پر اوسکی تعریف معلوم هو - اسکو تاکید الذم بما یشبه الذم بھي کهه سکتے هین - مثلاً :—

Sydney Smith ایک مرتبه ایک غیر دلچسپ کتاب پڑه رها تھا - اوس کے متعلق اوسنے یه ریمارک کیا

"I sincerely hope it will improve"

ظاهري معني تو یه هین که مجھکو امید هے که یه کتاب ترقي کریگی یعني میري معلومات مین اضافه کریگي - مگر کنایتاً یه کهنا منظور هے که کتاب کچھ نہین هے - مہمل هے —

# م

| | |
|---|---|
| مبادلۃ الراسین ... | (Lit. changing the heads) changing the initial letters of two words, thus forming two new words as "best way" and "west bay" |
| مبالغہ (غلو-اغراق-تبلیغ) ... | Hyperbole, (1) exaggeration |
| مبتدا ... ... ... ... | Subject |

(۱) "Hyperbole" سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں اثر اسطرح پیدا کیا جائے کہ کسي چیز کو اوسکي قدرتي اور جائز حدود سے بڑھاکر دکھایا جائے-جب کسي شئے سے بسبب اوسکي بعض صفات کے ہمکو خاص مسرت حاصل ہوتي ہے تو دل چاہتا ہے کہ اون صفات کے بیان میں چار چاند لگا کے مسرت اور زیادہ حاصل کیجائے-نفس کی اس قدرتی خواہش سے کلام میں ایک خاص زور اور اثر پیدا ہو جاتا ہے جسکا نام اہل بلاغت نے مبالغہ رکھا ہے-مگر مبالغہ کے صحیح التاثر ہونے کے لئے حسب ذیل شرائط ضروري ہیں —

(۱) مسرت یقیني اور قطعي ہو—

(۲) قدرتي اور جایز حدود سے آگے بڑھنے میں تجاوز عن الحق بالکلیہ نہونے پائے —

(۳) مبالغہ کے بیان میں الفاظ ایسے ملایم و مناسب استعمال کئے جائیں جو جذبہ استاذ کے منافي نہوں —

(۴) قائل کے دل میں بھي وہ جذبہ جسکو وہ مبالغہ سے بیان کرے اوسي شدت سے ہونا چاہئے جتنے کہ الفاظ زوردار ہوں-اگر دل اور زبان میں یکرنگي نہوگي تو کلام بے مزہ اور غیر موثر ہوگا (الکزنڈر بین-ایل-ایل-ڈي)

انگریزي میں مبالغہ کي مثالیں حسب ذیل ہوسکتي ہیں :—

One moment now may give us more
Than fifty years of reason. (Wordsworth)

(موسم بہار کے ایک لمحہ کي ازخود رفتگي پچاس برس کي عقل و ہوش کے ساتھہ زندگي سے زیادہ بہتر ہے)

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| Antithetic | ... | ... | ... | ... | متضاد |
| Veriegated, chamelion (see ذوبحرین) | | | . | ... | متلون |
| Symmetrical, balanced | | ... | ... | ... | متوازن |
| Parallel, concordant | | ... | ... | ... | متوازي |
| Satirical poems of pre-Islamic days | | | ... | ... | مثالیب |
| Triplet, tercet | | ... | ... | ... | مثلث |
| Octometer | ... | ... | ... | ... | مثمن |

( بسلسلۂ فٹ نوٹ صفحہ سابق )

ڈاکٹر بین کي چوتھي شرط کے بموجب یہ جملہ صرف شاعر و رقاص ورتھہ مذکورۂ بالا کو یا اس زمانہ میں ڈاکٹر بوس کو سزاوار ہے جنکي نظر میں برگ درختان سبز در نظر ہوشیار هر ورقے دفتر یست معرفت کرد گار

I was all ear

And took in strains that might create a soul
Under the ribs of Death. (Milton's Comus)

(میں سرا سر گوش تھا اور وہ نغمے سن رہا تھا جو مردوں میں بھي جان ڈالدین)

یہ جملہ بھي بقول بین اور لوگوں کے منھہ سے بے معني ہوگا تاوقتیکہ اونکا دل مثل شعر کے جذبۂ حقیقي سے لبریز نہو —

Two hours, whose mighty circle did embrace
More time than might make grey the infant world. (Shelley)

(دو گھنٹے جن کے عظیم دائرے نے اوس سے بھي زیادہ وقت گھیر لیا تھا جتنا کہ ازل سے ابد تک سماتا)

( بقیہ نٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر )

| | |
|---|---|
| Double-rhyme, couplet poem ... ... | مثنوي |
| Non-literal sense ... ... ... | مجاز |
| Synecdoche; Metonymy (۱) ... ... | مجاز مرسل |
| A *rukn* in which the process of جب has taken place (which see) ... | مجبوب |
| A *rukn* in which the process of جدع has taken place (which see) ... | مجدوع |

( بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق )

یہ مبالغہ غلو کي حد تک پہونچتا ھے اس وجہ سے کہ جزو اپنے کل سے کبھي بڑہ نہین سکتا - اور یہان دو گونتے ایسے فرض کئے گئے ھین جو ازل سے ابدتک وسعت سے بھي بڑہ گئے - مگر الفاظ کي مناسبت اور زور نے شعر کو بے لطف ہونے سے بچا لیا —

Fair tresses man's imperial race ensnare
And beauty draws us with a single hair. (Pope)

(معشوق کي) زلفین اپنے جال مین مغرور انسان کو پھانس لیتي ھین بلکہ حسن تو ایک بال کے زور سے ھمکو کھینچتا ھے)

اسمین بھي مثل مثال نمبر ۳ کے مبالغہ بعید از قیاس ھے مگر صرف الفاظ کي خوبي اور سجاوٹ نے کلام کو بے مزہ نہونے دیا —

(۱) مجاز مرسل کا ترجمہ دولفظون سے کیا گیا ھے (۱) Synecdoche (۲) Metonymy یہ دونون یونانی لفظ ھین - اوران کے لغوي معنی علی الترتیب ایک چیز سے دوسري چیز مراد لینا اور تبدیل نام کے ھین - قدیم زمانہ مین یہ دونون صنعتین اوس موقع پر استعمال کي جاتي تھین کہ جب ایک چیز سے کنایتہ کوئي دوسري چیز مراد لیجاتي تھي - اب یہ دونون صنعتین مصرحہ ذیل معنون مین استعمال ھوتي ھین —

( بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر )

| | | |
|---|---|---|
| A verse in which both the ضرب and عروض are dropped... | | مجزو |
| | | معتمل الضدين (دیکھو توجیہ) |
| Apocopated, imperfect ... ... ... | | محذوف |
| A metre in which the process of خبن has taken place... (which see) | | مخبون |
| Five-some ... ... ... ... | | مخمس |
| Implied praise ... ... ... | | مدح موجہ |

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق)

(الف) Synecdoche - (۱) جزو بجاے کل کے - جیسے sail بمعنی ship یا hand بمعنی summer-person بمعنی year (A maiden of sixteen summers) -

(۲) کل بجائے جزو کے جیسے year بجائے spring The smiling year - spring بمعنی spring —

(۳) غیر مصنوع شے بجائے مصنوع کے جیسے steel بمعنی sword کے - linen بمعنی linen garment کے - copper بمعنی penny —

(ب) Metonymy - (۱) نشان یا علامت بجائے اصل شئے کے - جیسے crown - sceptre - throne بمعنی بادشاہت - red-tape بمعنی routine of office —

(۲) ظرف بجائے مظروف کے - جیسے city بمعنی inhabitants of the city - the palace and the cottage بمعنی rich and poor people —

(۳) نتیجہ بجائے سبب کے جیسے grey hairs بمعنی old age —

(۴) صانع بجائے مصنوع کے - جیسے شاعر کا نام بمعنی تصنیفات شاعر کے - Bradshaw بمعنی Railway Time Table کے جسکو Bradshaw نے تیار کیا تھا -

(۵) جذبہ کا نام بمعنی اوس شخص کے جسکے ساتھ جذبہ کا اظہار کیا جائے جیسے my love - my joy وغیرہ —

| | |
|---|---|
| A metre consisting of فاعلاتن four times ... | مدید |
| Panegyric ... ... ... | مدیحه |
| | مذهب کلامي (دیکهو استدلال) |
| The observance of the similar (۱) | مراعات النظیر (تناسب و توفیق) |
| Foursome, quatrain ... ... ... | مربع |
| Threnody, elegy ... ... ... | مرثیه |
| Cadenced ... ... ... ... | مرجز |
| A poem having a ردیف as opposed to مقفي (مثال کے لئے دیکهو ردیف) | مردف |
| Ornate ... ... ... ... | مرصع |
| Imperfect ... ... ... ... | مزاحف |
| Consorted ... ... ... ... | مزدوج |
| A letter added to خروج (which see) as ت in گویهت ... | مزید |
| A *rukn* in which the process of تسبیغ has taken place. ... | مسبغ |

(۱) انگریزي میں اس صنعت کا رواج کم هے مگر پهر بهي اسکي مثالیں کبهي کبهي دیکهنے میں آتي هیں - مثال نمبر ایک میں دریا اور کشتي راني وغیره کے مناسبات استعمال کئے گئے هیں—

مثال نمبر ۱ —

I appeal to the House for one last long *pull*, all of us pulling together, in the confident assurance that so doing we shall quickly get the *boat* out of the vicious *current* which is threatening to drag India down on to the *rocks* of insolvency. Once back in *safe waters*, I have every hope that in a surprisingly short time we shall find ourselves on the *flood tide* of prosperity. (Finance Member's speech in introducing the Imperial Budget for 1923-24).

مثال نمبر ۲ --

Assuredly, if the *tree* which Socrates *planted* and Plato *watered* is to be judged by its *flowers* and *leaves*, it is the noblest of trees. But if we take the homely test of Bacon, if we judge of the tree by its *fruits*, our opinion of it may perhaps be less favourable. (Macaulay)

مثال نمبر ۲ میں درختوں کے مناسبات استعمال کئے گئےهیں —

| | |
|---|---|
| Increment-poem ... ... ... | مستزاد |
| Rythmed ... ... ... ... | مسجع |
| Sixsome, hexastich ... ... ... | مسدس |
| Multiple-poem (۱) ... ... ... | مسمط |
| Apparent similarity ... ... ... | مشاكله |
| | مشطور (ديکهو مربع) |
| A *rukn* in which the process of شکل has taken place (which see) ... | مشکول |
| Hemistich ... ... ... ... | مصرع |
| Similar ... ... ... ... | مضارع |
| Ludicrous ... ... ... ... | مضحک |
| Facetiae ... ... ... ... | مضحکات |
| Lopsided, lateral ... ... ... | مطرف |
| Opening verse ... ... ... | مطلع |
| A *rukn* in which the process of طي has taken place (which see) ... | مطوي |
| Art of signification ... ... ... | معاني (علم) |
| Tensome, decastich ... ... ... | معشر |
| Riddle, enigma ... ... ... | معما |
| A *rukn* in which the process of قبض has taken place (which see) ... | مقبوض |
| Prologomena ... ... ... ... | مقدمه |

(۱) مسمط کي مثال انگريزي مين يه هو سکتي هے —

Then *up* with your *cup*, till you *stagger* in *speech*,
And *match* me this *catch*, though you *swagger* and *screech*,
And *drink* till you *wink*, my merry men *each* (Scott.)

| | |
|---|---|
| A *rukn* in which the process of قصر has taken place (which see) ... | مقصور |
| Concluding verse ... ... ... | مقطع |
| Anagram ... ... ... ... | مقلوب |
| Complete anagram ... ... ... | ,, کل |
| Partial ,, ... ... ... | ,, بعض |
| Winged ,, ... ... ... | ,, مجنح |
| Even ,, ... ... ... | ,, مستوی |
| | مکالمہ (دیکھو سوال و جواب) |
| A *rukn* in which the process of کف has taken place (which see) ... | مکفوف |
| Pœt-laureate ... ... ... | ملک الشعرا |
| Patch-work, pied verse ... ... ... | ملمع |
| Prayer addressed to God ... ... ... | مناجات |
| Joust, strife-pœm ... ... ... | مناظرہ |
| Monograph ... ... ... ... | منفردہ |
| Praise of the Prophet's family ... ... | منقبت |
| Acrostic ... ... ... ... | موشح |
| A figure in which all the letters of a word are joined... together as opposed to مقطع | موصل |
| A *rukn* in which the process of وقف ... has taken place (which see) ... | موقوف |

## ن

| | |
|---|---|
| Nasal ن ... ... ... ... | ن غنہ |
| A letter added to مزید (which see) ... ... as ش in بردستہش | زایدہ |
| Prose ... ... ... ... | نثر |
| Dropping the first two *sababs* also the final letter;... as from مفعولات we have فع = لا | نحر |
| Verse ... ... ... ... | نظم |
| Imitation, parody .. ... ... | نظیرہ |
| Praise of the Prophet ... ... ... | نعت |

## و

| | |
|---|---|
| واو عطف ... | ... ... ... |
| واسوخت ... | A burning or retaliatory poem ... |
| وافر (مثمن سالم)... | A metre consisting of مفاعلتن eight times |
| وتد ... | Lit. a peg ... ... ... |
| " مقرون یا مجموع | A word or a syllable having three letters the first two of which are متحرک as چمن |
| " مفروق ... | A word or a syllable having three letters of which the middle one is ساکن and the first and third are متحرک as بزم شاہ |
| وزن ... | Measure ... ... ... |
| وصل ... | A letter affixed to روی (which see) as... م in آموختم |
| وقف ... | Stopping the حرکت of the last letter ... |

## ه

| | |
|---|---|
| ہائے مختفی ... | Hidden or unpronounced ہ as ہ in جامہ |
| ہتم ... | Combination of حذف and قصر (which see) |
| ہجو ... | Satire, lampoon ... ... ... |
| ہجو ملیح ... | Implied satire ... ... |
| ہزج (مثمن سالم)... | A metre consisting of مفاعیلن eight times |
| ہزل ... | Macaronic ... ... ... ... |
| ہزلیات ... | Obscene poems, facetiae ... ... |